





اس رسالہ کے تالیف کرنے کے اسباب بیان کرنے کے لیے ایک دفتر کا رہے ملک و قوم کی حالت کا بیان کرنے کی حاجت کیا ہے عیان راہ بیان۔ صرف یہ کہنا کافی ہے کہ جبکہ نہج نے ہمارے شہر میں انواع انسان میں پیدا کر دیا تھا جان قوم کے لفظ کا گزربھی نہ تھا وہاں اتحاد ماہیت نے کچھ ایسا بندوبست کیا تھا کہ حیوان مطلق کے جواب میں انسان واقع ہوتا ہے لیکن نا اتفاقی کے درمیانوں سے قومیت کا خلغہ نکلا مسلمان۔ ہندو۔ نصاریٰ۔ یہودی اور مجوسی وغیرہ۔ اسکی جابرانہ کارروائیوں نے اسی پر قناعت نہیں کی بلکہ ہر ایک فرقہ میں اور ہزار ہا فرقے پیدا کر دئے۔ یہ تفریق نہ صرف دینی اعتبار سے ہوئی بلکہ دنیوی طریقوں سے بھی ایک ایک فرد کو جدا کر دیا۔ اس نے صرف آسمان میں فرقہ آگیا بلکہ دلوں اور خیالوں میں بھی ایک نمایاں اثر ظاہر ہوا۔ ان سب کے ہندو شریف۔ عذیل کی ایک اور شاخ پیدا ہو گئی اور پھر زمین بھی دیرے اور پھر ان درجوں میں بھی ہر ایک کی قسمیں۔ غرض کہ بے انتہا تفریقیں پیدا ہو گئیں۔ ان تفریقوں کے بعد بھی آپس میں امتزاج ہو کر ایک اور مجموعہ پیدا ہوتا ہے جو بنگالی۔ کشمیری۔ پنجابی۔ کابلی۔ مدراسی۔ شامی۔ دامغانی۔ رومی۔ عجمی۔ اندلسی۔ ہندی۔ عربی۔ ایرانی اور حجازی وغیرہ ناموں سے مشہور کیا جاتا ہے اور علیٰ ہذا القیاس۔ اس رسالہ میں جسکا نام مشرافت ہے لفظ شریف و وضع ہے مختصراً کی گئی ہے کہ ان دونوں نظموں کا استعمال انسان کی نسبت

کس مافی سے کیا گیا ہے اور ہو سکتا ہے۔

سخن افنوس ہے کہ رسالہ ہذا کی تالیف کا سلسلہ جولائی ۱۹۸۷ء میں شروع ہو کر قریب ختم کے پہنچ گیا تھا۔ پوری ۱۹۸۷ء میں سو وہ بھی مع دیگر کتب و اسباب وغیرہ کے چوری کیا پھر اُسکی تالیف و ترتیب کے لیے کوشش کی گئی اور بہر کیف مرتب ہو چکا تھا کہ مارچ ۱۹۸۷ء میں وہ مع اور کتب و پروانجات و اسناد و سرس و بک و اسباب وغیرہ کے چوری کیا جس کسی کو کبھی ایسا واقعہ پیش آیا ہوگا وہ بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ مؤلف نے کیسی ہمت اور دلیری کو راہ دی اور با استقلال تمام پھر اپنے کام میں مشغول ہوا اور احباب کے اصرار سے مجبوراً اُسے یہ کام کرنا ہی پڑا اور جو کچھ اُس سے ہو سکا کر دکھایا۔

اگرچہ اس رسالہ کی تالیف میں بڑی جانفشانی کی گئی ہے تاہم اپنی عدم لیاقتی اور سہولت پرستی جو کہ طینت انسان میں مخمر ہے ہر سہام ملام کا خوف کیا گیا پس امید کی جاتی ہے کہ مؤلف و مؤلف کے عیوب کو ناظرین و امن عاطفت سے چھپا کر اکتساب ثواب آخرت فرماوینگے اور بشرط اسکان مؤلف کو اُسکی غلطیوں وغیرہ سے مطلع فرماوینگے کہ طبع آئندہ میں اصلاح و تربیت کر دیا جائیگی۔ فقط

بھی خواجہ حقائق  
ناور حسین عزیز نگر امی

تصنیف نگر ام — منسلح لکھنؤ  
۲۰۔ مارچ ۱۹۹۷ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ اِخْوَةٌ فَاصْلِحُوا بَيْنَ اَخْوَتِكُمْ وَالْقَوَّالِہٖ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُونَ ۝

مسلمان ایک دوسرے کے بھائی ہیں پس باہم ملجاؤ اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم پر رحم کیا جاوے  
جو انسان دولت و شرافت سے مالا مال ہے وہ ہر حال میں فارغ البال ہے جس شخص کا دل سچی شرافت پر  
قربان ہے اسکی ہر ایک شکل آسان ہے۔ شرافت اسی پاکیزہ و نجستہ صفت کا نام ہے جسکا کام مایہ اعجاز  
و احتشام ہے لہذا فقط وہی معزز لوگ شریف کے نام سے یگا رہے جاسکتے ہیں جنکے دل و دماغ شرافت کی چمکتی ہوئی  
روشنی سے جگمگا رہے ہیں اور صرف وہی مخیر لوگ دنیا کی محفل کے زیبائش کے باعث ہو سکتے ہیں جنکے نورانی خیال  
سے اہل ملک اپنے مطلب کی شمعیں جلا رہے ہیں۔ اس جہنستان آفاق میں باغبان حقیقی نے اپنی آبپاری رحمت سے  
شرافت کے درخت کو وہ تازگی عطا فرمائی ہے جسکے سایہ میں آجانے سے انسان اپنی اپنی امیدوں کے عمدہ عمدہ  
پھل پارہے ہیں اور اس بہارستان عالم میں شرافت کی ہوا کو اُسنے وہ راحت و بخشش تاثیر عطا فرمائی ہے  
جسکے چلنے سے غنچے کی طرح سُکڑے ہوئے اور پھولوں کی طرح مڑھائے ہوئے دلوں کو از سر نو شگفتگی حاصل ہوتی ہے۔  
شرافت ایک ایسے کوہ والا خشکوبہ کی تازہ آب و ہوا ہے جسکی چوٹی پر سبزہ نودیدہ کی بہار چشم فلک کو نور اور  
دیدہ اہل زمین کو سرور و خوش رہی ہے۔ شرافت ایک ایسے آسمان عالیشان کا ابر ہے جسکے برسنے سے زمین شور



ایسی قابلِ ذراعت ہو جاتی ہے۔ یعنی شرافت کا جو ہر انسان کی نیکنامی اور مطلبِ برّاری کے لیے ایک ایسا عمدہ ذریعہ  
 نہیں ہے اسکی تمام دلی خواہشیں و تمناؤں پوری ہو جاتی ہیں اور وہ اس دولتِ لازوال سے مالا مال ہو کر اپنی  
 تمام کمزوریوں سے بالائی اور اطمینان سے بسر کر لیتا ہے۔ آدمِ بر سر مطلب۔ **شرافت اور رذالت** یہ  
 دونوں لفظ بہت متعارف ہیں اور ذرا ذرا سی بات میں ایک دوسرے کو شریف یا رذیل کہنے لگتا ہے اگر کسی نے  
 وضع داری کی کوئی بات کی چاہے وہ نفسِ لاعربین کیسی ہی خراب اور جعلِ آمیز ہو لیکن عوام کی نظر میں ہنسکا تھا  
 و وقار ہو جاتا ہے اور سب کہنے لگتے ہیں ”واہ واسبحان اللہ کیون نہ وہ وضع داری اسے کہتے ہیں جو آپ نے فلان  
 شخص کے ساتھ کی کہ ایسی مصیبت کے وقت میں اسکا ساتھ دیا جبکہ دوست و احباب اور عزیز و اقارب سب نے  
 اس سے کنارہ کشی کی۔ آپ نے عالمِ غربت و یاس میں اسکی دستگیری کی اور جان و مال اور عزت و آبرو  
 اس سے دریغ نہ کی مان صاحب کیون نہ وہ یہ شرافت کا اثر ہے اور شرافت وہ جو ہر ہے جو کسی کے چھپائے  
 چھپ نہین سکتا کہین چاند پر خاک ڈالنے سے خاک پڑی ہے“ مگر یہ سب زبانی مہجِ خرج ہے شرافت کے معنی ہی  
 نہیں سمجھے اور نہ یہ جانتے ہیں کہ یہ وصف خلقی ہے یا کسبی اور کہتے اسور اس کے لازم ہیں کہ بغیر ان کے شرافت  
 متحقق نہیں ہوتی پس واضح ہو کہ شرافت کا مضمون بہت وسیع ہے اور کہتے ہی اوصاف سے یہ ایک وصف مرکب  
 ہے اور یہ وصف جہلی نہیں ہے یعنی کوئی مان کے پیٹ سے شرافت لیکر پدا نہیں ہوتا بلکہ یہ صفت کسبی ہے جو  
 بہت سے امور کے اکتساب اور عمل سے حاصل ہوتی ہے۔

**شرف** بالفتح مشتق منہ بمعنی غالب شدن بر کسے بہ بزرگی و فحش بلندی و جاے بلند و بزرگی  
**شرافت** حاصل بالمصدر بہت **شرفیہ** صفت مشتبہ بمعنی ہر شے بزرگ قدر و مرد بزرگ قدر  
 و نجیب و اہل و بمعنی حاکم مکہ معظمہ کہ سید باشد **شرفاء** و **اشرف** جمع۔ چونکہ صفت مشتبہ از اوصاف  
 لازم ذاتیہ است لہذا استعمال شریف در اوصاف لازمہ میباشد یعنی بصفا تیکہ متعدی بسوے غیر نتواند شد چنانکہ  
 حُسن و ذکاوت و حیا وغیرہ البتہ مان و صف فاعلیت امر متعدی است و استعمالش در اوصاف متعدیہ  
 می باشد یعنی صفا تیکہ از فاعل بسوے مفعول منتقل می تواند شد چنانکہ عطا و علم و ہنر و ادب وغیرہ۔  
 المحاصل شرافت کے معنی عمدگی کہے جاسکتے ہیں اور اشخاصِ زمانہ موجودہ کے خیالات کے مطابق

## اُسکی دو قسمیں ہوتی ہیں شرافت نسبی اور شرافت کسی۔

شرافت نسبی کا ارباب دانش کے نزدیک کچھ اعتبار و وقار نہیں ہے۔ ۵ بنی آدم اعضاء کے ہیں جنہیں کہ درآفرینش زیک جو ہر اندہ اگر چہ عوام اور بعض خواص بھی شرافت نسبی کو بہت مانتے ہیں اور رشتہ داری وغیرہ تو بے اسکے ہوتی ہی نہیں اس واسطے فرض کیا کہ کسی کا باپ بڑا وضع دار نیکو کار اور خوش کردار تھا لیکن بیٹا جواری نکلا سارا گھر جوئے میں ہار گیا عزت و آبرو مفت میں گنوائی تو اب باپ کی شرافت اس کم بخت کے خاک کام آویگی۔ ۵ پسر نوح با بدن بنشست خاندان نبوتش گم شدہ اپنی آبرو کے ساتھ اسنے اپنے باپ و داد سے کا بھی نام ڈبو یا سچ ہے۔ ۵ ہر کس کہ نہ از شرع نبی آگاہ است نہ گریبا بستر سپرخ نہ گمراہ است نہ فرزند نبی کہ نیست۔ براہ نبی چون آیت منسوخ کلام اللہ است نہ اور بقول ایک کشمیری مصنف کے کہ پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا ابولہب خاندان قریش سے تھا جس سے زیادہ شریف و نجیب کوئی خاندان عرب میں نہ تھا مگر روز قیامت وہ روسیہ اٹھیکا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کہ ایک حبشی غلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے فرواے قیامت باروے سفید محشور ہونگے۔ اور ایک مصنف کا قول ہے کہ مسلمانوں کے اعتقاد میں شرافت نسبی کوئی چیز نہیں۔ اسلام ایک عام اخوت میں دنیاگی تمام قوموں کو لے رہا تھا کہ جو ممکن تھا کہ وہ اس قسم کے تفرقے فوج انسان میں باقی رکھتا۔ اسلام تو صرف دین کو ایک شرافت سمجھتا ہے جسکے اندر ہر شخص شامل ہو سکتا ہے۔ اسلام نے شرافت کو کبھی بندوں کے مذہب کی طرح آبائی ورثوں کے ساتھ وابستہ نہیں رکھا اُسکے نزدیک تو شرافت وہ چیز ہے جسکو ہر شخص حاصل کر سکتا ہے اور اسی ضرورت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف صاف فرمادیا کہ ان فیہ یکہ واحد وان اباکم واحد وانہ لا فضل لعربی علی عجمی ولا لاجمعی علی اجمود۔ (۱) اباہم باللقوی الی اہل بلخت یعنی خوب جان لو کہ تمہارا بھی ایک ہے اور تمہارا باپ ایک ہے عرب والے کو کسی غیر ملک والے پر کچھ فضیلت ہے اور نہ سرخ چمڑے والے کو سیاہ چمڑے والے پر ہاں اگر فضیلت ہے تو یہ ہیر گاری کے اعتبار سے

(۱) اس طرح سے بھی دو قسمیں لگی ہیں اول شرافت کسی وہ ہے جو کس عمل سے حاصل ہوتی ہے دوم شرافت نسبی وہ ہے جو محض حق سوانہ کا

کی بخشش سے بغیر کس کے بہم ہو جاتی ہے۔ ۱۲ عزیز نگرامی

(۲) ارباب دانش سے وہ اصحاب مراد ہیں جو کہ فی الحقیقت معقل ہیں ذرہ سے لگا رہا بیٹا جان عقل خدوم گردد بخودگان ہر کجکس کہ تا نام ۱۲ عزیز نگرامی

اگاہ ہو جاؤ کہ میں نے اپنا فرض تبلیغ ادا کر دیا۔ یہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ دوسری قوموں کے اعتبار سے مسلمانوں کی نسبتی شرافت کے خیالات پیدا ہو گئے اور علماء کی سستی سے روز بروز اتنی قوت پکڑتے گئے کہ اب ہر مسلمان کے رگ و ریشہ میں زہر اسیت کر گئے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عترت (اولاد) کے بارہ ہیں (جس سے مراد جناب سیدہ رضی اللہ عنہا کی اولاد سمجھی جاتی ہے) مسلمانوں کو بعض نصیحتیں کر رہے ہیں مگر اس عقدے کو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول قطعی طور پر حل کر دیتا ہے کہ میں سالک علی طریقہ حق فہو آلی یعنی ہمیری راہ پر چلے آؤ۔ ہمیری اولاد ہے۔ غرض کہ اسلام میں لطافتِ دین شرافتِ نسب کی کچھ وقعت نہیں۔ اور ایک مصنف کا قول ہے کہ جو لوگ اپنے آبا و اجداد کی شان و شوکت پر شیخی بگھار کر خود کو کچھ نہیں کرتے ان کی مثال ایسی ہے کہ جیسے کوئی شخص درخت کی جڑ سے وہ سیوہ طلب کرے جو شاخوں کو دیتا چاہیے سچ ہے۔ آنا کہ نہ خویش باجا آدمی کنند۔ چون سگ با ستخوان دل خود شاد می کنند۔ اور ایک مصنف کا قول ہے کہ باپ دادے کی خوبی پر اپنے پرکشتے ہو وہ طفل ابجد خوان ہے ہنوز لڑکا ہے۔ مہر کچھ آپ میں ہو باپ میں ہوا تو کیا کہیں پسر کو بزرگ پر کی تر کہ ہے۔ اور ایک مصنف کا قول ہے کہ جات پات پوچھے نا کو سے ہر کانجے سوہرا کا ہو سے۔ اور ایک مصنف کا قول ہے کہ یو بوطالب آن تہی مطلب مہر بنی راعم و علی را آب مہر بیچ سو دے نگر و آن نسبش شد مقدر و سقر جو بولہبش۔ اور ایک مصنف کا قول ہے فظلم نام و نسبت بخود سالیست و نسل از شجر بزرگ خالیست۔ جائیکہ بزرگ بادت بود و فرزند می من ندارد و سوہرا چون خیر بخود پشکن باش و فرزند اتصال خویشن باش و دولت طلبی سبب نگدار۔ با خلق خدا ادب نگدار۔ اور ایک مصنف کا قول ہے کہ چون اوانان نہ در بند پدر باش و پدر بگذار و فرزند ہنر باش و چو دو دواز خوشی بود و نشانند۔ چہ حال زانکہ آتش راست فرزند مکن یا دوش مگر در خلوت خاص و سازی شادوش از تکبیر و اخلاص۔ اور ایک مصنف کا قول ہے فظلم از حسد اول تو دل را پاک دارد و خویشن را بعد از ان مومن شمارد پاکدار از

(۱) فرزند ہنر باش اسے علم و ہنر آموزد و در خود کما سہ پیدا کن و بزرگی آبا بکار نمی آید۔ ۱۲ حاشیہ یوسف زلیخا۔  
(۲) خیر ترین راجح یوسے پدر و از تکبیر اینجا اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر کہتے مراد است و از اخلاص سورہ قل اللہ خواندن و ثواب آن در ایران خود بخوشیدن ۱۲ عزیز نگرامی

کذب و از غیبت زبان : تاکہ ایمانت نیفتد و ز زبان پاک گرداری عمل را از ریاض شمع ایمان ترا باشد و ضیاء چو  
 شکم را پاک داری از حرام و مردماندار باشی و السلام : ہر کہ دارد این گفت باشد شریف و در تدار و دار  
 ایمان ضعیف : اور ایک مصنف کا قول ہے کہ جو اگر در خطاب افتد ایمان نفیس است و غیور و اگر غفلت  
 رود ایمان خسیس : استفادہ بے تربیت در لغت و تربیت نام استفادہ صالح : خاکستر نسبت عالی دارو کہ  
 آتش جو ہر علویت و لیکن چون نفیس خود ہنرے ندارد با خاک برابر است و قیمت شکر نہ اڑنے است کہ آن خود  
 خاصیت ویت ۵ چو کتخان را طبیعت بے ہنر بود و پیغمبر زادگی قدرش میفرودد ہنر بنا اگر داری  
 نہ گوہر گل از خار است و ابراہیم از آزر : اور ایک مصنف کا قول ہے **مخطوم** کافرون کی ہے یہ  
 عادت بات میں : مار نایشی بڑائی ذات میں : جن مسلمانوں کو یہ آزار ہے : اُن پر رب کی جان بوجھنا ہے  
 کیا بڑائی مارتے ہیں وہ غبی : باپ سب کا ایک ہے آدم نبی : اصل پھر سب کی سببی دیکھو سو : اور یہ یاد ہے  
 پیٹ میں گندہ لہو : بعد مرنے کے برابر پھر بھی : اب کو شیخی کہاں جاتی رہی : جو کرین اچھے عمل اشرف  
 ہیں : جو کہ ہوں بیدین وہ اجلاف ہیں : یعنی بدکاری کرین پیون نشا : حق دباوین غیر کا ظالم : یا بچوٹ  
 بولین اور سدا کھاوین حرام : بے غازی بدعتی مشرک تمام : آگ کو فرما یا کمینہ اور پید : حق تعالیٰ نے بقرآن  
 اور جو ہووے شقی پر ہر گار : حق تعالیٰ سے ڈرے لیل و نہار : اس کو فرمایا بڑا اشرف : آج کا قرآن  
 میں یہ صاف ہے : جو ترا قرآن پر ایمان ہے : دیکھ لے اللہ : فرمان ہے : ذات حسب کی ایک ہے اور اصل  
 ایک : پھر عمل سے ہو روزا یا ہونیک : کافرون کی طرح مت کہنا کہ میں : میں بڑا ہوں ذات میں وہ ہر کہیں  
 تین کہا شیطان نے راند اگیا : لعنتی کے طوق میں باندھا گیا : پھر جو اتر کر کے میں ہوں بچان : غیج جی میں ہوتا

(۱) شریف و عالم اگر قدر ظاہر اوست نشو و شرف و علم اوست نشو و جاہل و کمینہ اگر در ظاہری عالی قد نشو و دناوت و نساوت

نادانی او بظرف نشود ۱۲ شرح گلستان

(۲) اگر شرف را در شرف حب و خل بود سے گل و ابراہیم را شرف نبود سے زیرا کہ اصل ایشان را کہ خار و آزدست : بیج شرف نیست  
 مولوی جامی علیہ الرحمہ در سلسلۃ الذهب فرمودہ : بود بوطالب آن تہی ز طلب : مرغی را عسم و علی را اب : بیج سود

نکرد آن نسبش : شد مقرر در سقر چو پویش : الخ ۱۲ شرح گلستان

مفل سید میان "یا مژوڑے مونچھ میں رجوت ہوں" یا کہے میں تو نبی جالوت ہوں "بے عمل کے بچہ نہیں کیڑے  
 سوچ اپنی اصل کو اسے خیبر بے عمل کے ذات کچھ ہوتی اگر "یوں نہ تو تافوح کا غارت پسر "بے عمل رشتہ جو ہوتا  
 کچھ گئی کچھ گئی جی جو روپہ کیوں گرتے حجر "ذات سے مطلب فقط پہچان ہے "جو گھنڈا سپرے شیطان ہے  
 جو سلمان نیک اور دیندار ہیں "وہے برادر اور رشتہ دار ہیں "کف بڑا ہے دین کا دیکھو کتاب "فاسق و بدین  
 سے رشتہ خراب "جو سگانیدین ہو وہ ناسگاہ بعد از ان رشتہ تو اس سے مت لگا "چھوڑو اسکو برے بس دور کر  
 دینداروں کو سگانہ طور "اور اسد اللہ الغالب سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے **مظہم**  
 الناس من جهة التمثال الكفاء ابوهم ادم والام حواء "واغا امہات الناس اوعیة "مستودعات ولا احلب اباء  
 فان يكن لهم من اصلهم شر "يفخرون به فالطين والماء "وان اتيت الفجر من في وعنسب فانسبنا جود وعلیاء  
 لا فضل الا لاهل العلم انهم "على الهدى لمن استهدى والاء "وقیمة المریہ ما قد کان یحیی سنہم والجاہلہ لاہل العلم اعداء  
 لہم "علم ولا یقنی لہ بدلاء "فالناس موتی واهل العلم اخیاء "اور یہ بھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے **مظہم** لیس البلیۃ فی  
 ایامنا عجاہل السلامۃ فیہا عجیب العجب "لیس الجال بالاولیٰ تزیہا "ان الجال جمال العلم والادب "لیس الیتیم الذی تقوات والذ  
 ان الیتیم یتیم العقل والادب "ابن من شئت انکسب ادبا "یفینک محمودۃ عن النسب "فلیس تعنی العسب النسب "بل لاسا  
 لہ ولا ادب "ان الفقی من یقول ہا انا ذال لیس الفقی من یقول کان لہ "ایہا الفاخر جہلا بالنسب "انہا الناس لام ولا لب  
 ہل تو ہم خلق من فضلہ "امحد یدام نحاس ام ذهب "ہل تو ہم خلق من فضلہم "ہل سو فی الحیوہ وعظیہم وعلیہم

(۱) مؤلف رابرین معہ بد لفظ غلام است اول لفظ ذات کہ معنی قوم متعل است واین غلط است چنانچہ خان احمد ووشند کہ لفظ ذات کہ  
 بمعنی قوم متعل است غلط است زیرا کہ بدین معنی بات است بحکم آن لفظ ہندی الال است طغر گوید کہ گشاید از قدح نوشی بطرست  
 دہن بد ذات مرغا بیت خواہد صاحب متعارفہ وایضا گوید کہ شوخ سو سن را بگو دل می ربا بد قنقعات "ذات رجوت است  
 ترسم دست بر جہد کشد "و سبب غلط بودنش است کہ ذال وزا سے جوہر زبان ہندی نیست واین را ہم خوانند وذل  
 وزا سے معہ در زبان ہندی نمی آید پس طغر الفاظ بات را ذات بدال سمجھ فہیدہ غلط کرد ہم کلامہ دوم لفظ گفت کہ  
 نہ اصل کفو یعنیست ولبضم اول و سکون ثانی نیز آیدہ الا تاظم بضرورت نظم حذف وا و نمودہ خطا کہ محسوسات  
 را پس روی لفظ نباید کرد "عسریہ نگرانی



انما الفخر لعقل ثابت و وحیکو و عفاف و ادب پس جبکہ سارے انسان ایک ہی مان باپ سے پیدا ہوں تو بڑے نسب ایک کو دوسرے پر کیا فضیلت ہے بزرگی عقل و ادب سے ہے نہ اہل و نسب سے ۵  
نسب چہ سود و ہر چون تو بے ہنر باشی بزرگ جو چہ برش تیغہاے چوہین را اگر کسی کا باپ خواہ وادتا بل و قتل  
ہوا اور بیٹا او جڈ و جاہل ہے تو باپ و دادا کی عزت سے وہ کچھ حصہ ہرگز نہیں پاسکتا ہے اور کہا گیا ہے کہ علم از  
ہمد دولت افضل ہے علم موجب عزت و دولت ہے علم شے بزرگ ہے شے۔ جب و نسب بے علم ناقص ہے  
عالم ہر کجا کہ رود عزت و صر متش کنند۔ سرایہ بزرگی عقل و ادب ہے نہ اہل و نسب بے ہنر و ہست باید کرد نہ بدید  
از نسب لاف زد کن استخوان پر فروختن مست و افتخار بکمال غیر نشان ... ۵ بندہ عشق شو و ترک نسب کن  
جامی کہ درین راہ فلان ابن فلان چیزے نیست۔

حق تعالیٰ نے شعوب و قبائل بنائے ہیں جنانچہ فرماتا ہے کہ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ  
وَإُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا پس ضرور ہوا کہ جس قبیلہ و طائفہ میں جو مخلوق ہو وہ اُسی میں رہے  
اور حکمت بالغہ او تعالیٰ میں یہ امر سلف ضرور ہوا کہ اب اس طائفہ میں اہل ہو یا نا اہل ہلوگ رہیں اور اہل و  
نا اہل ایک عارضی شے ہے نا اہل اہل اور اہل نا اہل ہونا ہے سب کو معلوم ہے کہ کنعان حضرت نوح علیہ السلام  
کا بیٹا کوکلا تھا اور حق تعالیٰ نے اُسکو نا اہل فرمایا اور خالق اکبر نے قبائل و عشائر اس لیے مقرر فرمائے  
کہ شناخت آسانی کے ساتھ ہو سکے ممکن ہے کہ ایک نام کے چار آدمی ہوں اور انکے باپ کے  
بھی وہی نام ہوں تو انکی شناخت کے لیے قبیلہ کا نام لیا جاوے لیکن اُسی آیت میں یہ بھی ارشاد  
ہوا ہے کہ إِنَّا أَكْرَمُكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتَقْلِبُ یعنی تم میں سے شریف نزدیک اللہ کے وہ ہے جو برگزین  
ہو۔ اب کیا ہر مسلمان برگمان پرہیزگاری کا نہیں ہو سکتا ہے؟ بیشک ہو سکتا ہے وہ خود مسلمان  
نہوگا جو ہر ایک مسلمان برگمان پرہیزگاری کا نہ کرے۔

المتحضر شرافت نسب کا عقلا کے نزدیک کچھ اعتبار و وقار نہیں ہے ۵ لاف از نسب مرن کہ  
بماند آئینہ آدم نمی شود کسی از روے دیگران x۔  
ہاں اگر اعتبار و وقار ہے تو شرافت کسی کا جس شخص میں یہ وصف ہے وہ شریف اور انگریزی



اصطلاح میں جنٹل مین کہلاتا ہے۔ جو معنی دانا یا بے فرنگ نے جنگی دانش ضرب المثل ہے لفظ جنٹل مین کے قرار دئے ہیں انکا تحقق ہم مین سے کسی شخص میں خیلے دشوار ہے بلکہ خود انگریزوں میں بھی اس لفظ کا مصداق حقیقی کم پایا جاتا ہے اگرچہ باعتبار خلق و عروت ظاہری کے جس شخص کو ذرا صاف ستھرا چمکا چڑا اور نوک و پلک سے درست دیکھتے ہیں خواہ مخواہ جنٹل مین کے لفظ سے خطاب کرتے ہیں۔ پس جبکہ انگلستان میں باوجود اس تہذیب و شائستگی و فراخ حالی اور فراخ البالی کے سچے جنٹل مین کا مصداق حقیقی النداء کا معدوم کے حکم میں ہے تو واسے بر حال اہل ہند جنکی تعلیم ابھی عام ہے اور جبکہ اخلاق و عادات ایک احاطہ کے اندر گھرے ہوئے ہیں اور اُس سے باہر نکلنا اُس وقت تک دشوار ہے جب تک کہ انگریزی تعلیم کا اثر کمال نہ ہو اور علوم و فنون اور طرز معاشرت و عنوان معیشت میں ترقی وافی نہ ہو۔ شرافت ذاتی میں اوصاف باطنی کا زیادہ تر اعتبار ہے بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ انہیں اوصاف کا نام شرافت ہے ظاہری نمائش و آرائش کو چند ان دخل نہیں ہے۔ ۱۔ تکلف سے بری ہے ۲۔ حسن ذاتی ۳۔ قبائے گل مین گل بوٹا کہاں ہے ۴۔ ظاہری

(۱) سب لوگ انگلستان میں تین درجہ کے ہیں اول نوبل مین یعنی امرا دوم جنٹل مین یعنی شرفا سوم پو مین یعنی زمیندار و کسان وغیرہ (تاریخ سلطنت انگلشیہ مطبوعہ لاہور ۱۸۷۷ء ترجمہ سٹری دلیم فرانس کا لیرال ال ڈی مطبوعہ لندن ۱۸۷۷ء) اور جنٹل مین = جسکی حیثیت عرفی درست ہو ۴۔ شریف (فرنگ فرنگ مطبوعہ لکھنؤ ۱۸۷۷ء)۔ واضح رہے کہ یورپ کے ملکوں میں پانچ درجے کے امیر ہوتے ہیں یعنی۔ ڈیوک۔ مارکوئیس۔ ارل۔ وائیکونٹ۔ بیرن۔ ڈیوک بعد ولیمبرگ کے سب سے اعلیٰ درجہ کے امیرون کا خطاب ہے اور شاہزادوں کو بذریعہ فرمان شاہی عطا ہوتا ہے مگر برائے عظم پورب میں بعض ریاستوں کے فرمان روا بھی ڈیوک کہلاتے ہیں اصل میں یہ لفظ لاطینی زبان کا ہے اور سردار اس کے معنی میں ڈیوک کی بی بی ڈچس کہلاتی ہے ۲۔ تاریخ سلطنت انگلشیہ اور واضح رہے کہ جمشید نے آدمیوں کو چار جماعتوں میں تقسیم کیا تھا اول کا توڑی (جگاری) دوم نیساری (سپاہی) سوم نسودی (کاشتکار) چارم انھو خوشی (پیشہ ور) اور تقسیم دہیسی ہی ہے جیسے کہ منوجی کے دھرم شاستر میں چار بائیں قرار دی گئی ہیں اول برہمن (جگاری) دوم پچھتری (سپاہی) سوم ویش (مختی و زراعت پیشہ) چارم شودر (مختی و پیشہ ور)۔ اور یونانی معتقد سولن نے بھی چار جماعتوں میں تقسیم کیا تھا اور وہ تین بموجب مرتبہ ہر ایک کی دولت کے ہوئیں تھی۔ پہلی تین جماعتوں کو جو ہر قسم

تین علاقہ جات عالیہ ملی سلتے تھے ۱۲۔ سندری نگرامی

چنان چہین و قبلہ قبلی کا نام شرافت ہرگز نہیں ہے یا جو کوئی فرومایہ جلسا ساز اور دغا باز اور دھڑا دھڑا دھڑا  
 روپیہ میسٹ کر مرد آدمیوں کی قطع و وضع نہائے اور دو چار رئیسوں کی صحبت میں ٹھیکر کچھ تیز بھی سیکھ لے وہ  
 ہرگز شریف نہیں ہے ۴ دولت سے مکینہ کو شرافت نہیں ملتی ۵ اور دوسری جگہ کہا گیا ہے ۶ زر سے  
 گل کا غدگل تر ہو نہیں جاتا ۷ پس پر جو بلع ہو تو زہر ہو نہیں جاتا ۸ قلعی سے کچھ آئینہ قمر ہو نہیں جاتا ۹ ہر قطرہ ناچیز  
 گہر ہو نہیں جاتا ۱۰ جس پاس عصا ہو ۱۱ سے موسیٰ نہیں کہتے ۱۲ ہر ہاتھ کو عاقل دیدیا نہیں کہتے ۱۳ اور علاوہ ازیں  
 ۱۴ پر تو نیکان گیر دہر کہ بنیادش بدست ۱۵ تربیت ناہل راجون گردگان برگنبدست ۱۶ یون تو ہر شخص کہہ سکتا ہے  
 کہ میں بھی شریف ہوں اور میری ذات میں بھی وہ بزرگی موجود ہے جسکے سبب سے خلعت شرافت اُسکے جسم کو رونق  
 بخش سکتا ہے مگر غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ شرافت کا حاصل کرنا ہر شخص کا کام نہیں ہے خواہ وہ کسی ای  
 مالدار ہو یا کیسے ہی عالی فہم رئیس کا لڑکا ہو۔ آدمی کتنا ہی دولت مند اور عالی رتبہ کا لڑکا کیوں نہ ہو لیکن جب تک  
 اپنی ترقی اور شایستگی کی فکر آپ نہیں کرتا ہے ہرگز مر احل مرام کو طے نہیں کر سکتا ہے۔ انسان کو زمیندار یا  
 وراثت میں مل سکتی ہے لیکن عقل و علم و ادب کا ترکہ نہیں ملتا ہے۔ دولت کے ذریعہ سے ایک دوسرے سے کام  
 لے سکتا ہے مگر گنج قارون دیکر بھی کسی کی عقل فہم غور فکر ادب اور علم ہرگز نہیں لے سکتا ہے۔ وہ کتنا ہی غریب  
 یا کتنا ہی امیر کیوں نہ ہو مگر حصول شرافت کے میدان میں دونوں کو ایک ہی صف میں کھڑا ہونا پڑے گا اور ایک ہی  
 راہ چلنی ہوگی کیونکہ شریف فقط وہی لوگ کہے جاسکتے ہیں جنکے کام آئین شرافت کے موافق ہوں اور جنکے دامن  
 خیال تک گرد و رت و حقارت نے بار نہ پایا ہو۔ شرافت مجموعی صفات کا ایک ایسا خوشبودار عطر ہے جسکی  
 بو باس سے ہمیشہ کے لیے انسان کا دماغ بس جاتا ہے اور پھر کسی قسم کی تعفن آمیز و حاقت خیز بو اُسکے خیال و  
 دماغ کو پراگندہ کرنے کی جرات نہیں کر سکتی ہے پس ایسی نعمت حاصل کرنے کے لیے انسان کو بہت سی  
 توجہ دے کر رہے اور بہت سے علمی باغون کی سیر کرنے اور انہیں سے جلد ستہ شرافت تیار کرنے کے لیے اچھے اچھے  
 پھول پھننے کی ضرورت پیش آتی ہے۔

المختصر شرافت حقیقی کا جزو اعظم علم ہے اور اُسکے لوازم رحم حلم سخاوت مروت عفت حیاء  
 صدق و صفا اور عجز و انکسار و قنوت اور وقار وغیرہ ایسے ایسے اوصاف حمیدہ و خصائل پسندیدہ ہیں۔

جس شخص میں یہ سب یا اکثر اوصاف مجتمع ہوں وہ لفظ شریف کا مصداق ہے ورنہ ایسے ویسے شریف جو کہ ظاہر میں بڑے وضع دار ایماندار اور پابند صوم و صاۃ ہیں مگر ایسے کہ باطن سیاہ قلب خبیث الطیبت اور جو نہا گندیم فروش کہ خدا اُنکے مکر و کید سے بچائے ایسے ایسے جو ٹھٹھے اور بنے و بنائے شریف تو ہمارے ملک کی گلیوں میں بہت سے مارے مارے پھرتے ہیں جو اُنکے دام ترور میں آیا وہ مارا پڑا ہے۔

ہر چیز کی شناخت آثار و علامات پر موقوف ہے ورنہ کوئی کسی کے پیٹ میں نہیں دیکھتا اور نہ علم غیب پر کیا کہ شریف اور رذیل میں امتیاز کر سکے پس شریف کے بہت سے علامات ہیں منجملہ اُنکے دروغ گوئی اور مکر و فریب سے احتراز کرنا۔ زبان پر لاف و گرآف اور فحش و بیہودہ باتیں نہ لانا۔ جو شخص اپنے سے سن یا عمرت و آبرو میں زیادہ ہو اُسکا ادب کرنا کسی سے ایسی بات نہ کرنا جو ناحق اُسکے ملال کا باعث ہو۔ ہر ایک سے اُسکی آبرو و فحش کے موافق پیش آنا۔ بے وجہ کسی کی ایذا رسانی کے درپے نہ ہونا۔ کسی پر مجبوری تحت نہ لگانا آخری و ہندگی کا بہت لحاظ رکھنا۔ حصول مال و دولت کے لیے وہ کام اختیار کرنا جو خلاف مذہب و مضرب ملک و باعث نفرت و وسوسہ و اجاب اور ہمسایہ نہ ہو۔ ایسی بات زبان سے نکالنا جو سچائی سے ملو ہو سخت کلامی سے اس طرح ضد رکھنا جیسے آگ پانی سے۔ ہر چھوٹے و بڑے سے اُس کے درجہ و رتبہ کے موافق پیش آنا۔ خداوند حقیقی و مجازی سے ہمیشہ خائف رہنا اور اُنکی اطاعت سے پہلو تہی نہ کرنا۔ انصاف پسندی کو اپنے ہر کام میں دخل دینا اور علیٰ ہذا القیاس ایسی ہی باتیں شرافت کی علامتیں ہیں اور یہ سب علم کے نتائج ہیں بغیر علم اُنکا حاصل ہونا دشوار ہے مگر غیر ممکن نہیں اور یہ بھی یاد رہے کہ آدمیت اور شے ہے علم ہے کچھ اور چیز۔ کتنا طوطے کو پڑھایا پروہ حیوان ہی رہا مگر شرافت کے بہت سے موانع ہیں از انجملہ صحبت بد بہت بُرا مانع ہے کیونکہ صحبت کا اثر آدمی کے رگ و پے میں اس طرح دوڑتا ہے جس طرح مساب و غیرہ کا زہر سارے بدن میں۔ اگر اُسکا تدارک جلد ہو تو خیر ورنہ خدا حافظ۔ اسی طرح اگر لڑکپن میں آدمی کو صحبت بد نہ پڑے تو اچھا لیکن جوانی میں اُسکا سنبھلنا بہت دشوار ہے مگر محال نہیں۔

خداوند کریم نے شریف و رذیل کو علو و علوہ کسی خاص خاص قوم یا فرقہ سے پیدا نہیں کیا ہے بلکہ تمام ہندون کو ایک ہی بابا یعنی حضرت آدم و نوح علیہما السلام سے خلق کیا ہے پس دراصل تمام بنی آدم ایک ہی ہیں۔

تھیلی کے چٹے بٹے ہیں۔ اب اس امر کا دریافت کرنا ضرور ہو کہ پھر آخر ان دونوں میں کیا فرق ہے کہ جسکے باعث سے کوئی شریف کہلاتا ہے اور کوئی رذیل۔ جب بنظر تفتق غور و انصاف سے دیکھا جاتا ہے تو عقل سلیم یہی کہتی ہے کہ شرافت کوئی خاندانی ملکیت کسی کی نہیں ہے اور نہ کسی قوم کا خاص حصہ ہے بلکہ یہ ایک صلہ ہے بطور خطاب ان افعال اور اقوال کے جنکے کرنے اور کھنے سے آدمی شریف کہلاتا ہے علیٰ ہذا القیاس رذالت کی بھی جیسے ہی کیفیت ہے مثلاً کوئی بڑے سے بڑے عالی خاندان کا آدمی نہایت قبیح افعال کے کرنے سے ایسا بدتر و خراب ہوگا کہ اُسین شرافت کی بوجہ نہ پائی جاوے تو بیشک کوئی شخص اُسکو شریف ہرگز نہیں کہیگا بلکہ ہر ایک کے نزدیک وہ رذیل ہی تصور کیا جاوے گا اسی طرح ہزار کوئی رذیل کیونہ ہو لیکن جب وہ اچھے اچھے کام کرے گیامتقلیٰ اور ہرگز کار ہو جاوے گا اور شالیستہ اور حداثہ آدنیوں میں ہر وقت اُسٹھے بیٹھے گا اور اُسے میل و جول رکھیگا تو وہ بھی شریف کہلاوے گا کیونکہ شرافت اُسکا ذاتی جوہر ہے نہ عرض۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جوہر کے مقابلہ میں عرض کی کوئی حقیقت و وقعت نہیں ہے بلکہ جوہر ہی کی ہستی سے عرض کا وجود ہے ورنہ عرض کا کوئی نام و نشان تک نہ جانتا پس نتیجہ یہ نکلا کہ کوئی شریف نہیں ہے جب تک اُس سے وہ افعال جو شرافت کے واسطے موضوع ہیں سرزد نہوں اور اسی طرح کوئی رذیل بھی نہیں ہے جب تک کہ اُس سے وہ افعال جو مخصوص بہ لفظ رذیل ہیں واقع نہوں۔

افسوس ہے کہ اس زمانہ کے عوام کا لا اتمام لفظ شرافت پر قور مرتے اور نا ذکر کرتے ہیں مگر یہ نہیں جانتے کہ شرافت کے جز و شر اور آفت ہیں پس جب تک جو شخص شر اور آفت سے بچا رہیگا تب ہی تک شریف رہیگا ورنہ رذیل سے بھی بدتر ہو جاوے گا۔

اس زمانہ سے پہلے کا حال جب ہم اگلے لوگوں کی تالیفات و تصنیفات یا اور طرح انکی یادگاروں کے ذریعہ سے بطور قصص و حکایات وغیرہ دیکھتے یا سنتے ہیں تو ایک بڑی عبرت معلوم ہوتی ہے اور اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بیشک زمانہ سابق اور حال میں بہت بڑا انقلاب ہو گیا ہے اور روز بروز ہوتا جاتا ہے جو لوگ شریف تھے وہ اپنے خیال خام شرافت خاندانی کے اُمتنگ میں ایسے بے ہنر اور جاہل ہونے لگے ہوتے جاتے ہیں کہ رذیل سے بدتر ہو گئے اور جو رذیل تھے انھوں نے اپنے اچھے کاموں کے





امتیاز سوائے عارضی امروں کے پائی نہیں جاتی ہے۔ عیسائیوں کے پانچ آنکھیں اور پانچ ہاتھ سلسلہ فون کے چار چار آنکھیں اور چار ہاتھ ہندوؤں کے تین آنکھیں اور تین ہاتھ یہودیوں کے ایک آنکھ اور ایک ہاتھ بھی نہیں ہوتا بلکہ دو دو آنکھیں اور دو دو ہاتھ سب کے ہیں۔ عیسائی عرش مطلق کی پیدائش نہیں نہ اہل اسلام آسمان میں پیدا ہو کر زمین پر نازل ہوئے نہ ہندو خود رو درختوں کی طرح زمین میں اُگے نہ یہودی کسی کھیت میں بونے سے پیدا ہوئے بلکہ سب کے سب اپنی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے پس اگر مذکورہ قوموں میں سے کوئی قوم دوسری قوم کی نسبت شرافت و نجابت کا دعویٰ کرے تو عقلاً یہی کیسے کہہ سکتا ہے کہ تو اگر آہی کو کا لائیں کہہ سکتا ہے مگر یہ بات یہ ہے کہ شرافت و نجابت بیشک ایک چیز ہے لیکن میراث کے طور پر انسان نہیں پاتا بلکہ اپنے صفاتی جوہروں سے حاصل کرتا ہے حیوان ناطق کو حیوان مطلق پر کس امر میں برتری ہے کیا جسم کی نسبت؟ نہیں ہرگز نہیں بلکہ روح کی نسبت یا یون کہو کہ عقل کی نسبت آدمی زود نیک محض باش بہ تا ترا برد و اب فضل ہندو بہ عقل از دو اب ممتازی بہ و رشہ ایشان بہ قوت از تو بہ اند بہ و صورتیکہ حیوان ناطق اور حیوان مطلق میں صرف عقل ہی حدفاصل ہے تو کوئی بے عقل آدمی گو خاندانی اور متمول بہ و دوسرے انسان کو جو عقل ہو پر خاندانی اور متمول نہیں ہرگز کہیں نہیں کہہ سکتا ہے پس نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ شرافت و نجابت عقل پر منحصر ہے اور عقل ہی انسانیت اور اہلیت ہے یا یون کہا جاوے کہ عقل ہی انسانیت و اہلیت کی جزو اعظم ہے۔

عموماً ہندوستان یوں پر یہ الزام نہیں لگایا جاسکتا ہے بلکہ صرف انہیں پر جو غیر مذہب اور ناواقف ہوکر تہذیب و غیرہ کا دعویٰ کر کے ایسے الفاظ منہ سے نکالتے ہیں جنہیں خود کرنے سے خالق کائنات پر الزام لگتا ہے پیارے ہندوستانیوں سے سوال ہو سکتا ہے کہ اگر چار ہونٹے تو احداً الامریں میں سے ایک امر ضرور ہوتا یا انکو برہنہ یا پھر تار پڑھایا خود جوتی بنانی پڑتی اسی طرح متروں کی نسبت خیال کر لیا چاہیے اور علیٰ ہذا القیاس تمام اشخاص اہل حرفہ کی نسبت۔ اندرین صورت اپنے پروردگار کی پوشیدہ مہربانیوں سے کفران نعمت کر کے غیر مذہب لوگوں کے ماننے دعویٰ کرنا کون انسانیت و نجابت ہے آدمی را آدمیت لازم است بہ و خود را مگر بونا شدہ ہرم است بہ کوئی پیشہ انسان کو ذلیل اور رذیل نہیں کرتا بلکہ انسان پیشوں کو خود ذلیل و رذیل کرتا ہے جتنے ایسے پیشے ہیں جنہیں دیانتداری اور ایمانداری سے روپے حاصل کیے جاتے ہیں وہ



سب کے سب معزز و مشرف ہیں خواہ انسان انہیں اپنے دل سے کام لے خواہ ہاتھ سے۔ ہاتھ کثیف ہو جاوے تو ہو جاوے لیکن دل کو سیلا و گندہ نہیں ہونا چاہیے کیونکہ ہادی چیرین انسان کے جسم کو اس قدر سیاہ نہیں کر سکتی ہیں جس قدر بری عادتیں اُسکے قلب و روح کو۔ ہاتھ کی سیاہی بہت آسانی سے نازل ہو جاتی ہے مگر دل کی سیاہی تو خدای ہی کے دھوئے دھل سکتی ہے۔ دیانتداری کے ساتھ جس پیشہ میں ہاتھ لگایا جاوے اسی میں عزت موجود ہے اب چاہے وہ موچی کا کام ہو یا درزی کا لوہار کا کام ہو یا جولاہے کا۔ جن دیانتدار صنعتیوں کے پیشہ کو دنیا کی نگاہ میں ذلیل و ذلیل سمجھتی ہیں انہیں ہرگز شرمندہ نہ ہونا چاہیے خرم اُنکو لازم ہے جو بے ایمانی سے رو پیے کھاتے ہیں چوری کرتے ہیں فریب و دغا سے اپنی وجہ معاش حاصل کرتے ہیں ناجائز پیشے کرتے ہیں اور غلط اہتمام اور اُنکو اپنے عارضی اور اضافی القاب سے بھی مجبور نہ ہونا چاہیے جو کہ باعتبار حرفہ صفاً نامستقل ہیں اور اُن القاب سے ملقب کیے گئے ہیں مثلاً

آبار ————— کنگن × چاہ کن × ابو منصور چاہ کن از بزرگان دین گذشتہ۔

آکار ————— چاہ کن × بزرگ × شیخ ابو حسین بن محمد اکافر فیروز آبادی از بزرگان دین گذشتہ۔

اکاف ————— بالان گر۔

بناء ————— معمار × ارزہ گر × گلکار۔

بزار ————— بزرگ × بزرگ فروش × دار و فروش × ابو بکر احمد بن عمرو بن عبد اللہ از بزرگان دین گذشتہ۔

بزاع ————— بیطار × علاج کنندہ مویشی خصوصاً اسب × ضیاء الدین ابن بیطار اندلسی در علم نباتات مشہور بود بغرض تحصیل علوم نباتات سفر فرما سے دور و دراز کردہ۔ در بیان ادویہ مفردہ تصنیفاتش ماخذ اکثر کتب است۔

تھار ————— صاحب گاؤ۔

بزاز ————— جامہ فروش × محمد بن محمد بن شہاب بن یوسف کردی بریقینی خوارزمی الشہیر بزازنی و عبد الرحمن بن محمد بن عبد اللہ خرقی نیشاپوری و ابو المنظر جمال الاسلام اسعد بن محمد بن حسین

کر ایس نیشاپوری والو بکر محمد بن عبد اللہ بن ابراہیم بزاز از بزرگان دین متین گذشتہ اند۔

بدال — غلہ فروش، طعام فروش، مووی۔

بقال — استربان۔

بقال — ترہ فروش، زمین المشائخ محمد بن ابی القاسم خوارزمی نحوی المعروف ببقالی و سعید بن

مرزبان مولیٰ حذیفہ بن الیمان لعسبى البقال الکوفی از بزرگان دین گذشتہ اند۔

تجار — جمع تاجر، سوداگر، ابو عبد اللہ محمد بن سہل المعروف بہ تاجر و شیخ محمد بن طاہر یثربی بوہرہ و

ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ محمد بن محمد و یہ بن نعیم بن حکم ضبى طہمانی نیشاپوری المعروف

بابن بیع از علمائے دین گذشتہ اند۔

تمار — خرما فروش۔

تراس — سپر ساز۔

تبان — کاه فروش۔

تکاج — برف فروش۔

تواب — جامہ فروش، جامہ دار۔

جبان — پتیر فروش۔

جلاب — کشتندہ اسپ و شتر از جائے بجائے برائے فروختن و بردہ نیز ابو عبد اللہ بن جلاب بغدادی عالم شیعی الملقبہ گذشتہ

(۱) بقال فروشدہ غلہ چنانکہ متعارف ہندوستان است و صحیح بدین معنی بدال است و فارسیان جہتی کسیکہ سیوہ مثل مار و گردگان و

پتیر فروشدند آرنند و حید گوید کہ جو کہ ہم بقال صاحب جمال، ازین خط سبزو از ان رنگ آل، اسیران بر اطرافش از شتر زدہ و نمکچش

از گرد و کلفت چومہ، از ان حیرت دل گیر کہ، چو انگہ رشخہ آبلہ، از فرکان شوخش دل مرد پیر، از سوزانہ عزال، چو پتیر، و

از مشتقہ مولوی معنوی و طار معنوی می شود کہ اہل کشمیر بمعنی شخصے سود و سودا کنندہ است حال کنندہ، چراغ ہدایت بقال لغت و اصطلاح

است بمعنی غلہ فروش، قاموس و از کلام مولوی معنوی بمعنی عطار معلوم می شود چنانچہ گفتہ، بود بقالے و اورا بط

ذیراکہ روغن گل عطار فی فروشدہ کہ بقال یا بدال، اخباران

جراح — مشہور است۔

جلاد — پست کشندہ، شمشیر زن، گردن زن — ستاف۔

جصاص — گج گرد احمد بن علی بن حسین رازی المعروف بابو بکر جصاص و مول جصاص شیرازی از بزرگان دین گذشتہ اند۔

جمال — شہربان، بنان بن محمد جمال و احقاق بن ابراہیم جمال و علاء الدین علی بن احمد بن محمد جمال و محمد بن علاء الدین علی جمال از بزرگان دین گذشتہ اند۔

حداد — نعل دوز و نعل بند، چرم دوز، ابو محمد جعفر حداد از بزرگان دین گذشتہ۔

حجاب — جمع حاجب — دربان، ابن حاجب لقب و دانشمند لیست بخوی۔

حرارث — بزرگ، کشا و رز۔

حلاج — پنبہ از تخم جد اکشتندہ، پنبہ زن، بہیہ، بہلین، احمد بن حسین حلاج و علی بن زرقہ حلاج ہمدانی

و احمد بن منصور حلاج و ابو نعیمت حسین (۱) بن منصور حلاج بہیناوی از بزرگان دین گذشتہ اند۔

حداد — دربان، زندان بان، آہنگ، ابو حسین حداد ہروی و شیخ سعد حداد و ابو جعفر حداد بغدادی

و ابو حفص عمرو بن سلمہ حداد نیشاپوری و عبد اللہ حداد رازی و ابو محمد حداد نیشاپوری و ابو الحسن

بن سلمہ حداد نیشاپوری و ابو جعفر حداد مصری از بزرگان دین گذشتہ اند۔

خطاب — ہیزم فروش، خارکش۔

حقار — گورکن، ابو جعفر حقار بغدادی از بزرگان دین گذشتہ۔

حراض — گج پز۔

حناط — گندم فروش، خوشبوئی فروش، شیخ الاسلام علاء الدین سدید بن محمد حناطی از بزرگان دین گذشتہ۔

(۱) بہیہ و بہلین کسر اول بمعنی حلاج و تلاف اند و النفس النقائس منتخب النقائس۔ برہان قاطع

ہفت قلم جلد اول۔

(۲) آپ کے حالات میں رسالہ امر لویہ واقعہ خواجہ بہت اللہ ہروی رحمۃ اللہ علیہ کو بہت حاج فی ذکرا حسین بن منصور حلاج و مستقل رسالے موجود ہیں۔

حکاک ————— نگینہ ساز، مہر کن، ابو الفضل یحییٰ بن عبد اللہ حکاک مکی از بزرگان دین گذشتہ۔

حیاک

حاکم ————— جامعہ باف، جولاء، جولاہہ، ناصر بن عبد اللہ ابو عبد اللہ الحاکم و ابراہیم بن حاکم و احمد بن حاکم

حواک ————— شیخ تفتی حاکم، مائیکپوری و شیخ احمد جوالگر و خواجہ بہاء الدین نقشبند و زین الاممہ محمد بن ابی بکر

المعروف بحمیر الوری خوارزمی از بزرگان دین گذشتہ اند۔

حلال ————— فروشنده روغن کنجد۔

حجام ————— خون کش، شاخ کش، شیخ یسین المغربي حجام الاسود از بزرگان دین گذشتہ۔

حلاق ————— مو تراش، سر شو، گرا۔

خباز ————— تان بزر، جلال الدین سمرقانی محمد بن عمر خبازی و ثابت بن الخباز و شیخ ابو نصر خباز و ابو بکر خباز

بغدادی از بزرگان دین گذشتہ اند۔

خرا ————— موزہ دوز، مشک دوز، چرم دوز، ابوسعید احمد بن عیسیٰ خرا از بغدادی و محمود موزہ دوز

و ابو جعفر حسن بن حمویہ خرا از اصطخری و احمد چرم دوز و ابو محمد عبد اللہ بن محمد الخرا از رازی و

سید الطائفہ ابو القاسم جنب، بن محمد بن جنید الخرا از بغدادی از بزرگان دین گذشتہ اند۔

(۱) جولاء و جولاہہ ہر دو لغت اول یعنی بافندہ باشد و جولہ مخفف جولاہہ است ۱۲ رشیدی، کریم الفنا، بنطلان قاطع، بیعت قطرم جلد ۲

وسید محمد جامہ باف فکری شاعر گذشتہ این رباعی در تعریف فیل از دست ۵ فیل کہ بخروم کند طہ چارہ بازش جو اہل برآرد از

خصم دمار بخم کہ در لباس ناموار است چون جندہ سازش بندگان ہموار ۱۲ عزیز نگرامی۔

(۲) خون کشندہ باشرہ زون ۱۲ منتخب و درین زبان حلاق را از ان مجازا حجام گویند کہ در زمان قدیم این قوم غلام ہم میخیدند و غنیات

(۳) گرا شیخ کاف فانی و رای حملہ شد و یعنی مو تراش یعنی کاشی گوید ۵ کالامت، چگونہ آقا کردی کہ کافر کند انجسہ تو

گرا کردی ۱۲ منتخب النفاس۔

(۴) بیضون نے آپکو خرا از یعنی خرا فروش اور بیضون نے قاری یعنی از بیکہ فروش لکھا ہے۔ خرا ایک قسم کا کپڑا

کلام ہے ۱۲ عزیز نگرامی

وآبراهیم بن محمد بن الخزاز از علماء اشاعنتری گذشتہ کہ کلینی از روایت کرده -

**خراس** = کلال + خم و سبوساز -

**خواص** = زنبیل و بوریا باف + برگ خرمافروش + ابو محمد جعفر بن محمد بن نصیر الخلدی الخواص البغدادی

وآبوسلیمان خواص مغربی و آبراهیم خواص بغدادی و شیخ ابوبکر سلہ باف مرشد محمد بن علی

المعروف شمس الدین تبریزی و ابو محمد جمال الدین محمود بن احمد بن عبدالسعید بن عثمان بن

نصر بن عبدالملک بخاری حصیری و احمد بن جمال الدین ابو محمد محمود بخاری المعروف حصیری

از بزرگان دین گذشتہ اند -

**خرط** <sup>(۱)</sup> = چوب تراش + عبدالحق بن عبدالرحمن بن عبدالسد بن حسین ابی محمد لازدی الاشیل المعرف

باین خراط از بزرگان دین گذشتہ -

**خشاب** = چوب فروش -

**خطاط** = خوشنویس + ابو الحسن علی بن ہلال المعروف باین بواب <sup>(۲)</sup> خطاط و عماد الدین یا قوت خطاط

از بزرگان دین گذشتہ اند - یا قوت خطاط غلام معتمد باشد بود و مقصد باشد یکے از خلفاء

عباسیہ بودہ است - و این مقلد مردے بود و خطاط کہ بتاریخ سہ صد و دہ ہجری از

خط معقلی و کوثر و غیر آن شش خط اختراع نموده برائے ہر حرف طرز خاص دادہ و اسامی

شش خط اینست - ثلث - توفیق - محقق - فسخ - ریحان - رقلع - و بعد از ان بحر و بحر

ایام استادان دو خط دیگر تعلیق از رقلع و توفیق دوم نستعلیق از فسخ و تعلیق سہ خط

<sup>(۱)</sup> طے خراط را فارسیان بتصرف خود بتائے قرشت بدل کردہ بہجت قرب مخرج بدال مبدل نموده اند و ملا نور الدین ظہوری

در خان خلیل بلفظ ہما و لفظ خراط را قافیہ ساختہ است <sup>(۲)</sup> خرز را از علی التمش خراط زندہ کردہ است کجروی زندہ بود و صراح نوشتہ

کہ باصطلاح شعرے عرب این عمل را اجارہ گویند کہ در یک مصرعہ حرف روی طے مہملہ آوردن و در دیگر مصرعہ دال آوردن

و خراط = خراط یعنی آنکہ چوبہا را بر چرخ خراشیدہ ہموار کند <sup>(۳)</sup> غیاث

<sup>(۲)</sup> بواب = دربان + پرودہ دار <sup>(۳)</sup> منتخب اللغات

نموده اند - و نوشته است که سبب جرمیکه از این مقام بوقوع آمده حاکم وقت ویش برید

**خیاط** === درزی - نایح - مسلم بن الحیاط عیسی بن ابی عیسی الحیاط و ابو عبد الله خیاط استاد

ابوالفرج عبدالرحمن جمال الدین بن ابی الحسن علی بن محمد بن علی بن عبید الله بن عبد الله بن دوی

بن احمد بن محمد بن جعفر الجوزی المعروف بابو الفرج بن جوزی محدث از بزرگان دین گذشته اند -

**خفاف** === فعل دوزخ ابو بکر احمد بن عمر بن حمیر خفاف از علمای دین گذشته -

**خفاف** === موزه دوزخ و زوزه فروش ابو محمد خفاف از بزرگان دین گذشته -

**خلال** === سرکه فروش ابو محمد حسن بن محمد بن حسن بن علی خلال بغدادی از علمای دین گذشته

**خیام** === نیمه دوزخ عمر خیام از حکمای اسلام گذشته -

**درج** === صندوق و طبله ساز بکیر الدراج بغدادی از بزرگان دین گذشته -

**ویاس** === شیر و انگور فروش شیر و خرما فروش انگبین فروش و دوشاب فروش و سمیل

و یاس و شیخ احمد و یاس و شیخ حاد و یاس و محمد بن محمد بن سفیان المعروف بابی طاهر

و یاس از بزرگان دین گذشته اند -

**ویاغ** === پوست پیرایه چرم ساز ابو ابراهیم و باغ از بزرگان دین گذشته -

**ولال** === سفار و قواد و دستار و سسار و سفار و میان باغ و مشتری سودا راست کننده -

**دقاق** === قصار و آرد فروش حسن بن محمد المعروف بشیخ ابو علی دقاق از بزرگان دین گذشته -

**دخان** === دوزخ فروش دوزخ گر -

**رسان** === رسن ساز -

**رفاء** === رفوگر -

**ریاح** === نیزه گر ابو علی عمر بن میمون بن بحر بن سعد ریحانی از بزرگان دین گذشته -

**رزاز** === برنج فروش ابو جعفر رزازی از علمای دین گذشته -

**رمال** === مشهور است -



رأس = کلاه فروش -

زیاب = مویز فروش -

زیات = روغن زیتون فروش x ابو عماره حمزه بن حبیب زیات قاری کوفی و ابو یعقوب زیات و محمد بن عبد الملک زیات از بزرگان دین گذشته اند -

زجاج<sup>(۱)</sup> = شیشه گر x ابواسحاق ابراهیم بن یوسف بن محمد زجاجی و ابوسهل زجاج و ابوعسمه محمد بن ابراهیم زجاجی نیشاپوری از بزرگان دین گذشته اند و نیز زجاج لقب دانشمند سست نوی -

زراد = زره گر x لقب عالمیست -

زقاق = مشک سازند ابو بکر زقاقی مصری و ابو بکر زقاقی بغدادی از بزرگان دین گذشته اند -

سقاء = آب دهنده x آبکش x آبکار x ابوالحق ولید بن عبد الله سقلاوی علی بن شیب السقاء و ابو بکر سقلاوی شیخ محمد آبکش و پور سقاغنی شیخ صنعان از بزرگان دین گذشته اند - و ابایزید بسطامی که مشهور بسلطان العارفین است - عباس درگاه و تقیض از روحانیه ابی عبد الله جعفر بن محمد باقر علیها السلام بوده و بقلط شهرت یافته که او مرید جعفر صادق است یا بدو است که او از ابی عبد الله جعفر بن موسی الکاظم اخذ طریقت کرده - علمای امامیه جعفر بن موسی را لقب بکذاب کرده اند و آنکه او از کبار اولیاء است و همچنین جعفر بن علی را که برادر حضرت امام حسن عسکری بود نیز لقب بکذاب کرده اند و با شایع صاحب غله المطالب فی نسب آل ابیطالب گوید ابو جعفر با شایع با کذاب از دعاء الامامه جدا خیره الحسن و شیخ بهارالدین آملی در کشکول آورده ان ملاقاته ابی البسطامی کلابی عبد الله جعفر بن محمد صادق علیهما السلام و کونه سقانی داره

(۱) مویز بفتح و یاء معروف قسمی است کلان از انگور که خشک کرده نگاهدارند و مردم عام آنرا منقی گویند و منقی را صفت مویزنی دانند غلطی عظیم است و منقی بضم میم و فتح نون و تشدید قاف کسور پاک و صاف کننده از آرایش و فتح قاف پاک کرده شده ۱۲ غیاث

(۲) زجاج = شیشه گر و زجاجی = شیشه فروش - آگینه فروش -

اوردها جماعة من اصحاب التاريخ واوردها الفخر الرازي في كثير من كتب الكلامية  
 واوردها رضي الدين علي بن طائوس في كتاب الطوائف والعلامه المصلي في شرح التجرید  
 وبعد اشتهار امثال هؤلاء بدلك لا عبرة لها في بعض الكتب كشرح المواقف من ان  
 ابانريد لم يلقه ولم يدرك زمانه و ابن زهره انبلسي بشار بن خنيس آوره ابو يزيد البسطامي  
 خدم ابو عبد الله جعفر بن محمد صادق عشرين مديده و كان تسميه طيفور السقا لانه  
 كان سقا داره و شخ على حمزة الطوسي و جابر الاسرار آوره كه ابو زيد طيفور بن عيسى البسطامي جدوي  
 گبر بود مسلمان نشد و سه برادر بودند آدم و علي و طيفور و هر سه زاهد بودند و او بهتر ايشان و ابو زيد  
 و سقا براسه امام ابو عبد الله جعفر الصادق عليه السلام بوده اما آنچه گویند كه او امام را دیده و  
 خدمت كرده بخلاف واقع است كه ثقات تصریح كرده اند كه امام را ندیده و از اكابر سلف اين خبر  
 بصحت رسیده شيخ محمد الادوكاني خواجه محمد الحافظ البخاري كه از ثقات مورخين مشايخ اند برين  
 نقص كرده اند اما شيخ الادوكاني نوشته است كه ابو زيد صحبت جعفر الاصفهرا در ياخته و تاريخ  
 او مشعر برين معنی است چاه او در سنه احدى و عشرين و مائه و بسطام مشهور شد و در سنه اربع و عشرين  
 و مائتين وفات يافته و وفات امام جعفر صادق و در منتصف رجب روز سه شنبه فنان و اربعين و مائه  
 بوده -

**سراج** — زين فروش بزرگ ساز جمال الدين محمود بن احمد المعروف بابن سراج قونوي و محمد بن سراج الدين  
 بن شهاب الدين محمود بن ابی بكر بن عبد القاهر رازي المعروف بابن سراج و ابو عباس محمد بن  
 اسحاق سراج و طائوس الفقراء ابو نصر سراج طوسي و جعفر بن احمد سراج و ابو محمد جعفر بن اسراج  
 از بزرگان دين گذشته اند و نیز ابن سراج لقب دانشمند است نحوي -  
**سقاط** — سقاط فروش به شمشير گراز -

(۱) سقاط فروش آنكه سيوه او فتاده را برداشته از نان فروشد ۱۲ نسخه تعليميه

و سقاطي — سقاط فروش — خورده فروش — بساطي ۱۲ منتخب التفاسير

**سکاف** — موزه دوز و کفش گر و ابوبکر محمد بن احمد اسکاف<sup>(۱)</sup> البلیخی و ابو عمر اسکاف و عبد الملک اسکاف از بزرگان دین گذشته اند.

**سبک** — زروسیم گداز و زرگر و ابو علی بوته گرو تاج الدین علی بن سنجر بغدادی المعروف بابن سبک از بزرگان دین گذشته اند.

**سکاک** — آهنگر و ابو یعتوب سراج الدین یوسف بن محمد خوارزمی سکاک و ابوبکر سکاک و شیخ ابوالحسن سکاک سمنانی و حسن سکاک از بزرگان دین گذشته اند.

**سماک** — ماهی فروش و محمد سماک و ابو جعفر سماک بغدادی و ابو عمر بن السماک از بزرگان دین گذشته اند.

**سجیان** — زندان بان.

**سفان** — صاحب کشتی.

**سکان** — کاروگر.

**سمان** — روشن فروش و شیخ داود سمان از علمای دین گذشته.

**سنان** — فسان کش و ابو جعفر احمد بن حمدون بن علی سنان از بزرگان دین گذشته.

**شاذ** — فسان کش.

**شماع** — موم ریز و محمد بن عبد الکریم بن عثمان المعروف بابن الشماع از علمای دین گذشته.

(۱) سکاف و اسکاف هم معنی است و صاحب قاموس نوشته که اسکف بالفتح و اسکاف بالکسر و اسکوف بالضم موزه دوز یا آنگاه اسکف موزه دوز باشد و اسکاف در و در و هر صافی که آلات آهنی

نمایند و حسن نیز نگرامی

(۱) **صیاد** — شکار کنندہ x و امیاریہ احمد صیاد و ابوالسحاق ابراہیم الصیاد بغدادی از بزرگان دین گذشتہ اند۔  
 (۲) **صفار** — ظروف روئین ساز x عمر ولایت صفاریا و شاہی گذشتہ کہ در اوائل صفار بود و ابی القاسم

(۱) سلاطین دیلمہ الملقب بہ آل بویہ کا بانی عماد الدولہ اور اسکے بھائی اور باپ سب کے سب صیاد تھے چنانچہ تحفہ اثنا عشریہ میں ہے عماد الدولہ و پدر و برادران او از فرقہ صیادان بود کہ جانوران پرندہ و ناہی وغیرہ شکار می کردند و می فروختند و قوت می ساختند اور تاریخ ابن خلکان میں ہے ہوا ابو الحسن علی بن بویہ و ہوا اول من ملک بنی بویہ و کان ابوہ صیاداً الیست معیشۃ الامم صید السمک اور تاریخ ابن خلکان المغربی جلد چہارم صفحات ۱۳۴ اور تاریخ ابن اثیر الجزری جلد ہشتم و نہم اور تاریخ ابن اثیر الجزری جلد سوم صفحات ۱۳۶ کے حاشیہ پر اخبار الدولہ و آثار الاولین میں سلاطین آل بویہ کا تذکرہ شرح و بسط سے کیا گیا ہے اور تاریخ آخر الذکر میں ہے ان بویہ کان رجلاً صعلوکاً من الدیلمہ و کنتہا ابو شجاع و کان تربیہ الید فقیراً یصید السمک و وند خمسہ اولاد مات الاثنان و بقی ثلاثہ اولاد و ہما عماد الدولہ ابو الحسن علی بن بویہ و ہوا اکبرہما و رکن الدولہ ابو الحسن علی و معز الدولہ ابو الحسین علی اور لب التواریخ میں ہے نام او علی بن بویہ است و او را دو برادر دیگر بود حسن و احمد چون علی بادشاہ شد برادر خود را العراق فرستاد و رکن الدولہ لقب داد و برادر کو چک را کہ احمد بود بکرا تا فرستاد و معز الدولہ لقب کرد و خود شیراز را دارالملک ساخت و از جانب خلیفہ منشور بادشاہی یافت و عماد الدولہ بعد از بادشاہی شانزدہ و نیم سال وفات کرد و برادر زادہ خود عفت الدین رکن الدولہ را ولیعهد نمود اور مخفی نہ رہے کہ اسکے خاندان میں ۱۲ برس سلطنت رہی اور باوجودیکہ وہ سب صیاد تھے لیکن منتخب تنقیح الاخبار اور حج الکرامہ میں ہے کہ ہرام گیر کی نسل سے تھے ۱۲ عزیز نگرامی

(۲) جناب مولوی الطاف حسین صاحب حالی پانی پتی لکھتے ہیں عشق کی ذلت جنوں نے اٹھائی نہ جہان میں ملی انکو آخر بڑائی نہ کسی نے بغیر اسکے ہرگز نہ پائی فضیلت نہ عزت نہ فرمان روائی نہ نہال اس گلستان میں جتنے بڑے ہیں ہمیشہ وہ نیچے سے اوپر چڑھے ہیں نہ حکومت ملی انکو صفار تھے جو امامت کو پہونچے قصار تھے جو وہ قطب زمان ٹھہرے عطار تھے جو مہر ج خلق بنجار تھے جو اولو الفضل بیان اُنکے سراج کتنے بہرہ الوقت ہو گذرے طریح کتنے ہونے بوضر تھا نوح میں ہم سے بالا نہ تھا ابو علی کچھ جہان میں نہ والاہ طبیعت کو بچپن سے محنت میں ڈالا ہوئے اس لیے صاحب قدر والا اگر کب نہر نکلو بھی ہو تمہیں ہو ابو نصر اور ابو علی ہو ۱۲ عزیز نگرامی۔

(۳) تاریخ ابن اثیر الجزری جلد سوم صفحات ۹۹ کے حاشیہ پر اخبار الدولہ و آثار الاول للعلامة الفاضل ابی العباس احمد بن یوسف بن محمد الاشعری اور تاریخ ابن خلکان المغربی جلد چہارم صفحات ۱۳۴ میں عمر ولایت صفار اور اسکے خاندان کے سلاطین کا تذکرہ شرح و بسط سے کیا گیا ہے۔ ۱۲ عزیز نگرامی

بن عصمہ صفار بلخی و ابو ابراہیم اسمعیل بن احمد بن اسحاق بن شیت صفار  
 و اسحاق بن شیت المعروف بالصفار و ابو علی صفار و ابو نصر احمد بن اسحاق  
 بن شیت صفار و رکن الاسلام ابو اسحاق ابراہیم بن اسمعیل بن احمد بن اسحاق  
 بن شیت بن حکم المعروف بزاہد صفار و ابو الحامد قوام الدین حامد بن ابراہیم بن  
 شیت صفار بخاری از علماء دین گذشتہ اند۔ و محمد ابن الحسن صفار از  
 علماء شیعہ صاحب تصانیف گذشتہ۔

صفار ————— دو شاب فروش۔

صفال ————— صقل کن و صیقل گر و صحر کش۔

صباع ————— رنگ رز و رکن الامہ ابو المکارم عبد الکریم بن محمد بن احمد بن علی صباع مدینی و امام  
 ابو نصر صباع و ابو الحسن علی بن حمید المعروف بابن صباع از علماء و بزرگان دین گذشتہ اند۔

صواع

صائع

صیاع

زرگز و علی بن محمد بن سهل المعروف بابو الحسن صائع وینوری و ابو بکر محمد بن صائع  
 الساجی التمیمی المعروف بابن صائع اندلسی و ابراہیم بن میمون صائع مروزی  
 و محمد بن عبد اللہ صائع المعروف بقاضی سدید و ابراہیم بن صائع و محمد بن عبد الرحمن  
 بن علی المعروف بہ شمس الدین ابن الصائع و ابو علی زرگز از علماء دین  
 گذشتہ اند۔

صواف ————— کتاب فروش و جلد بند و مجلد کتاب۔

صراف ————— سرہ کنندہ و زر و ہشیم الصراف از بزرگان دین گذشتہ۔

(۱) ابن صباع ہم گویند پروفیسر مدرسہ نظامیہ بغداد بود ۱۲ عزیز نگرامی

(۲) تاریخ قمیس جلد دوم صفحہ ۳۲۹ میں ہشیم بن حبیب الصواف ہے ۱۲ عزیز نگرامی

طباخ<sup>(۱)</sup> = طعام نبرد باورچی -

طباخ = کوزه گر به شمشیر گر به حافظ ابو جعفر خطیب ابن طباخ غزنای از علمای دین گذشته -

طیان = گل کار به کلال به امیر چه سفال فروش از بزرگان دین گذشته -

عدار = کشتی بان -

عتاب = انگور فروش -

عواد = عود فروش به ابوالحسن محمد بن احمد بن محمد عبدوس بن کامل الدلال المعروف بزعفرانی و

ابو عبد الله حسن بن احمد بن مالک زعفرانی از علمای دین گذشته اند -

عواج = عاج فروش -

عصار = روغن گیر و روغن کش -

عطار<sup>(۲)</sup> = خوشبوی فروش به خواجہ حسن عطار و محمد بن محمد البخاری المعروف بخواجه علاء الدین عطار و

خواجہ یوسف عطار و علی عطار و ابوجامع عطار و سلیمان عطار و شیخ فرید الدین عطار و نیشاپوری

و علاء الدین ابن عطار و ابن حسین الانصاری المشهور به حاجی زین عطار و محمد بن یزید الحنفی

الکوفی عطار و ابوبکر صیدلانی و ابوجعفر صیدلانی بغدادی از بزرگان دین گذشته اند -

(۱) طباخ الخان و الرباط بطنیا را گویند و گویند که شیر شا و افغان در عهد بادشاهی چیلنا به سرکاری در براسه خدمت مسافران

در محان سرا را مقرر ساخته ازین رو این قوم خود را خیر شا به لقب کنند پس طباخ الخان و الرباط عربی مصنوعی باشد زیرا که این قوم

اختصاص به هندوستان دارند و در عرب و عجم نیستند ۱۲ منتخب النفائس

(۲) باورچی در هند وستان طباخ و آش پز را گویند معلوم نیست که لغت از کجاست لیکن مجد الدین علی قوسی در ذیل لغات

فارسی بعضی جایشی گیر و پیشکار طعام نوشته و صاحب کشف اللغة بمعنی مبلخ تفسیر نمود و ظاهر اسمی اول از همین جا گرفته باشد

شیخ آذری گوید چون قیمت ارزاق کند شیر فلک را به باورچی خوان تو زنده و غرقه که نماند و ناز و بنون و زاسه تازی و

و او معروف گر به که ترجمه سنور بخیل و به راست ۱۲ بهار عجم جلد اول

(۳) عطار در محاوره مردم بعضی دوا فروش و این خالی از ذکر است نیست ۱۲ کشف اللغات و عطار صیدلانی منتخب النفائس



عقار — کشتی دہندہ نخل۔

علاف — گاہ فروش، کسیکہ گاہ و دانہ و ہمیزم فروشد، علاف لقب دانشمند نیست نحوی۔

غواص — غوطہ زن، بدریا فروشنده براسے طلب مروارید — قماش۔

غزال — ریمان فروش، حجة الاسلام زین الدین ابو حامد محمد بن محمد بن احمد غزالی طوسی و شیخ احمد غزالی

طوسی و اتحاق بن ابراہیم غزال از بزرگان دین گذشتہ اند۔

فخار — کوزه گر، کاسہ گر۔

قراء — پوستان دوز، محمد بن احمد بن حمدون المعروف بابو بکر قراء و ابو محمد الحسین بن سعود بن محمد

المعروف بالفراء البغوی از بزرگان دین گذشتہ اند و ابو علی یحیی بن زیاد الفراء کوفی دانشمند نیست

نحوی و امام قلی پدر نادر شاہ بادشاہ پستان دوز بود۔

فلاح — بزرگر، کشاورز۔

فصاد — رگ زن۔

فراس — خادم اسپ۔

فراش — بساط و فرش انداز، بساط افکن۔

فصاص — نگین گر، لقب عالمی است۔

فضاض — سیم گر، لقب عالمی است۔

قوال — با قلا فروش۔

قیال — نیلبان۔

قتان — زرگر۔

قصاب — ناس زن، گاو کش، احمد بن محمد بن عبد الکیم المعروف بشیخ ابو العباس قصاب آملی و شیخ محمد قصاب

آملی و یحیی الدین قصاب و ابو الفضل عباس قصاب از بزرگان دین گذشتہ اند۔

(۱) آپ کا مفصل تذکرہ میرے ترجمہ خلاصۃ التصانیف میں لکھا ہے، ۱۲ عزیز نگر اجی و غزال — سوت بیچنے والا، ۱۲ اشرف اللغات

**قراح** — کاسہ فروش — تیر تراش — عبد اللہ بن تیمون القدرح ابو ازی بانی مذہب باطل گذشتہ  
**قناد** — شکر ریز — قند ساز — حلوائی — عبد العزیز بن احمد بن نصر بن صالح  
 بخاری المعروف بشمس الامۃ حلوائی و ابو العباس احمد بن محمد بن عمرو ناطقی از علمائے  
 دین گذشتہ اند۔

**قصار** — گاذر — دو بلی — ابو صالح حدون قصار و عبد اللہ قصار و ابو اسحاق ابراہیم بن داؤد  
 القصار و ابو منصور گاذر و محمد بن عبد اللہ گاذر ہروی و ابو طاهر محمد بن ابی بکر بنی صابو  
 ہزدوی و نور الدین احمد بن محمود بن ابی بکر صابونی و ابو عثمان اسمعیل بن عبد الرحمن  
 بن احمد بن اسمعیل بن ابراہیم بن علی بن عامر صابونی نیشاپوری از بزرگان دین گذشتہ اند۔  
**قیار** — قیر فروش —

**قزاز** — ابریشم فروش —

**قلاس** — رسن تاب — ابو عبد اللہ محمد بن جریمہ قلاسی بلخی و حسن رسن تاب و بدر الدین ہوی تاب  
 از بزرگان دین گذشتہ اند۔ ابن قلاس شاعر گذشتہ کہ بیادگار بطلیوس (بدجور) شاعر  
 حسرت ناک نوشتہ۔

**قوس** — کمان فروش — کمان ساز — کمان گر۔

(۱) تاریخ ابن خلکان میں ہے انہما سمی قدا حالانہ کان کما لا یفتح العین لتزول الماء فیہا ۱۲ عزیز گرامی  
 (۲) لکھا گیا ہے کہ شمس الامۃ حلوائی بنون ہے اور علوان کی طرف منسوب ہے جو کہ عراق کا ایک شہر ہے لیکن یہ قول غلط ہے کیونکہ  
 یفتح الحاء المملوہ و آخر ہمزہ و یفتح حاء و آخر تون اور یضم حاء مع التون تینون حال تون میں یعنی حلوائی فروش ہے اور نفس النفاٹس میں ہے کہ  
 حلوائی و حلوائی بنون ہر دو لفظ مترادف ہیں۔ اسی طرح غزالی غزالہ کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں جو کہ طوس کے قریب  
 ایک گاؤں ہے اور زجاج نحوی زجاجہ کی طرف جو کہ مصر کے قریب گاؤں ہے لیکن درست نہیں ہے ۱۲ عزیز گرامی

(۳) دہلی از لغات فارسی بہت کلیم گوید کہ زمین شستہ دہلی چہ گویم ہوزان بے پردہ محبوبی چہ گویم ہوزان ہرگز نہ شستہ شستہ  
 بسان سرودائیم بر لب جو ہمہ افغان سپر عاشق نظارہ بہست زلف و در دستے کنار ۱۲۰ گلستان ہست

قراط — قرظ فروش —

قفال — قفل گر یا ابوبکر قفال مروزی از علمای دین گذشته —

کناس — خاکروب یا گردن زن — جلاؤ —

کمال — علاج کننده چشم یا سرمه کش یا سرمه گر —

کیال — پیماننده یا چیزه یا به پیمان پیمایش کننده یا ابوالی کیال از بزرگان دین گذشته —

لبان — گاو بان —

لحام — گوشت فروش —

ملاح — کشتی بان یا عکساز —

نقاط — آتش باز —

نسلج — جامه باف یا سفید باف یا حضرت خیر ابوالحسن محمد بن اسمعیل نسلج الصوفی بنفادی

و ابوبکر نسلج و ابوبکر محمد بن عبداللہ نسلج الطوسی از بزرگان دین گذشته اند —

نقاد — بسیار سره کننده —

نخاد — پسترو بالین دوز یا فرش —

نخار — چوب تراش یا دروگر یا محمود الدین بخاری یا بی مورخ و محمد بن ابوالحسن

بن هبته الدین محاسن طایفه کبیری که در نخار بنفادی و بی مورخ و محمد بن ابوالحسن

(۱) طاح — نمک ساز یا لغت عربی است در اردو به هندی متعل و به عربی آنرا اعداد گویند ۱۲ منتخب التفاس

(۲) جوله بالفتح و لام مفتوح و باء ملفوظ فارسی است بمعنی نسلج و سفید باف ۱۲ ارشیدی امیر خسرو گفته ۵ جوله بچه که عشق بافی

آموخت یا درزی جز از جامه تبلیس ندوخت ۱۲ گلستان مسرت و درزی — جامه دوز — ناصح — خیاط

منتخب التفاس —

(۳) دروگر کا خوف دروگر یعنی مستعمل به ابوالاعلیٰ گنجوی استاد افضل الدین خاقانی خاقانی کی جوین گفته بین

۵ دروگر سپر بود نامت بشروان یا بخا قانیت من لقب بر نهادم ۱۲ منتخب التفاس

والو ابویوب نجار و ابوالحسن نجار و شیخ احمد نجار استرآبادی از علماء و بزرگان دین گذشتہ اند۔

**نحاس** = برده فروش۔

**نحاس** = ظروف مس ساز و ظروف مس فروش۔ ابی جابر بہاء الدین ابوب بن ابی بکر بن ابی ہریم نحاس حلبی و ابوالمحالی نحاس صفہانی از علمائے دین گذشتہ اند۔

**نفاش** = پنبہ زن و پشم زن۔

**نداف** = پنبہ زن و بہینہ و بہین شیخ تقی نداف از بزرگان دین گذشتہ۔ جناب مولوی شاہ سید

محمد ابوالحسن مانیکپوری لکھتے ہیں کہ مخدوم شیخ تقی المعروف متی گل پتی مرید و خلیفہ شیخ تھمن دانا کے ہیں بحوالہ کتاب منبع الانساب معلوم ہوا کہ شیخ تقی قوم نداف سے ہیں لیکن صاحب ذوق و شوق تھے قرائنی موضع بھنڈا پور متصل منڈوا سادات پرگنہ ہنگام ضلع فتحپور میں ہے۔ شیخ زادگان بارہ مکن سلسلہ انساب پدری اپنا انھیں بزرگ کے ساتھ منشی کرتے ہیں۔

نقل ہے کہ موضع موہئی پرگنہ ہنسوا ضلع فتحپور میں زمیندار بڑے سرکش تھے وصول مالگزاری اُس علاقہ کی بڑی مشکل سے ہوتی تھی۔ عامل عد نے شیخ رکن عالم عرف شیخ مکن فرزند شیخ تقی کو بطور مخبری کے موضع موہئی مذکور میں اتھن کیا۔ شیخ مکن وہاں جا کر اُنکے حالات سے اطلاع دیتے رہے اُس ایام میں اُن زمینداروں کے یہاں تقریب جلسہ تاج و رنگ مقرر ہوئی وہ لوگ روزِ معین کو شراب پی پی کر بہت ہوئے۔ شیخ مکن کی مخبری سے عامل مذکور نے شیخوں مارا اور زمیندار مع زن و فرزند کے مار گئے اور کل اسباب اُنکا لوٹ لیا گیا تب عامل نے بجلد و سے اس خیر خواہی کے موضع موہئی مع تعلقات بارہ موضع کے شیخ مکن کو وہاں کی زمینداری دیکر اُنکے ساتھ بند و بست کر دیا۔ تب سے شیخ مکن زمیندارانہ مسکن گرین ہو کر جمع مشغولہ عالمان شاہی کو ادا کرتے رہے۔ برور ایام اُنکی اولاد کی اس وجہ کثرت ہوئی کہ مواضع

مفصلہ ذیل آباد ہوئے۔ میرا میر علیخان مولف ظہور قطبی ارقام فرماتے ہیں کہ شیخ مکن نسل (الحضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ سے ہیں لیکن سلسلہ انساب پدری انکا مندرج نہیں فرمایا اور نہ یہاں اس کے کیفیت لکھی۔ تحریر میر موصوف بلاغوالہ کتاب اور مصنف منبع الانساب اسے مقدم ہیں اور وہ اس قول کے خلاف ہیں جیسا کہ پہلے بتایا ہو چکا ہے مکن پور خاص پر گنہ ہنسوہ۔ موہنی پر گنہ ہنسوہ۔ اوڑیڑہ پر گنہ ہنسوہ۔ موضع چیت پر گنہ ہنسوہ۔ موضع چھوٹیا پر گنہ ہنسوہ۔ موضع سمورا پر گنہ فنجبور۔ موضع سکولپور فرسی پر گنہ فنجبور۔ موضع نور گنج پر گنہ ہنگام۔ موضع کر مون پر گنہ ہنگام وغیرہ وغیرہ۔ منجملہ موضع متذکرہ بالا کے مکن پور خاص و چیت و اوڑیڑہ و فرسی و نور گنج میں اولاد شیخ رکن عالم عرف مکن کی ہیں بالقی اور موضع بالفعل آباد ہیں میں عند التحقیقات شیخ قادنجش ولد شیخ غلام چشتی عرف شیخ بلو میان زحید دار و رئیس مکن پور کے گھر سے جو شجرہ انساب مولف کو ملا وہ یہ ہے۔

قادنجش بن غلام چشتی عرف بلو میان بن غلام حسین بن پیر محمد بن جلال الدین بن خواجہ ابراہیم بن عبد الکریم بن رخصن قلی بن عالم شاہ شہید بن فتح اللہ بن فیض اللہ بن آدم بن علاؤ الدین بن عاشر بن رکن عالم محمد مکن بن غلام حسام بن خرم بن محمد دوم تقی المعروف بشیخ متی گل پتی بن اسحاق بن صریر بن عقیل بن جعفر بن سلیمان بن بوعلیم بن بوعلی امیر خیر بن جعفر بغدادی بن ابراہیم معروف بن محمد احمد بن جعفر بن قاسم بن یعقوب بن غنی تغزانی بن اسماعیل بن حمزہ طبرستانی بن احمد مجازی بن شیخ داؤد بن عبد اللہ بن صالح بن ابوالحسن بن ابراہیم بن محمد بن علی الزور بن عبد اللہ بن جعفر طیار بن ابطالب۔

(۱) ہندوستان کے گوشہ شمالی و مغربی حصہ میں ایک قوم بھیل نام سے پائی جاتی ہے وہ بھی سلسلہ میں حضرت جعفر طیار سے ملتی ہے اس پر نیز نگراں

(۲) ان دونوں قوموں میں کوئی اختلاف نہیں ہے اور ظاہر ارجو اختلاف معلوم ہوتا ہے وہ بہت آسانی سے منطبق ہو سکتا ہے

عسکر نیز نگرامی

چھٹی پشت میں شیخ بندہ علی ولد نثار علی ولد دائم علی ولد غلام رسول ولد  
 شیخ کریم اللہ ولد شیخ ولو ولد شیخ تاج الدین ولد رحمن علی۔ مکن پورو فرسی وغیرہ میں  
 بہت سے گھر شیخ مکن کی اولاد کے آباد ہیں از انجلہ آخر زمانہ میں شیخ نثار علی تحصیل  
 طرف اول اور شیخ بلو میان طرف ثانی اہل دول و مشاہیر جوار سے تھے۔ شادیان اس  
 قوم کی لڑکیوں کی اکثر شرفاء جوار میں کثرت سے ہوئی ہیں اور سب کے سب تاحریر اس کتاب  
 کے خفی المذہب اہل سنت سے ہیں اور اکثر صوم و صلوات کے مشید ہیں۔ بالفعل بخلاف  
 پہلے کے کسی قدر زمانہ اُن سے ناموافق ہے اور اس قوم کے اقتدار کا باعث زمینداری  
 تھا۔ اس عملداری سرکار انگریز بہادر میں بسبب افترا پر دازی بعض مفسدون کے  
 اُنکی زمینداری میں نقصان آگیا اور آخر کو جن لوگوں نے فریب دیکر زمینداری حاصل  
 کی تھی وہ لوگ بھی تباہ و برباد ہو گئے۔

**نعال** = نعلیند۔

**وراق** = نویسنده کاغذ بر بندہ ورق کنندہ کاغذی کاغذگر محمد بن عمر الحکیم ترمذی  
 المعروف بابو بکر وراق از بزرگان دین گذشتہ۔ اور علی ہذا القیاس

**وزران** = وزن کنندہ ابو عیسیٰ الوزان از علمائے امامیہ صاحب تصانیف گذشتہ۔

اس مقام پر ہر ایک پیشہ کے لقب کے مقابل دو ایک نام بطور نمونہ لکھے گئے ہیں اگر کوئی شخص  
 تواریخ اور اسما الرجال کے دفاتر اُلٹے تو ایسے ایسے نام پیشا رہیں گے۔ اگر الفاظ مذکورہ بالا کے  
 اردو ترجمہ کی ضرورت ہو تو کتب لغت اُردو و مثل لغات فیروزی۔ لغات کشوری و مشرف اللغات۔  
 لغات ناصری کریم اللغات۔ منتخب النفائس وغیرہ میں دیکھنا چاہیئے۔

مٹا بنشی محمد عبد البصیر صاحب حضور بلگرامی اسٹنٹ سکرٹری انجمن رفاه عام لودھ کھتے ہیں  
 نظم کدھر ہیں ہمارے مسلمان بھائی حکومت میں جنکے تھی ساری خدائی وہ دیکھیں تو کیا ابتداء ہے  
 پٹلے لکے ہیں کپڑے قصائی کسی کو ملا ہے خطاب اونٹ والا کسی کا ہے دھنیا لقب اک نرلا



مسلمان ہی لاڈ لے تھے نبی کے عرب میں جو کرتے تھے دنیا کے پیشے بنے تھے غلام آ کے رنگ و حبش سے مگر ہم ساری کے تھے آپس میں دعویٰ پیہر نے سب کو برابر کیا تھا یہی حکم انکو ملا تھا خدا کا ۔  
امیرون کو تھا وان یہ مطلق کبر نہ باقی شریفوں میں تھا کچھ بختیہ انھیں خاکساری کا تھا یاد کیا اگر کہ باہم تھے شیر و شکر سب بہادر وہ سب بیٹیاں لیتے دیتے تھے باہم شرافت میں کوئی کسی سے نہ تھا حکم پیہر کی امت میں ہیں جو برابر وہ ہوں پیشہ وریا کہ مسکین بے زر ۔ سمجھتے مسلمان ہیں سب کو برابر ۔  
انھیں کی مدد فرض و واجب ہے پیہر ہوئے حاکم و شاہ دنیا میں اکثر حسب اور نسب میں تھے جو سب سے تھے امیر اور حاکم ہزاروں میں دیکھے کہ مجھول ستراسر ان کے نسب تھے شریف اور اشراف ہندوستان کے وہ سب خانہ زادوں کے چاکر بنے تھے غلاموں کی شاہی سے سب باخبر ہیں غلاموں سے بھی کیا گٹھے پیشہ میں امیرون کی نسبت کروغور بھائی کوئی انھیں کوری تھا کوئی تھا نائی ۔ گڈریا کوئی اور کوئی قصائی ۔  
جنے لوٹڈیوں کے ہیں اور نان بابی بہت رٹڈیوں کے شکم سے ہیں پیدا ۔ نسب انکا پتر نہیں کیا ہویدا ہوئے کتنے زردار ڈھاڑی گوئے ۔ جنے میں بہت لوگ بانیوں کے ہوئے کتنے جاٹوں سے اور گجروں سے جو پتر ہمیشہ حکومت تھے کرتے حضور و خداوند تم انکو کہتے غلامی میں حاضر سدا انکی رہتے ۔ الخ (۱)  
کشف الحاجت میں ہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ تلاش کرنا حلال روزی کا فرض ہے بعد فرضوں کے یعنی جو فرض کی مقرر ہیں مانند غار و روزہ اور اتندنگے ۔ اول مرتبہ انکا ہے اور بعد ان کے طلب کرنا کمالی حلال کا فرض ہے اور سب کسبوں میں بہتر کسب اپنے ہاتھ کا ہے اور بہتر کسب کیا ہے بیع مبرورہ یعنی وہ بیع کہ فساد اور کرہیت سے پاک ہو ۔

(۱) ظاہر ہے کہ ہندوستان کی عنان حکومت و سلطنت غلام نہیں بلکہ غلامان غلام کے ہاتھ میں ہمیشہ رہی کیونکہ سبکتگین کے زمانہ سے جو کہ ۳۷۴ ہجری مطابق ۹۸۶ء میں تخت غزنی پر تمکن ہوا تھا سیہ خضر خان کے زمانہ تک جو کہ ۱۱۳۷ ہجری مطابق ۱۷۲۳ء میں تخت دہلی پر تسلط ہوا سلسلہ مذکورہ کسی نہ کسی طرح سے جاری رہا ہے ۔ اور نسا بان ہند سیہ خضر خان کو بھی ایسا مجھول نسب جانتے تھے کہ مذکورہ اسکا اپنی کتابوں میں کہیں بھولے سے بھی نہیں کیا لیکن مصنف طبقات محمودی اور مبارک شاہی سلسلہ انساب پدیری اسکا جناب حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ملاتے ہیں واللہ اعلم ۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہندوستان اور اس کے صوبجات کے سلاطین اور حکام کی مختصر تاریخ بھی دوسرے رسالہ میں لکھ دی جاوے گی ۱۲ غسریز نگر امی

کتب فقہ میں تفصیل اسکی لکھی ہے کہ افضل کس سیمکری پھر تجارت پھر زراعت پھر ہاتھ کی کمائی - الح  
جناب مولوی تھوڑا الحق صاحب عظیم آبادی لکھتے ہیں کہ میں نے جو حضرت کے مسلولوں کو اپنے  
والد ماجد اور اکثر علمائے سفر دیدہ و عرب و عجم گردیدہ اور مکہ و مدینہ کے علمائے کبار کی صحبت دیدہ  
سے تحقیق کیا اور اُسکے جواب میں جو کچھ ارشاد ہوا عوام و خواص کے نفع کے لیے بجنسہ اس تفسیر کو  
ہندی زبان میں لکھ دیا سوال عوام لوگ جو کبھی کر نیوالے اور کپڑے سینے والے اور بٹنے والے  
اور حرفت کرنے والے بر طعن کرتے ہیں کچھ قرآن و حدیث اور اصول و فقہ سے بھی اُسکی بُرائی ثابت  
ہے یا نہیں یعنی صاف صاف کہہ دو اور اجر خدا سے جو جواب قرآن اور حدیث سے صاف معلوم ہوتا  
کہ ان حرفتون کو بنیوں نے کیا ہے جو اسکو یا اسکے کرنے والے کو بُرا سمجھتا ہے وہ مرد و وہ ہے انشاء اللہ تعالیٰ  
جو لوگ اہل سنت و جماعت میں کبھی بُرائی سمجھینگے کیونکہ ظاہر اوہی لوگ سچے مسلمان ہیں گو ہونا مسلمان  
بہت مشکل ہے خدا جبر فیض کرتا ہے اُسی کو یہ امر عطا کرتا ہے چنانچہ شیخ علماء الدولہ سمنانی رحمۃ اللہ  
علیہ نے ایک رباعی لکھی ہے ۵ اے دل تو دے مطیع سبحان نشدی ۶ کار بکر ترا کند بہ سامان نشدی ۷  
درویش نشدی شیخ نشدی دانشمند ۸ این جملہ نشدی ۹ دے مسلمان نشدی ۱۰ ہندی ۱۱ اسکی یہ ہے ۱۲ دم بھر  
نہ رہا تابع ای دل تو خدا کا جس کام میں سامان تراہونہ بنایا ۱۳ درویش ہوا پیر ہوا عاقل مند ۱۴ یہ سب ہوا  
لیکن تو مسلمان نہوا ۱۵ تب فقر نے عرض کیا کہ جو لوگ اہل سنت کہلاتے ہیں وہ بھی حرفت کرنے والوں  
کو نظر حقارت سے تہکتے ہیں تب اُن بزرگوں نے فرمایا کہ اگر ایسی بات ہے تو اُنکا سستی کہلانا فقط نام  
ہی نام اور بدعتیوں کا سا کام ہے کیونکہ ذات و صفات پر فخر کرنا سخت گناہ ہے بلکہ حدیث شریف میں  
وارد ہے کہ وہ کوئلہ جہنم کا ہے باوجود اسکے پھر جو کوئی بولے کہ ہم سید ہیں یا شیخ یا مغل یا چٹھان  
اور دوسرے مسلمان حرفت کرنے والوں کو نظر حقارت سے تہکتا ہے وہ شیطان جہنمی ہے صریح

(۱) سید صفت شہبشتی منہ سیادت یعنی پیشوا و مہتر قوم و سردار - سادہ اسم فاعل و سادات جمع سادہ - و نیز سادات جمع سادہ و سادہ جمع سادہ  
نوشتہ بہت شیخ یعنی پیر و خواجہ و ائمہ سنی پیری درویش و پادشاہ و انکھ زبچاہ سال گذشتہ باشند و بہشتا و زریہ یا باختر عمر مغول و طبیعت  
معروف در لغات ترکی نوشتہ کہ لفظ ترکیست یعنی عمدہ فرقہ ترک و یعنی سادہ دل نیز در فرنگیہا یعنی شریہم نوشتہ اند ۱۲ عزیز نگارانی

مخالف قرآن کی کرتا ہے کیونکہ قرآن ناطق ہے کہ شرافت منحصر ہے ایمان پر اور ایمان میں کسی قوم کی تخصیص نہیں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ یعنی شرف الاثر اللہ کے نزدیک وہ شخص ہے جو خدا سے زیادہ ڈرتا ہے اور دوسری جگہ فرماتا ہے

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَادُوْا وَالنَّصٰرَیْ وَالصَّبِّیّٰیْنَ سَوٰۤیٌۢ بِاللهِ وَالیَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَلٰی صَافٰی اَفْطٰھُمْ اَحْرٰھُمْ عِنْدَ رَبِّہُمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْھُمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ یعنی بیشک مسلمان اور یہودی اور فرنگی اور صابئی جو ایمان لاؤ گئے اللہ پر اور پچھلے دن پر اور کام کیا ہو اسکو کچھ ڈر نہیں اور ایک مقام میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فَاِذَا رَفَعْنَا فِي السَّمَاءِ فَلَا اَنْتَابَ

بَیْنَھُمْ یَوْمَئِذٍ وَلَا یَسْأَلُوْنَكَ ۝ موافق اس آیت کے مخدوم شرف الدین بہاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دوہا لکھا ہے ۵ شرفا گور ڈراونی اور بیچ اندھیری رات بدو بان نہ کوئی پوچھے کہ کون تمہاری ذات بد غضب تو یہ کیا لوگوں نے کہ جس حرفت کا حلال اور مباح ہونا قرآن اور حدیث سے ثابت ہے اور نبیوں نے اُس پیشہ کو کیا ہے اُسکو بھی حرام سمجھتے ہیں اور حلال کو حرام

سمجھنے سے آدمی کافر ہوتا ہے اسکی بھی کچھ پروا نہیں رکھتے۔ دیکھو کھیتی کرنے والے یعنی کسانوں کو لوگ بہت ذلیل سمجھتے ہیں اور کھیتی کرنا آدم علیہ السلام کا حدیث سے ثابت ہے حاکم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ کان آدم حرثا یعنی آدم علیہ السلام کھیتی کرتے تھے۔ اور کپڑے بننے والوں کو بھی حقیر سمجھتے ہیں اور یہ ہنر طیب پیشوں میں سے ہے کیونکہ طہنی اسکی قرآن و حدیث اور اصول و فقہ طہنی

اولیٰ سے ثابت ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یٰٰبَنَیْ اٰدَمُ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ لِبَاسًا یُّوَارِیْ سَوَآتِکَ وَرِیْشًا وَلِبَاسٌ مِّنَ التَّقْوٰی فَاٰذِلَکَ خَلِیْقًا ۝ اٰیَاتِ اللّٰهِ طہنی اسے اولاد آدم کی ہمنے اُتاری تھی پوشاک اور ڈھانکے تمہارے عیب اور روئین اور لباس تقویٰ کا یہ بہتر ہے یہ اللہ کی نشانیاں ہیں

ہیں یعنی دشمن نے جنت کے کپڑے اُتروائے اور خدا نے ہر تمکو تدبیر لباس کی سکھلا دی یعنی دنیا میں کپڑے بنا آدم کو سکھا دیا اور یہ بڑے انبیاء میں سے اللہ کے ہیں اور حدیث بھی آئی ہے اُس حدیث کو مولانا عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر فتح العزیز میں لکھا ہے اِنَّ لِمَنْ مَّالَ اٰدَمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ ۝

اس پیشہ کرنے والے کو بغیر سمجھنا اور طعن کرتا ہے حقیقت میں وہ نبی پر طعن کرتا ہے اور نبی پر طعن کرنا کفر ہے چنانچہ اصول حنفیہ میں جسکا نام عقائد سنیہ ہے اور فقہ حنفیہ میں جسکا نام مالا بد مذہب ہے لکھا ہے کہ اگر کوئی کہے کہ آدم علیہ السلام کپڑا بننے تھے اُسکے جواب میں دوسرا شخص حقارت کی راہ سے بولے کہ میں تو ہم جولا ہے بچے ہوے یکفر یعنی کافر ہوگا۔ غور تو کرو یہاں یوں کہ جس پیشہ کی خوبی قرآن و حدیث اور اصول و فقہ چاروں سے ثابت ہو مسلمان کس طرح طعن کر گیا۔ مگر بات یوں ہے کہ لوگ ناواقف کاری کے سبب اکثر کسب و حرفة کو کہ جسکو نبیوں نے کیا ہے ذلیل اور حقیر سمجھتے ہیں۔ اسکا حال مختصر ایہاں پر بیان کیا جاتا ہے کہ لوگ واقف ہو جاویں اور عیب نہ کریں کوئی حرفة کر کے کھا دیں اور خود سیکھیں اور سکھلا دیں اور جسکو طول و بسط کے ساتھ دیکھنا منظور ہو تو تفسیر فتح الغریز میں دیکھے اول تو آدم علیہ السلام اور شیت علیہ السلام دونوں کپڑا بننے تھے اور حضرت نوح علیہ السلام تجارت اور پرہی کا کام کرتے تھے اور حضرت صالح اور ہود علیہما السلام دونوں تجارت کرتے تھے اور حضرت ادریس علیہ السلام خیاطی کرتے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کھیتی کرتے تھے اور حضرت شعیب علیہ السلام مویشی والے تھے دودھ اور نسل و صوف و پشم مویشی کی چکر اپنی معاش کرتے تھے اور حضرت لوط علیہ السلام بھی کھیتی کرتے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بکریاں چراتے تھے اور حضرت داؤد علیہ السلام زرہ باف تھے اور حضرت سلیمان علیہ السلام خواص تھے یعنی کھجور کے درختوں کے پتوں سے پنکھے اور چٹائی بن کر بیچتے تھے حالانکہ خدا نے اُنکو تمام زمین کا ملک دیا تھا باوجود اسکے اپنے ہاتھ کے کسب کا پسپا کھاتے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام صباغی کرتے تھے کوئی کہتا ہے کہ سلائی کرتے تھے اور اکرم الموجودات و اشرف المخلوقات سیدہ اسوات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکریاں چراتے تھے اور تجارت کرتے تھے آخر عمر میں خدا نے انکا رزق جمنا دی کہ حرقہ سے مقرر کیا اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بخازی کرتے تھے اور سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خشک چری

کرتے تھے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ اگر غیبیوں کے کسب و ہنر پر طعن کریں یا حرام اور بُرا سمجھے گا بیشک کافر ہوگا کیونکہ حلال کو حرام سمجھنا کفر ہے۔ اور جناب رسالت مآب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو ستید کہتے ہیں اس معنی کر کے ہیں کہ سب مسلمانوں کے سردار ہیں نہ اس معنی کر کے کہ آپ کی ذات سید تھی اور جان کا کار و بار آپ کے تصرف میں تھا۔ اَلْقَمِيَّ سَيِّدًا لِّمَا لَسْنَا الْبَابُ اور پاپا ان دونوں نے دلچسپا کے سید کو دروازہ پاس اور دوسری جگہ فرمایا سَادَتُنَا وَكِبَرَاءَنَا فَاضْلُوْنَا لِنَبِيِّ سِيدِنَا نے ہمارے

(۱) حضرت ابن ہشیر و امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سراج الائمہ ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کو فی رحمۃ اللہ علیہما وغیرہ دیگر علماء اسلام پیشہ بڑائی کرتے تھے جو کہ اپنے ہی زمانہ کے نہیں بلکہ ہر اسلامی دور کے سرتاج ہیں۔ اور حضرت حماد ابو الحیر البنانی الاقطع زمیل بانی کرتے تھے اور حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلوی کے والد روئی کی سوداگری کرتے تھے اور حضرت ادیس قرنی شتر بان کرتے تھے اور حضرت ابو الحسن سری بن المغلس سقلی خوردہ فروشی کرتے تھے اور حضرت شرف الدین مصلح بن عبد اللہ سعدی شیرازی نے مدت تک بیت المقدس میں ستھائی کی ہے اور حضرت مذکورہ بالا کے بھائی بقالی یعنی سبزہ فروشی کرتے تھے اور قاضی ابو یوسف یعقوب بن اہم بن حبیب بن غنیس بن سعد بن عبد القاری صحابی کو انکی والدہ ماجدہ نے ابتدا ایک دھوبی کے سپرد کیا تھا کہ انھیں کپڑا دھونا سکھلا دے اور حضرت ابو العدل زین الدین قاسم بن قطلوبغا حضرت سراج الدین عمر دین العلی الشہر نقاری الہمدانیہ ایما خا طلت کا کام کرتے تھے اور ابو حسین دراج بغدادی و ابو بکر دراج بغدادی و حسن بن الصبار البزار و خلف بن ہشام البزار و احمد بن علی شرمذی المعروف بابو بکر و راق و ابو الحسن محمد بن سعد و راق مینا پوری و ابو القاسم جنید بن محمد بن جنید الخزاز غوری و الزاہد المشہور علماء و بزرگان دین متین سے گزر گئے ہیں ۱۶ عنبر نگر امی

(۲) مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ار قلم می فرماتے ہیں کہ سیادت غیر فضل است زیرا کہ سیادت دلالت بر شرف است و نقصان جو جن الوجہ ہلکا کان او شہا پس اولاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بسبب شرف کہ دار ہند سادات اند نسبت بامت۔ فضل ہو تو شرف جزا است۔ چنانچہ امارت موقوف بر فضل نسبت بدلیل آنکہ عمر بن الخطاب با مدیود با طاعت عمر بن العاص و حالت امارت و عمر بن العاص و ابو بکر و فضل نبوہ بالاجماع و ازینجا معلوم شد کہ وجوب طاعت فقہ بر شخصے من حیث الشرف نیز دلالت بر فضل مطاع بر مطیع می کند کلام اللہ والحق والرحمة والولد مامورون با طاعة الزوج والسید والسلطان والا بن ولا یل ذلک علی فضل المطاع عنہم علی الطیع یعنی چنانکہ زن و غلام و رعیت و فرزند ہمیشہ مامور بہ است بر طاعت زوج و مالک و با و شاد و والدین و این طاعت دلالت نمی کند بر فضل فرمانبرداری کردہ شدہ از ایشان بر فرمانبردار۔ و بقام دیگر می نگارند کہ حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما ہم در جہاد ہم در علم و ہم در عزت و ہم در زہد ہم در تقویٰ و خشیت و صدقہ حسن سیاست خلافت و طاعت خدا و رسول و محبت دین و ترویج احکام شریعت مرتبہ ایستہ کردہ کہ را اصلانیت و ہم امور را شان موقع فضل و برتری گردانیدہ و سابق گذشت کہ سیادت بر علو نسب و قرب قرابت با رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و طاعت عبارت و فصاحت الفاظ و قوت جلاوت و تمیز بازی و تیرہ بازی را باین فضل کہ تعلق فیہ است ماسے نسبت ۱۶ السراج الجلیل فی سئلۃ التفضیل و واضح ہو کہ السراج الجلیل فی سئلۃ التفضیل کا ترجمہ از دونوں رسالہ ہذا نے کر دیا ہے وہ چھپا ہوا رسالہ اسرار کے نام سے شائع ہے ۱۶ عنبر نگر امی



اور بڑوں نے ہمارے گمراہ کیا ہم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی سید بولنے کو منع فرمایا ہے اخراج  
 ابو داؤد عن مطرف ابن عبد اللہ ابن الشخیر قال انطلقت فی وفد بنی عامر الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلنا انت  
 سید فقال السید اللہ یعنی آیا میں بنی عامر کے ایلچیوں کے ساتھ پیغمبر خدا کے پاس پھر کہا مجھے آپ سید  
 ہمارے سو فرمایا سید تو اللہ ہے۔ اب مسلمانوں کو چاہیے کہ شادی بیاہ میں کفو کا ملاحظہ کریں وگرنہ  
 ایماندار خالص ملے تو اسکو اپنا کفو سمجھیں اگرچہ چمڑا ہی سیتا ہو۔ صاحب مشکوٰۃ پوچھتے ہیں کہ  
 کچھ مضائقہ نہیں اور اگر کفر اور شرک کی بوجہ معلوم کریں تو اس سے دور بھاگیں گویا ہر مین مال والا  
 اور سیر زادہ ہی ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّىٰ يُوْمِنُوا وَلَا مَٰمَہٗ مُؤْمِنَہٗ حَتَّىٰ يَخْرُجُوا  
 مِّنْ شِرْکِہٖ وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْکِرِیْنَ حَتَّىٰ یُؤْمِنُوْا وَلَا عَبْدٌ مِّنْ دُوْنِہُمْ یَخْتَرُ مِنْ شُرَکَآءِہُمْ وَلَا تَنْكِحُوْا  
 اُنَّحْبَکُمْ یعنی نکاح مت کرو مشرک عورتوں سے اگرچہ تمکو خوش آوین مال اور حسن سے اور مت  
 نکاح کرو مشرک مردوں کو جب تک ایمان نہ لاوین اور البتہ غلام مسلمان بہتر ہے مشرک میان سے۔  
 اس آیت سے صاف معلوم ہوا کہ اللہ کے نزدیک کفارت میں فقط ایمان کا اعتبار ہے اور نہ مسلمات  
 سے کہ عرا و عبد غیر کفو ہیں ہاں اگر کسی کی بیٹی کسی مشرک بیدین بدعتی داڑھی مندے سے بیاہی گئی ہو  
 تو علی کو اختیار ہے کہ چھوڑ دے دیکھو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی زینب کو عمرو بن العاص سے  
 (۱) زمانہ جاہلیت میں نکاح جارح سے ہوتا تھا اول نسب کا جیسا کہ فی زمانہ اشائع ہے دوم نکاح استبضاع غیبہ گندھرباہ  
 کہ رسوم ہند سے ہے صورت اسکی یہ تھی کہ لوگ جتنا سے اولاد لائق جس اپنی عورتوں کو شاہیر و نامور ان ہنر و فن کی محبت میں دیتے اور اولاد  
 حل آپ اس سے محتر و کنارہ کش رہتے سوم کسی عورت کے پاس دس سے کم اشخاص بالا اتفاق جاتے احد ثبوت بزرگ اس سے سبب ثابت  
 کرتے جب اسکے اولاد ہوتی وہ ان سب کو چچا روز بعد باقی اور سب کو چاچا ہی اسی کا لڑکا قرار دیتی چاند م کا حشر عورت کی جو اولاد ہوتی چکے  
 کل اجاب اور شناسا جمع ہوتے اور قیافہ شناسوں کو طلب کرتے شکل و شمائل میں انہیں سے جسکی شبیہ و قریب وہ کہتا اسی کی اولاد و فقط  
 سے وہ غریب ہوتا اور اسکے سوا سے وہ لوگ موطن الاب سے بھی منکوت ہوتے تھے اور عورتوں کو داخل میرات و ترکہ منصور کر کے انکے حقوق  
 نکاح و حکر کو اپنے ہی ہاتھ میں جبر و قہر رکھتے تھے اسلام نے ان سب رسوم و قہر کو باطل و دور کر دیا اور فقط نسب کا اعتبار کفو سے  
 قرار دیا اور کفارت میں فقط ایمان کا اعتبار ہے ۱۲ اعلام الاحبار



چھوڑا لیا جب ایمان لایا تب دیا جو لوگ کفو کے مقدمہ میں یہ حدیث پڑھتے ہیں کہ الخوہ بعضہم اکفاء بعض  
والموالی بعضہا اکفاء بعض الا حائلک او حجام یہ حدیث اول تو مخالف ہے قرآن کے دوم راوی کا نام  
گم ہے سوم حدیث منکر ہے چارم سند شاہ منقطع ہے پنجم معارض اسکی دوسری حدیث ہے جسکی سند قوی  
ہے یعنی انکھوا اباهند وکان حجاما رواہ ابو داؤد واپس معلوم ہوا کہ شارع کی کفایت میں فقط ملاحظہ کفو  
ایمان دار کا ہے اگر جو لوگ اپنے باپ دادوں کے اچھے بن پر فخر کرتے ہیں اور اپنی شرافت لوگوں پر  
جھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم بڑے خاندانی ہیں اور ہمارے بڑے ایسے تھے اور ایسے۔ وہ فی الحقیقت  
گروہ کے کیشے ہیں کہ گروہ کو اپنی ناک سے کر دیتے ہیں اور وہ لوگ کو یلے جہنم کے ہیں چنانچہ حدیث تریف  
میں آیا ہے عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلعم قال ینتہین اقوام لفتحتون بابا فہم  
الذین ماتوا انما ہم فحیم من جہنم اولیکونن اہون علی اللہ من الجعل الذی یدہلہا الخرا  
بالنفسان اللہ قد اذہب عنک عیبہ الجاحلیۃ وخرھا بالاباء انما ہو من نسی او فاجر فی الناس  
یتوادم وادم خلق من التراب رواہ الترمذی یعنی روایت کی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے

(۱) قریش بعضہم اکفاء بطن بطن والعرب بعضہم اکفاء قبیلۃ قبیلۃ والموالی بعضہم اکفاء رجل رجل  
الحاکم بن طریق بن مکیہ عن ابن عمر رفعہ ہذا دون قریش وزاد فی اخوہ الا حائلک او حجام وفیہ راویہ یسید بن جریج  
وقد اخرجہ ابن عدی عن طریق بن علی بن عروۃ عن ابن جریج وثلی ضعیف جدا وہو من روایۃ عثمان الطرائفی عنہ وهو ضعیف الضواہر  
اخر من ابن عمر اخرجہ ابو یعلیٰ وابن عدی وفیہ عمار بن ابی الفضل وهو متفق علی ضعفہ واخرج الدارقطنی من وجہ اخر بلفظ الناس  
اکفاء قبیلۃ قبیلۃ وعربی لعلیٰ مولیٰ الا حائلک او حجام وفیہ محمد بن الفضل وهو ضعیف والبراء بن حدیث معاذ بن  
العرب بعضہم اکفاء بعضہم اکفاء بعض فی اسنادہ انقطاع ۱۲ راویہ وآسنکرہ ابو حاتم ۱۲ بلوغ المرام  
۳ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یا بنی بیا ضۃ انکھوا اباهند وانکھوا الیہ وکان حجاما رواہ  
ابو داؤد وانکھوا اباهند جدید بنی بیا ضۃ نام قبیلۃ ابانہ بہت کہ حجام بوہنی خون کشند عازینجا معلوم شد کہ در نکاح کفارت سند ضعیف  
معتبر نیست وصحت رسیدہ کہ خواہر عبد الرحمن بن عوف بالہ نام در نکاح بلال بود و عمر رضی اللہ عنہ دختر خود حفصہ را بر سلمان  
عرض کردہ بود ۱۲ بلوغ المرام مع حاشیہ

فرمایا چاہیے کہ باز رہیں لوگ جو فخر کرتے ہیں اپنے موئے باپ دادون پر مقرر و سہ کو پہلے جہنم کے ہیں البتہ ذلیل زیادہ ہیں اللہ پر گویہ کے کپڑے سے جو کڑیدتا ہے گوہ کو اپنی ناک سے بیشک اسد لیکیا تم سب سے تکبر جاہلیت کا اور فخر کرنا باپ دادون پر مقرر شان یہ ہے کہ نہیں وہ مگر مومن متقی باقا جبر بد نجات سب لوگ آدم کے بیٹے ہیں اور آدم پیدا ہوئے مٹی سے پس معلوم ہوا کہ فخر کرنا باپ دادون پر نشانی ہے جہنم کی اور فخر کرنے والا دینداروں کے نزدیک ذلیل ہے جسے گوہ کا کپڑا۔ مقام انصاف ہے ذرا انصاف کرو اور قرآن و حدیث پر ایمان رکھتے ہو اصول و فقہ کو مانتے ہو کہ تو گوہ کے کپڑے جہنمی سے بیٹا بیٹی کو۔ بیاننا بھلا یا کسی حرفت والے دیندار سے تحقیق اس مقام کی یوں ہے کہ سارے بنیوں نے جو حرفت کو کیا کہ بے منت خلق کے ان باتوں کو خلائق پر کھولیں اور کسی سے انکی آنکھ نہ دے اب جو دین میں خرابی پڑی تو اکثر حرفت کے چھوڑنے ہی سے پڑی کیونکہ جب حرفت اور کسب کو لوگ معیوب سمجھنے لگے تب کوئی ملا بنا لوگوں کو دینی علم سکھا کر میا کھانے لگا اور کوئی مال سمیٹنے کی نیت سے واعظ بنا اور کوئی قاضی و مفتی فرنگی کا بنکر خلاف قرآن و حدیث کے ائین انگریزی پر فتویٰ دینے لگا اور کسی نے یہود و نصاریٰ کا دروازہ کھولا اور کسی نے چوری و دغا بازی پر کمر باندھی الغرض حرفت و ہنر کو چھوڑ کر بہتیروں نے اپنے دین برباد کئے اور دینا اختیار کر کے بنا دیئے۔

مقاصد الصالحین میں ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لقمہ حلال وہ ہے جو کسب اور پیشہ مشروع سے ہم ہو بچے جو شخص کہ کسب حلال سے آپ کھائے اور اپنے عیال و اطفال کو کھلائے اور مخلوق کی محتاجی سے انکو بچائے گو یا راہ خدا میں جہاد کرتا ہے اور اکثر خیراتوں سے اسکو افضلیت ہے ایک دن پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص اسی راہ سے اپنی دوکان کو کئی مرثبہ آیا گیا کسی نے کہا کہ افسوس اگر یہ شخص اتنی کوشش دین کی راہ میں کرتا کیا خوب ہوتا آپ نے فرمایا کہ یہ نہ کہو اگر یہ شخص اس واسطے یہی کرتا ہے کہ اپنی قوت بازو سے لقمہ حلال حاصل کرے اور خلق کا دست نگر نہ ہو گویا یہ کوشش اسکی خدا کی راہ میں ہے اور اگر مراد اسکی تفاخر اور توانگری ہے تو شیطان کی راہ میں دوڑتا ہے اگر کوئی مال حلال اس واسطے پیدا کرے کہ خلق کا محتاج نہ ہو

اور پرورش اپنے عیال و اطفال کی کرے اور خدمت والدین اور اعانت دوست و دشمن اور ہمسائے کی بجالائے قیامت کے دن اُسکے لئے ہمارے روشن ہوگا جیسے چودھویں رات کا چاند اُسیا مسوٰن پیشہ ور کو اللہ تعالیٰ بہت دوست رکھتا ہے ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک شخص کو دیکھا کہ عبادت میں مشغول ہے اپنے پوچھا کہ تیرے اور بھی کوئی ہے اور تو کچھ پیشہ بھی کرتا ہے وہ بولا کہ میں کچھ پیشہ نہیں کرتا میرا ایک بھائی ہے وہ کچھ کسب کرتے پیدا کرتا ہے مجھے بھی روٹی کپڑا دیتا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تیرا بھائی تجھ سے زیادہ غایب ہے کہ اُسکی روٹی نزدیک اللہ کے تیری عبادت سے بہت افضلیت رکھتی ہے ایضاً امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ کسب سے ہاتھ نہ اٹھاؤ کہ اللہ تعالیٰ روزی دیتا ہے لیکن آسمان سے چاندی سونا نہیں برستا۔

**فصل** امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ تم اُس شخص کے حق میں کیا کہتے ہو جو مسجد میں نماز پڑھ کے دعا مانگے کہ اگلی منجھو روزی دے امام احمد حنبل نے فرمایا کہ وہ احکام شریعت سے جاہل ہے اور اُس حدیث سے آگاہ نہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خداوند اُنہی میری روزی نزلے کے سر پر رکھی ہے۔ یعنی جہاد کرنا کافروں کے ساتھ۔ اگر کوئی اعتراض کرے کہ ہجو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اور واسطے مال جمع کرنے کے حکم نہیں دیا ہے بلکہ واسطے تسبیح و عبادت کے بہت تاکید فرمائی ہے اس صورت میں کسب کو کیونکر عبادت پر افضلیت ہو سکتی ہے جواب اسکا یہ ہے کہ جو شخص اپنے عیال و اطفال کی پرورش کا مقدور رکھتا ہے اُسکی عبادت بیشک کسب سے افضل ہے اور اگر صاحب مقدور نہ ہو تو اُسکے لیے کسب حلال بہتر ہے اور جو شخص زیادتی مال و اسباب کے واسطے کسب کرے اُسکے لیے کچھ افضلیت نہیں ہے بلکہ موجب مواخذہ ہے **فائدہ** سلف میں ایسے لوگ تھے کہ بغیر مانگے دیتے تھے بلکہ لینے والے کا احسان مانتے تھے اور لینے والے بھی بقدر ضرورت لیا کوٹتے تھے جمع کرنے کے واسطے نہیں لیتے اور زائد از حاجت کوئی چیز اپنے پاس نہیں رکھتے تھے اُس حالت میں اگر عبادت ہی کرتے اور کسب نہ کرتے تو کچھ مضائقہ نہ تھا بخلاف اس زمانے کے کہ بغیر مانگے نہیں دیتے بلکہ مانگنے پر بھی نہیں ملتا اگر کسب نہ کرے تو سوال کی نوبت پہونچے پس اس عہد میں کسب بہت اولیٰ

اور افضل ہے اور اصلیت تمام عبادت الہی کی ذکر الہی ہے اور یہ بات کہ سب میں زیادہ تر دلجمعی سے کہہ سکتے ہیں  
**مولوی محمد غوث علی** صاحب جو پوری اپنی کتاب **آئینہ اتفاق** میں لکھتے ہیں کہ فرمایا  
 خداے تعالیٰ جل جلالہ وعم فوالہ نے اپنی کتاب ستطاب میں **إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلَحُوا بَيْنَكُمْ**  
 یعنی جو مسلمان ہیں سو بھائی ہیں پس ملا دو اپنے دو بھائیوں کو اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان دیندار  
 جس قدر ہیں سب اپنے برابر اور بھائی ہیں اس میں کسی طرح کا فرق نہیں ہے البتہ اس میں فرق کرنیوالا  
 ابلیس بر تلہبیس ہے کہ اُس کا کام بلا اسکے بنانا نہیں کیونکہ آپس میں جان کہیں رسم اخوت اور برادری  
 خوب جمی ہے وہاں پر شیطان کا زور چل نہیں سکتا خیال کرنے کی بات ہے کہ جب ایک بھائی دوسرے  
 بھائی کی خیر خواہی اپنے اوپر لازم سمجھیکا تو جب کوئی امر خراب شروع ہونے کو ہوگا تو اُس کو روک دیکھا  
 اور اگر ننازع یا تکرار سے کچھ دنوں میں آجاویگا تو اُس کو وہاں ایک حکمت سے دفع کر کے اصلاح باہین  
 کر دیکھا اور اگر یہ محبت نہیں ہے تو دوسرے کو کیا غرض ہوگی کہ کسی امر بہتر کو سوچے جیسا کہ نہور ہا ہے کہ  
 لوگ ایسی شریعت بیضا اور ملت مصفا کے گرد نہیں پھٹکتے بلکہ وہ شیطانی امور اور وسائل نفسانی کے  
 متلاشی ہو کر نام کے مسلمان رہ گئے یعنی نام مسلمان اور طریقہ و مذہب صریح برخلاف ہو گیا جیسے نیچر اور  
 لامذہب۔ یہ باتیں کیوں زیادہ ہیں؟ صرف بوجہ عدم تحقیق اپنے مسائل کے اپنے علمائے دیندار سے  
 چنانچہ یہ بات کم لوگ سنتے ہونگے کہ بھائی اس مقدمہ میں کسی عالم کے پاس چلنا چاہیئے جو کہ وہ کریں  
 کیونکہ مسلمانوں پر واجب ہے کہ ایک عالم سترین کو اپنا پیشرو اور پیشوا گردانیں اور ہمہ تن بصورت امکان  
 استطاعت اُس کے محکوم رہیں پھر کیونکہ انتظام دین و دنیا پورا نہ ہو جاوے۔ اب بہت لوگ ایسے ہیں کہ  
 صرف اپنی رائے پر بلا تحقیق علمائے اُردو ترجمہ حدیث کا دیکھ کر عامل بالحدیث بن گئے حالانکہ یہ بات ظاہر ہے  
 کہ ہر کام میں اُستاد کی ضرورت ہے پس اکثر احادیث ایک دوسرے کی ناسخ ہیں یا معنی مجاز مراد ہے  
 جیسے الماء من الماء میں اول معنی پانی کے دوسرے معنی منی کے ہیں تو پوچھنا اور تحقیق کرنا ضرور ہے۔  
 احتراز لازم ہے چار چیز کو رسول خدا صلعم نے بطور مذمت کے فرمایا ہے مشکوٰۃ کے باب امر بالمعروف میں ہے  
 کہ جب تم دیکھو بخیلی کی پیروی اور خواہش نفس کی تابعداری اور دنیا کا اختیار کرنا یعنی دین پر اس قدر خیال نہ ہو

اور ہر اسے والے اپنی ہی رائے پسند کریں اور تفسیر احمدی میں ہے کہ قیام دنیا چار چیز سے ہے علماء کا علم سے امیر کے عدل سے غنی کی سخاوت سے فقیر کی دعا سے۔ اس پر توجہ کرنا ضرور ہے سو یہ تمام باتیں اخوت سے اور آپس کے اتفاق سے اور حقوق اسلام العموم ادا کرنے سے خود بخود حاصل ہو جاتی ہیں اور حقوق خاص اکثر اس سے واقف ہیں اور حقوق عام سے کمتر اسکا بیان آگے آتا ہے۔ واضح ہو کہ زمانہ کی حالت موجودہ میں زیادہ تر فساد اور گناہ نا اتفاقی سے ہے اور اسی باعث سے اخوت اور برادری جیسی چاہیے بالکل باقی نہیں اور بڑا و اسکا قطعاً جاتا رہا اور محبت اسلام بڑے لوگوں سے کم ظاہر ہوتی ہے سو ضرورت زیادہ اب کس بات کی ہے؟ وہ اخوت برادری کے اتفاق کی ہے اور برادری سے مراد دینی بھائی کے چند گروہ جدا گانہ نہیں جیسے صباغ خیاط اور نساج وغیرہ بلکہ مسلمان دیندار متدین ہوں حالانکہ یہ امر افسوس پر مبنی ہے کہ محبت ایک ایک ذات کی باعتبار تقسیم پیشہ کچا وے اور باعتبار رویتداری اور اسلام کے خیال نہ کہ سب تو بھائی ہیں اگر ایسا نہیں ہوتا ہے تو کیوں غریب مسلمان پابند صوم و صلوة دیندار جامہ باف یا خیاط یا کم پیشہ والے بولے جاتے ہیں ان پر کوئی بات آجاوے تو بڑی ذات (جات) والے بوجہ ریاست یا طمع دنیوی آنکی اداؤں کے لیے قریب کیوں نہیں آتے بلکہ اکثر کہتے ہیں کہ آنکی مذکور کے اپنی عزت اور حرمت خراب کروں اور شریفوں سے یعنی مالدار ریاست والے کفار سے برا بنوں۔ الغرض برادر اور بھائی بھو اسے آیت **إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ** مسلمان ہیں اس میں کسی ذات پات ریاست کی تخصیص نہیں ہے اور شرافت کسی کو نہیں جب تک پابند اپنے دین کا نہ ہو جیسا کہ خدا سے تعالیٰ فرماتا ہے **إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتَقْوَمُ** یعنی نزدیک خدا کے بڑا شریف بڑا متقی ہے پس شرافت اسی انداز سے کم و بیش ہے اب یہ رشتہ اخوت اور برادری کا جبکہ خداوند کریم مالک دو جان نے خود لگا دیا تو جو شخص توڑیگا ضرور گنہگار ہوگا۔ محقق نہ ہو کہ اتفاق ایسی چیز ہے کہ اسے کوئی برا نہیں کہہ سکتا ہے بلکہ جان جس قوم میں یہ نہیں ہے تو بجز بربادی کے دوسری بات نہیں جیسا کہ ہم لوگوں میں خاص کر ہندوین اتفاق اور ہمدردی کم ہے تو کیسی حالت میں ہماری رحمت کا سامان کم ہے کہ بجز اضطرابی اور محرومی کے کوئی صورت نظر نہیں آتی حق سبحانہ تعالیٰ اس اتفاق کی



تائید اور تاکیدی میں یوں ارشاد فرماتا ہے **وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا** یعنی مضبوط پکڑو رسی امت کی سب ٹکڑاؤ اور ہرگز نہ متفرق ہو بلکہ سب ایماندار آپس میں اتحاد اور اتفاق رکھیں چنانچہ شان نزول اس آیت کا یہ ہے کہ قوم یہودی سے دو گروہ (۱) اوس اور خزرج مسلمان ہونے لگے

واضح رہے کہ قوم بہت سے شخصوں کے مجموعہ کو کہتے ہیں یا یوں کہا جاوے کہ قوم ایک گروہ کا نام ہے جس میں مختلف الطبائع بنی آدم پائے جاتے ہیں۔ لفظ قوم کا اطلاق عموماً لیکن مخصوص البعض خلقت انسان پر زیا ہے اور یہ امر مسلم الثبوت بالاتفاق ہے کہ قدرت کا طے انسان کو مدنی الطبع پیدا کیا انسان ایک دوسرے کی اعانت کا ایسے ہی محتاج ہے جیسے جسم کا ایک عضو دوسرے عضو کا محتاج ہے پھر اُس قوم کی تہذیب کیا ہے؟ اُس قوم کے عورت و مرد اور لڑکے اور بچے جس سے وہ قوم کب ہے انکی اپنی ذاتی ترقی کا نام اُس قوم کی شائستگی ہے کسی قوم کے ہر ایک شخص کی محنت و مسوری و پسری اور ایمانداری کے مجموعہ کو اُس قوم کی ترقی اور اسی طرح ہر ایک شخص کی کاہلی خود غرضی اور بد چلتی کے مجموعہ کو اُس قوم کی تنزلی کہتے ہیں۔ قومی ترقی دو نوع پر ہے اول اخلاقی ترقی اُس حالت کا نام ہے کہ قوم میں کثرت سے علمی خیالات کا رواج اور نشو و نما پایا جاوے۔ دوم تمدنی ترقی اُس ضروری ذریعہ کا نام ہے جس سے طرز معاشرت عنوان معیشت دنیاوی فوائد اور انسانی ہستی کی ضروریات کا تعلق ہو۔ اول منطق کے نزدیک انسان و حیوان میں ناطق کی قید مابہ الامتیاز ہے اور ناطق کے معنی انکی اصطلاح میں کلام کر نیوالے کے نہیں ہیں بلکہ ناطق سے یہ غرض ہے کہ جو ادراک کلیات کر سکے اور جسمیں قوت متفکرہ ہو یعنی نظریات میں غور کر کے اُن سے نتائج عقلی پیا کرے مثلاً شکر اور سرکہ کو ایک حیثیت خاص سے ترکیب دینے سے سکجنبین بنتی ہے پس جس قوت کا کام دو یا زیادہ چیزوں کو ترکیب دیکر اُس سے ایک نئے اثاثہ یا نئی پیدا کر لینا ہے اُس کا نام قوت مدرکہ یا متعلقہ ہے اور وہی حیوان ناطق اور حیوان مطلق میں ممیز و فارق ہے۔

اس بات کا ہر انسان کو خواہ وہ عاقل ہو یا جاہل دعویٰ ہے کہ ہم اشرف المخلوقات ہیں مگر سوائے



انسان عاقل کے جاہل اس بات کا ذرا بھی خیال نہیں کرتا کہ ہم مین اور حیوان مطلق میں ظاہری و باطنی کیا فرق ہے۔ غور کرنے سے یا مرنے پر متفکر ہو سکتا ہے کہ خالق برحق نے حیوانات کو اپنے اپنے انداز سے کے موافق خوبصورت و موزون بنایا ہے جو قدرتی سامان انسان کے آرام کے لیے ہم ہو بن جائے وہی سامان حیوان مطلق کی آرام کو موجود کر دیے بلکہ دو چار باتوں میں ان کے لیے قدرتی حفاظتیں زیادہ ہیں مثلاً حیوانوں کے جسم پر قدرتی پوست عطا فرمایا جو انسان کی پوشاک کی طرح ان کو بھی کام دیتا ہے اگر زبان کی گویائی پر لحاظ کیا جاوے تو بعض جانوروں کی میٹھی میٹھی بولی سامعین کا دل لہجاتی ہے اور اگر خوبصورتی پر غور کیا جاوے تو بعض جانور اپنے حسن و خوبی میں بے نظیر ہیں اگر قوت جسمانی پر زور دیا جاوے تو اکثر جانور انسان سے بدرجہا قوی نکلیں گے مگر اب ایک فرق جو سب سے بڑا ہے اس پر انسان جاہل ذرا خیال نہیں دوڑاتا اور اپنے ہی شرافت پر ناز کرتا ہے وہ فرق یہ ہے کہ انسان کو جو عقل عطا کی گئی ہے وہ حیوانوں کی عقل سے بدرجہا افضل ہے مگر تاہم انسان اگر اپنے آئینہ عقل کو علم کی قطعی سے جلانہ دے تو وہ لحاظ اپنی عقل کے دعویٰ شرافت کرنے کا منہ نہیں رکھتا پس یہ ضروری ہے کہ اگر انسان اشرف المخلوقات بننے کا دعویٰ کرے تو پہلے علم کے ذریعہ سے اپنی قدرتی عقل سے کام لینے کی قوت پیدا کرے ورنہ وہی بات ہے کہ جامعہ انسان پنکر کی نہ گزرتی کی بات \* فخر کا پھر کیا سبب ٹھہرے میان کائنات \*  
 قاعدہ ہے کہ ہر چیز کا ابتدائی زمانہ قابل درستی ہو کرتا ہے اور جب روز بروز اسکی اصلاح ہوتی جاتی ہے تو آخر کو وہی چیز ایک عمدہ حالت پر قائم ہو جاتی ہے اسی طرح انسان کا حال ہے کہ ابتدا اسکی عقل و فہم اس درجہ پر قرار پا سکتی ہے جو درجہ بعد تحصیل علم و تجربہ حاصل ہوتا ہے اگر ماضی حال سے مقابلہ کیا جاوے تو انسان کے طریقوں تجربوں اور کاموں میں بڑا فرق نظر آوے گا اگر صنعتی کاموں کی طرف دیکھا جاوے تو ہزار ہا چیزیں اب ایسی موجود ہیں جو آگے خواب میں بھی نہ تھیں کسی تاریخ سے یہ بات پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتی کہ زمانہ پیشین میں مسافروں کی آسانی و آرام کے واسطے سوار یوں کا وہ نظام تھا جیسا اب ہے اگر موجود انہیں اپنی دانائی کو آسائش خلاق کے لیے صرف نکرتے تو انکی صنعت کی تعریف ہوتی نہ رہا عام کی صورت قائم ہوتی اسی طرح پوشاک و لباس اور خورد و نوش کے طریقوں کی اصلاح

روز بروز ہوتے ہوتے ایک عمدہ حالت پر قائم ہو گئی جسکی وجہ سے انسان جملہ مخلوقات پر فوق لگیگا۔ جو آگے چیمائی کا جامہ پہنے ہوئے ننگے پھر کرتے تھے اب انھیں کی اولاد میں پوشاک ٹھیس بنانا کے اپنے جسم کو ڈھانکتی اور مرتین کرتی ہیں جو لوگ دشت کے پتوں پر لکھتے تھے اب انھیں کے مہجنس عمدہ عمدہ کاغذوں پر لکھتے پڑھتے ہیں اسی طرح مشی از خوار سے اُور یا توں پر غور کرنا چاہیے۔ جب یہ بات بایہ ثبوت کو پہنچ چکی کہ ہر چیز کی اصلاح انسان کی کوشش اور عقل پر موقوف ہے تو لازم آیا کہ ہر شخص اپنے ذاتی نقص کی اصلاح میں ہمیشہ متوجہ رہے کہ رفتہ رفتہ وہ بھی ایک دن دنیا کی فطرت میں قابل تعظیم و تعریف ہو جاوے۔ انسان کے ذاتی نقص کی طرف اگر غور کیا جاوے تو بہت سی باتیں نکلیں گی جنکی اصلاح مقدم تر ہے مثلاً جہالت کا ہلی بیخبری اور خود سری وغیرہ۔ یہی نقص شرافت انسانی پر خاک ڈالنے والا ہیں۔ انسان اگر اپنے نقصوں کو درست کرنا چاہے تو تحصیل علم کی کوشش کرے جس سے قوت ادراک و معلومات پیدا ہوا اور حسن و قبح کا مرتبہ پہچان سکے۔ جن لوگوں کا دامن دولت علم سے مالا مال ہے انکو دنیا کے نشیب و فراز دکھائی دیتے ہیں اور وہی قابل اسکے ہیں کہ شریف سمجھے جاوین اور جو انسان اپنے نقصوں کی اصلاح سے غافل تر ہیں وہ حیوانوں سے بھی ذلیل ترین ہیں جنکو مثل انسان کے قدرتی عقل نہیں عطا کی گئی۔ گو انسان جاہل ہوا اپنے کو حیوانات سے بہتر ہی تصور کرنے کی ضد کرتا ہے مگر یہ بات انصاف سے کو سون دور ہے کیونکہ انسان بے علم حیوانوں سے بھی بدتر ہے چونکہ علم پر ہر شے کی معلومات کا دار و مدار ہے اسلئے جو اس سے ناواقف ہو اسکا اشرف المخلوقات میں کب شمار ہے دیکھنا چاہیے کہ اکثر پالو جانور انسان کی تعلیم سے اپنی حیوانی خاصیت چھوڑ کر انسانوں کے ساتھ رہتے ہیں اور شب و روز اطاعت کا دم بھرتے ہیں بلکہ وحشی جانور مثل چیتا و ریچھ وغیرہ بھی انسان کے قابو میں آکر اپنی خوفناک عاد توں کو بالکل بھول جاتے ہیں۔ المختصر انسان اپنے علم و عقل کے ذریعہ سے ان وحشی جانوروں وغیرہ پر قابو پاتا ہے اور انھیں و جون سے اشرف المخلوقات کہلاتا ہے اگر انسان اپنی عقل سے کام لینا چاہتا ہے تو ضرور ہے کہ تحصیل علم سے غافل نہ ہو ورنہ اسکی موجودہ عقل ایک مذہبِ حالت میں پڑی رہیگی۔

انسان اشرف المخلوقات کیونکر ہو سکتا ہے؟ ذات انسان بھی قابل غور ہے نام کو تو ضعیف البنیات اور صورت میں ہڈیوں کا ایک ڈھانچہ ہے مگر وہ کام کئے کہ زمینی مخلوقات بجائے خود رہی عالم بالا کے فرشتے بھی متحیر ہو گئے خیشکی پر نظر کرو تو اُسکے کمالات جلوہ آراہین تری پردھیان کرو تو اُسکے عجائبات بصارت افزاہین ڈیرھ گز کے قد وقامت پر عمارتیں ایسی بلند بنائیں کہ گویا وہ آسمان سے باتیں کرتی ہیں اونچے اونچے اور دشوار گزار پہاڑوں کو ایسا دیکھا بھالا کہ اُسکے نقشے بالشت بھر کاغذ پر اُتار لیے۔ زمین کے اندرونی حالات کی یہاں تک جانچ کی کہ سونے چاندی کی کانوں کے ٹھکانوں پر زلزلہ کے وجوہات اور شعلہ فشان زمینوں کے اسباب ایسے دریافت کیے کہ حد کردی گھرے گھرے اور ناپید کنارہ مند راون کو مساحت کی جریب میں پرولیا پانی پر جہاز چلا کر پورب و بچم کے قلابے ملا دیے اور اُس سے بھی بڑھ کر اپنے اوپر کی نیلی نیلی چنبریں سفید بے ستون پر نظر دوڑائی آسمانوں کی حقیقت ستاروں کی گردش اور چاند سورج کے گریہوں پر متوجہ ہوئے خلیق اللہ کو ستاروں کی سعادت و نحوست کے اثرات سے بچایا اور کاشتکار رطن کو زمین کے جوتے اور بونے میں شمس و قمر کی وہی تاثیرات سے امن دلایا غرض کہ جان جان اُسکی نظر ہو نیچی اور جو کچھ اُسکے وہم و خیال میں تحلیل ہوا زمین سے آسمان تک اور سمک سے ساک تک کسی پر اسے دینے اور اُسکا حال دریافت کرنے میں اُس نے ذرا کوتاہی اور پہلوئی نہیں کی فی الحقیقت یہ سب باتیں ایسی ہیں کہ انسان کے انتہا درجہ کے افتخار اور اعزاز پر دلالت کرتی ہیں۔ کیونکہ جو بجز انسان کے اور کسی بنی نوع مخلوق کی وہاں تک رسائی نہیں پھر ایجاد و اختراع کا کیا ذکر ہے مگر بائینہ جب اُسکی ہستی پر غور کیا جاتا ہے کہ ایک قطرہ ناپاک سے پیدا ہوا اور نو مینے تک ناف کی راہ خون کھا کھا کر یہ نشو و نما حاصل کیا تب اُسکی یہ تمام بلند پروازی سچ معلوم ہوتی ہیں اور انجام اُسکا تو رہے سے حوصلہ کو بھی توڑتا ہے کہ مرنے کے بعد ایسا ایسا بے پتے سفر اختیار کرتا ہے کہ اُسکے آنے کی امید نہیں ہوتی اسید تو کیا بلکہ یہ بھی نہیں معلوم ہوتا کہ کدھر گیا اور کیا ہو گیا گویا ایک وجود بے بود اور ہستی بے نمود تھا پس جس حال میں کہ انسان کا آغاز ایسا ہی تھا اور انجام حیرت کا بھرا ہو تو حیف ہے اُس شخص پر جو اس چند روزہ زندگی پر گھنڈ کرے اور اپنی ہولیت کو

بھول کر اور اپنے انجام سے غافل ہو کر بخل و غشائے پروردگار برے کاموں کو اختیار کرے اور تکیوں کے محل کرنے سے محروم رہے اور بہت خوش قسمت ہے وہ شخص جسے اپنی اصلیت اور حقیقت کو پہچانا اور اپنے انجام سے واقف ہو کر یا دائمی میں مشغول ہوا۔ معاد کی بہتری کو مطاش کی مصلحت پر مقدم سمجھا نفس پروری اور خویشی داری کو ترک کیا بجا خواہشوں اور تار و آراء و لون سے باز آیا۔ اور واقعی اگر یہ خصائل انسان میں نہ ہوں تو پھر انسان اور دیگر حیوانات میں کیا فرق ہے۔ اشرف المخلوقات جو انسان کی عزت اور امتیاز کا باعث ہے وہ صرف شرافت کے حاصل کرنے اور رذالت کے ترک کرنے سے ہے ورنہ ہاتھ پاؤں ناک کان وغیرہ اعضا جیسے آدمی کے ہیں میں حیث الوجود ویسے ہی حیوانوں کے بھی ہیں کھانے پینے اور دیگر حوائج نفسانی کے جیسے وہ خواہشمند ہیں ویسے ہی حیوان بھی ہیں آدمی یا شرف باید درخشن و نہ جان در کالبد دارد عمارت علاوہ ازیں جب تک انسان بے بنیان شرف کاموں کو دل سے نہیں کرتا وہ نہیں جانتا کہ میں مخلوقات میں کیونکر اشرف قرار پایا اور اشرف کہلایا۔ جیسے بہائم کھاتے پینے کا طریقہ اختیار کرتے ہیں اسی طرح افعال نافصہ کے مرکب انسان قدم دھرتے ہیں وہ نہیں جانتے کہ لطائف میں کیا کیا لذایذ ہیں وہ نہیں دیکھ سکتے جو انکو دیکھنا چاہیئے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ جملہ خود پسندی سے تخریب کھا کرتے ہیں ہم شریف ہیں کچھ ذلیل نہیں اور ہمارے آبا و اجداد بڑے ہی معزز و ممتاز اور امیر کبیر و ذی رتبہ تھے اکثر رؤسا و حکام اور امرائے عیسویہ باعزاز و اکرام پیش آتے تھے اور تعظیم و تکریم سے بٹھاتے تھے ہم انہیں کے بیٹے اور پوتے ہیں اب افلاس سے کچھ ہماری نقد شرافت میں بٹہ نہیں لگ گیا "الغرض انہیں ہر وقت شرافت عارضی و اضافی پر غرور و گھمنڈ رہتا ہے اور اگر بنظر حائل اُنکے اطوار و اوضاع دیکھے جاوین تو جہالت اور بے ہنری کے علاوہ شب و روز افعال شنیعہ و امور ممنوعہ کے مرکب رہتے ہیں چوری قمار بادی فریب دغا اور بکا وغیرہ کو اپنا شعار افتخار جانتے ہیں اُنکے آبا و اجداد کو بھی بوجہ نا عاقبت اندیشی یا یہ کہ جہالت کے باعث کبھی فراغت و فلاح کی حالت میں یہ خیال نہوا کہ اپنی اولاد کو علم و ہنر سکھاوین جو آئندہ اُنکی رفاہیت کا باعث ہو اور عشرت و مصائب میں کام آوے مگر وہ بھی خام خیالی سے خیالی پلاؤ پکاتے رہے اور یہی تصور کرتے رہے

کہ لکھا پڑھا کر یا علوم و فنون سکھا کر کیا کریں ہماری اس قدر دولت و جائداد کثیرہ ہماری اولاد کو تو کیا انکی کئی پشتوں کو کافی ہوگی اب دیکھنا چاہیے کہ جب سلف کا یہ حال ہے تو خلف کا کیا ذکر۔ عالم طغلی و نادانی میں کم فہمی سے انھیں اس قدر کھان خیال کہ اپنے ہی شوق سے اوقات عزیز و گران بہا کو کسب علوم و فنون میں صرف کر بن صحبت بد سے محترز رہیں اور ولعب میں کسی وقت مصروف نہ ہوں القصہ اکثر انجام ہی ہوتا ہے کہ صاحبزادے محض جاہل کُندہ ناتراش رہ جاتے ہیں جب بعد اوقات اپنے والدین کے بالکل خود مختار ہوئے تب اپنی یہ حالت اور صحبت بد کے سبب تھوڑے ہی مدت میں وہ کل دولت اسراف بیجا میں صرف ہو جاتی ہے آخر کو قرض کی نوبت پہنچتی ہے اُدھر جب وعدہ پر پونہ نہ پہنچا تب مقدمہ دائر عدالت ہو کر جائداد کے نیلام کی نوبت پہنچتی اسوقت اُنکا بالکل اعتبار جاتا رہا کوئی قرضہ تک نہیں دیتا یا اور اسباب سے اُنکو یہ دن دیکھنا پڑا۔ ایسے نازک وقت میں اُنکے پاس منجملہ ترکہ والدین دولت متبرکہ شرافت جو اُنکے زعم باطل میں ہر ملیات و آفات سے محفوظ رہتی ہے باقی رہ جاتی ہے اور وہ فاقہ کشی سے تنگ ہو کر رفیق قدیم یعنی دولت پارینہ شرافت کو بغل میں لیے ہوئے دیر گدائی کرتے پھرتے ہیں یا چوری و دغا بازی اور فریب کاری کر کے اپنی زندگی کے دن بھرتے ہیں کوئی یہ بھی نہیں پوچھتا کہ تم کون ہو۔ وہ شرافت پارینہ جو اُنکے زعم باطل میں کنج قارون سے بھی قیمت میں بڑھ کر ہے عقل کی نگاہوں میں ایک کوڑی کو بھی نہیں جابجی جاتی۔ بیچ یا دہن تو درکنار اگر وہ اُسکے ہبہ کرنے پر آمادہ ہوئے ہیں تو کوئی امن بھی اُسکو قبول نہیں کرتا اور اگر وہ اپنی شرافت کو کسی کی روائت سے بنا دے کہنے پر مستعد ہوتے ہیں اور بدلائی بھی دیتے ہیں۔ اپنی روائت کو اُنکی شرافت سے بدلنے پر راضی نہیں ہوتا اور نہ اُنکا سا شریف بننا چاہتا ہے مگر تاہم یاد رکھو شریف اگر متضعف ہو و خیال مہند کہ پایگاہ بلندش ضعیف خواہد بود در آستانہ یسین بیخ زرنند گمان مبر کہ جو دی شریف خواہد بود

جاننا چاہیے کہ شرافت ایک جوہر ہے جو انسان کو تحصیل علوم و فنون اور دیانت داری و انیت و راستی و خوش معاملگی و نیک خوئی و خندہ روئی وغیرہ اوصاف حمیدہ و کردار پسندیدہ سے حاصل ہوتا ہے



اوسے سے انسان اشرف المخلوقات کہلاتا ہے اور یہ بات تو عقلاً و نقلاً بخوبی ثابت ہو سکتی ہے کہ خصوصاً علم و ہنر اور دیانت و امانت وغیرہ دولت شرافت کے جزو اعظم ہیں جب تائید ایزدی اور توفیق الہی سے اسی ایک روش پر چند پشٹین برابر گذرین تو اسی خاندان کے لوگ عالی نسب و الاحساب کہلاتے ہیں ورنہ کل انسان شریف ہوں یا رذیل ایک آدم کی نسل و اولاد ہیں پس مناسب نہیں ہے کہ آبائی اعزاز و افتخار پر مغرور ہوں بلکہ بذات خود علوم و فنون حاصل کر کے فضل و کمال اور دیانت و اہلیت پیدا کرنا چاہیے بزرگوں کا اعزاز و افتخار اور نام و نشان کچھ کام نہ آئیگا۔ حضرت نوح کی بی بی اور بیٹے اور حضرت لوط کی بی بی کا ماجرا مشہور ہے کہ صحبت بد جاہلوں اور گمراہوں میں بیچھڑ کر گمراہ ہو گئے اور طوفان میں سب کافروں کے ساتھ ہلاک ہو گئے آبائی شرافت کچھ کام نہ آئی غرض کہ ہر شخص خود ہی محنت و مشقت کر کے دولت علوم و فنون سے بہرہ یاب ہو جس سے اسکی قدر و منزلت ہو اور ہمیشہ نیکنام رہے۔

دولت اور مرتبت کو شرافت سے ذرا بھی تعلق نہیں ہے غریب آدمی بھی شریف ہوتا ہے اپنی طبیعت اور روزانہ برتاؤ میں وہ ایماندار خلیق پر ہر گاہ ہمت ور اور عزت دار ہو سکتا ہے۔ وہ غریب جسکی نیک خصلت ہو اس امیر سے جسکی خصلت بد ہو بہت بہتر ہے۔ بیشک وہ مفلس جسکا دل غنی ہے اس غنی سے کہیں بڑھ کر جسکا دل مفلس ہے۔ اگرچہ غریب کچھ نہیں رکھتا مگر اس کے پاس سب کچھ ہے اور تو نگر کے پاس کچھ ہے مگر کچھ نہیں۔ اسکو امیدیں ہیں اور خوف نہیں اسکو صرف خوف ہے اور امیدیں مطلق نہیں۔ جس شخص کی سب چیزیں تو گم ہو جاویں لیکن دلیری بنناشت امید اور ذاتی وقار و ایسے ہی باقی رہے تو اگرچہ اس کے پاس کچھ نہیں لیکن سب کچھ ہے اور وہ فی الحقیقت ایک بڑا مالدار ہے ایسے شخص کی دنیا عزت کر گئی اور اسکی طبیعت دنیا کے بھاری افکار پر ہمیشہ غالب رہ گئی اور وہ ہمیشہ بے فکر اور شرمندہ رہا۔

(۱) دنیا میں چار طوفانوں کا وقوع ازمنہ مختلفہ میں ہوا ہے اول طوفان آب حضرت نوح علیہ السلام کی قوم پر دوم طوفان باد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم پر سوم طوفان آتش حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر چہارم طوفان خاک حضرت صالح علیہ السلام کی قوم پر پس یہ طوفانوں کی رعایت سے حضرت نوح اور حضرت لوط علیہما السلام کی بی بی وغیرہ کا واقعہ ایک ہی جملہ میں بیان کیا گیا ہے ۱۲ مولف عفی عنہ



غریب سے غریب اور محتاج سے محتاج آدمی میں بھی اعلیٰ درجہ کی شرافت بہادری اور نیک چلتی وغیرہ ہونا محال نہیں ہے۔ ہمت شرافت دلیری اور رحمدلی ایک ساتھ رہتی ہے دلیر ہمیشہ معاف کرنے کو تیار رہتا ہے یہ سخی ہوتا ہے یہ کبھی ظالم نہیں ہو سکتا۔ بہادر آدمی فیاض جفاکش اور ہمیشہ مہربان اور خطا بخش ہوتا ہے۔

شریفوں کا امتحان بیسیوں طرح سے ہو سکتا ہے ایک طریقہ یہ ہے کہ دیکھا جاوے وہ اپنے اختیارات کو اپنے محکوموں پر کیسے صرف کرتا ہے۔ عورتوں اور بچوں کا اُسکو کیسا خیال ہے اگر وہ افسر ہے تو اپنے ماتحتوں سے کیسا برتاؤ رکھتا ہے اگر وہ ماسٹر ہے تو اپنے شاگردوں سے کس طرح پیش آتا ہے ان حالتوں میں اگر انسان عقل تمیز عفورحم صبر اور تحمل کے ساتھ کام کرے تو بیشک شریف ہے۔ وہ جو انکو ستاتا ہے جو اس کے مقابلہ کے نہیں شریف نہیں ہے۔ وہ جو کمزوروں اور بیکسوں پر ظلم کرتا ہے بزدل ہے ہرگز جو انمرد اور دلیر نہیں۔ قلب و دل کی قوت سے استیلاؤں کے چال و چلن میں شرافت آجاتی ہے پس اس کے استعمال میں نہایت احتیاط مناسب ہے کیونکہ ایک مصنف کا قول ہے کہ دیکھو سی طاقت رکھنی عمدہ بات ہے مگر دیو کی طرح اُسکا استعمال کرنا ظلم و تعصب اور قہر و جبر ہے۔ انسان کا اہل مروت و حلیم الطبیعت ہونا شرافت کی نشانی ہے۔ شرافت کے جانچنے کے لیے نرم دلی یا یک بہت عمدہ اور صحیح کسوٹی ہے۔ اعلیٰ ادنیٰ اور برابر والوں کی عزت و حرمت کا لحاظ رکھنا شریف کا شیوہ ہے۔ جاہ اُسکا نقصان ہو جاوے مگر وہ دوسروں کا نقصان کر کے یا کر کے ہرگز اپنے فائدہ کی نیت نہ کرے گا۔ وہ اپنی ذاتی تکلیف گوارا کر سکتا ہے مگر دوسروں کی تکلیف نہیں دیکھ سکتا اُنکو ستانا اور اُن کو وہ اپنی دولت طاقت علم چلن اور اختیار پر غرور و فخر نہیں کرتا۔ وہ کسی پر اپنا احسان نہیں جتاتا۔ وہ سخی اور رعایت کی راہ سے کسی پر اپنا احسان نہیں جتاتا اور نہ کرتا ہے۔ وہ جانوروں پر بھی مہربانی رکھتا ہے وہ اپنی کامیابی سے نہ تو بہت زیادہ پھول اٹھتا ہے نہ ناکامی سے اندھ دھبہ بخیدہ ہوتا ہے۔ وہ اپنی رلے کو جبراً دوسروں سے قبول نہیں کرنا اگر جی ضرورت پڑتی ہے تو اپنی رلے آواز ظاہر کر دیتا ہے۔ وہ جب کوئی کام کرنا یا کچھ کھنا چاہتا ہے تو پہلے اپنے کائنات سے پوچھ لیتا ہے۔ وہ ترش روئی و بد مزاجی اور بداخلاقی و افغالی سے گریزان

رہتا ہے۔ وہ اپنی خوراک و پوشاک اور ساز و سامان پر خرامان نہیں ہوتا۔ وہ اپنی ہیئت و لیاقت اور امارت پر متکبر نہیں کرتا۔ وہ اپنی جائداد و دولت اور حکومت و عمارت پر تکبر نہیں کرتا۔ وہ دشمن و دلخراش باتیں کرنے کا عادی نہیں ہوتا۔ وہ دوسرے کی بُرائی کا ساتھ نہیں ہوتا۔ شیریں سخنی ہنسا شیعہ ہے نیک چلنی اُسکا طریقہ ہے۔ وہ خوش سلیقہ ہوتا ہے وہ کابل نہیں ہوتا۔ وہ کفایت شعار ہوتا ہے وہ سرف نہیں ہوتا۔ وہ خلیق وایماندار ہوتا ہے۔ وہ سخی بہت وراور پرہیزگار ہوتا ہے۔ وہ اپنی زندگی نیک کاموں میں عمدہ طور سے بسر کرتا ہے۔ وہ کبھی دنیا کی مرغوب اور لالچانیوالی چیزوں کے قبضہ میں نہیں آتا۔ وہ اپنی خواہشوں کو ونبوی لہذا ید کی طرف متوجہ نہیں کرتا۔ وہ اپنے نفس پر غالب رہتا ہے۔ وہ اپنے خیالات کو حد و اعتدال پر قائم رکھتا ہے اور بغیر سوچے سمجھے کوئی کام شروع نہیں کرتا۔ وہ عالی حوصلہ ہوتا ہے اُس سے کوئی ایسا فعل سرزد نہیں ہوتا جو خلاف شان تہذیب ہو۔ وہ خود راے خود پسند اور خود غرض نہیں ہوتا۔ وہ بیفائدہ مغموم و افسردہ نہیں ہوتا۔ وہ اعلیٰ ادنیٰ اور مساوی اشخاص سے بعنوان شایستہ ملتا ہے اور بسلوک پیش آتا ہے۔ وہ ہر بان اور خاطر دار ہوتا ہے۔ وہ دوسروں کی راے کا واجب لحاظ رکھتا ہے۔ وہ دوسروں کے خیالات اور رایوں کی پوری قدر کرتا ہے۔ وہ نہایت سنجیدگی اور صبر و تحمل کے ساتھ دوسروں کے اصول و آئین مانتا ہے۔ وہ نالائم اور فحش و بیہودہ الفاظ اپنی زبان سے نہیں نکالتا۔ وہ پست حوصلہ اور سنگدل نہیں ہوتا۔ وہ مفید خلائق ہوتا ہے۔ وہ کوتاہ اندیش نہیں ہوتا۔ وہ اپنی اوقات کو ضائع نہیں کرتا۔ وہ وقت کی پوری قدر کرتا ہے اور اُسکو اچھی طرح استعمال کرتا ہے۔ وہ ہمیشہ مفید کاموں میں مشغول رہتا ہے۔ وہ وقت پر کام کرنے کا عادی ہوتا ہے اور وقت کا لحاظ رکھتا ہے۔ وہ جھوٹا معاہدہ نہیں کرتا۔ وہ فریبی اور دغا باز نہیں ہوتا۔ وہ صبر سے مصائب کا مقابلہ کرتا ہے اور وہ سچائی کے ذریعہ سے قدم ڈگانے والے زور آور جھوٹے پر فتح حاصل کرتا ہے۔ وہ اپنی مصیبتوں کا تصور بھی نہیں کرتا۔ وہ بے شاش اور زندہ دل رہتا ہے۔ وہ لالچی نہیں ہوتا۔ وہ عیاشی بے پروائی اور بحالت سے متنفر رہتا ہے۔ وہ منصف فیاض و درہن اور عاقبت اندیش ہوتا ہے۔ وہ ہمیشہ لوگوں کو عمدہ نمونہ دکھاتا ہے۔ وہ ہمیشہ ایسے خیالوں کو دل میں جگہ دیتا ہے

جو فائدہ مند ہوں۔ وہ ہمیشہ ایسے لفظ بولتا ہے جو بکار آمد ہوں۔ وہ ہمیشہ ایسے کام کرتا ہے جسکو دیکھ کر لوگ نصیحت پکڑیں۔ وہ کسی سے بغض و کینہ نہیں رکھتا اور حسد نہیں کرتا۔ علیٰ ہذا القیاس وہ صفا سچیدہ اور خصالی حمیدہ کا مرکب اور افعال و میمہ اور اقوال نا شایستہ سے متنفر رہتا ہے۔ شریف وہ ہے جو مصیبت و افلاس میں بھی شریف بنا رہے ع گریہ پستی برسی پست نگردی مردے و آوار جو جماعت کے سب مرتبہ و حالت میں ایک قوت خیال کیا جاوے اور جو ضرورت اور خطرہ کے وقت بھی شریف بنا رہے۔ شریف وہ ہے جو کھرا و نیک ہے اور ہمیشہ سچ بولتا ہے اور اس کے نیک اطوار و اوصاف ظاہر طور و طریقہ سے نہیں بچانے جاتے بلکہ اخلاق سے۔ اسکو ہمیشہ انچ پی عزت کا خیال رہتا ہے۔ وہ اپنی نیک چلتی کی قدر اس نیت سے نہیں کرتا کہ غیر لوگ اسے دیکھیں بلکہ اس خیال سے کہ اسکا ضمیر کوئی بات ناپسند نہ کرے جیسی وہ اپنی قدر کرتا ہے ویسے ہی دوسروں کی عزت کا بھی اسے خیال رہتا ہے اور جمیع انسان اسکی نگاہوں میں قابل تعظیم و تکریم معلوم ہوتے ہیں۔ وہ نہایت احتیاط کے ساتھ کینہ کا مون سے پرہیز کرتا ہے خود اس سے کوئی کمینہ کام ہو نہیں سکتا۔ اسکو اپنے ہر قول و فعل میں دیانت داری کا لحاظ رہتا ہے۔ وہ جیاد نہیں کرتا بلکہ سچا اور ایماندار رہتا ہے سچائی اسکا قانون ہے جب وہ کہتا ہے ہاں تو وہی ہاں اسکا قانون ہے اور جب وہ کہتا ہے نہیں تو وہی نہیں اسکا قانون ہے۔ ایسے آدمی کو کوئی رشوت بھی نہیں دے سکتا باوجودیکہ وہ خود رشوت لینے سے پرہیز کرتا ہے صرف کمینہ خصلت کے لوگ اپنے کو اس کے ہاتھ فروخت کرتے ہیں جسکا انکی بی ایمانی سے مطلب نکلتا ہے۔ شریف میں اعلیٰ صفت یہ ہوتی ہے کہ وہ سچا ہوتا ہے اور وہ جانتا ہے کہ سچائی عبادت وجود کی سرتاج اور کل انسانی کاروبار میں راستی کی روح ہے۔ ایک مصنف نے شریف کی بہت اچھی تعریف لکھی ہے وہ کہتا ہے کہ جو بدکار یوں سے پاک۔ کاروبار میں منصف۔ بات کا سچا۔ ماتحتوں پر جربان مستقل مزاج۔ محنتی۔ اور بڑے کاموں میں ہمیشہ دلیری سے مستعد ہو وہی شریف ہے۔ خدا کرے ہمارے ملک کے معززین ان تعریفوں کے مصداق بنیں آمین ع بر رسولان بلغ باشد و بس x

## ضمیمہ

رسالہ

## شرافت

من تالیفات منشی نادر حسین عزیز نگرامی عاملہ اللہ بلطفہ السامی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہے شرف انسان کو بیشک علم سے	پھر شرافت ہے وقار و حلم سے
-----------------------------	----------------------------

گر نہو یہ احب ہو یا نسب	حرمت مادر پدر ضائع ہے سب
-------------------------	--------------------------

کئی طرح سے جان میں غرور ہوتا ہے	اگرچہ میں نہیں واقف یہ ہے سناؤ
نسب کا ایک غرور اور ایک دولت کا	غرور ایک جوانی کا ہے خدا کی پناہ
غرور ایک ہے دانست کا زمانے میں	غرور ایک عبادت کا ہے معاذ اللہ
کسی میں ایک جوانی سے ہو تو ہے محبوب	جوسب ہوں ایک میں اسکی نجات کی کیا راہ

نہیں نسب کا تکبر کسی طرح زیبا	کہ اس بیان پہ احادیث مصطفیٰ میں گواہ
-------------------------------	--------------------------------------

اگر نجیب ہے تو یہ غرور کیا ہے	ہمیشہ مانگتے ہیں بے شرف اس سے پناہ
نجیب ہے وہی جو ہو گا صالح المیلاد	نہ اس میں بغض نہ کینہ نہ عجب نہ اکراہ
ہمیشہ اسکو نظر اپنی خاکساری پر	سفا و جود میں مصروف ہو گا شام و گیارہ
یہ وصف حسین نہیں بیگان نجیب نہیں	اگرچہ بات کا اپنے کرے ہزار تباہ
نجیب دونوں طرف سے تھے انبیا و رسل	اللہ جتنے ہوئے شب شرف تھے نالہ
نہ آیا دامن ہمت پہ لنگے عجب کا داغ	ہے ساق کلمہ الفقر تختہ ہی اس پر



جنت نیک جا ہے نری ذات کس کام کی۔

موضع القرآن میں ہے کہ جس دن کفتح ہوا حضرت بلال حبشی پیغمبر صلعم کے حکم سے کعبہ کے کوٹھے پر چڑھ کر اذان کہتے تھے۔ بعضے حضرت بلال کی ذات کو طعن کر کے کہتے تھے کہ پیغمبر صلعم نے سوا

اس کوئے کے اور کسی کو نہ پایا جو اسی کو اذان کے لئے اوپر چڑھایا تب یہ آیت اتری یا ایہا الناس

إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ

أَتْقٰكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ یعنی اسے آدمیو بیشک پہنے پیدا کیا تمکو ایک مرد و عورت سے

جو حضرت آدم اور بی بی حوا تھیں یعنی ایک مان باپ سے سب کو پیدا کیا۔ تمھاری سب کی ایک اصل

ہے۔ اور بنا یا تمکو بہت ذات اور قوم جتنے تو بچاؤ تم آپس میں ایک دوسرے کو جیسے دو آدمی کا ایک

نام ہو تو معلوم کریں کہ فلاں فلاں قوم کا ہے بیشک تم میں سب سے بڑا وہ ہے خداے تعالیٰ کے

پاس جو بہت پرہیز کرتا اور بچاتا ہے اپنے مٹن بڑے کاموں سے تحقیق خداے تعالیٰ خبر رکھتا ہے

سب کے اصل نسل کی جانتا ہے سب کی ذاتوں کی۔

آیت مرقومہ بالا کی تفسیر تبصیر الرحمن میں اس طرح مرقوم ہے یا ایہا الناس الذین اسوا

نسبتہم الی خلق الله و ذکرُوا النسبة الی الاباء والامہات إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ فَادَالِ تَفْتَحْ وَابْهَرِ

النسبة لاسْتَوَاءِ الْکُلِّ فِيهَا فَكَيْفَ تَفْتَحُونَ بِاعْتِبَارِ کَوْلَكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ مَعَ اسْتَوَاءِ الْکُلِّ فِيهِ

وَ غَايَةِ فخرکم بالشعوب والقبايل لکن جَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَ جَمْعُ شَعْبٍ اصل مجمع قبايل فجمع

عماثر جمع بطونا جمع لغاذا اجمع فصائل فخریمة شعب و کنانة قبيلة و قریش عاراة و قصی بطن

وہا شمر فخذ و العباس فصيلة لِعَارَ فَوَآی ليعرف بعضکم بعضًا لالتفاخر و ا لو صرح فبالنقوی

لایجلبها الکرامة عند الله إِنَّا أَكْرَمُكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتَقْلَمُ وَلَا عِبْرَةَ بِالْکَرَامَةِ عِنْدَ غَيْرِهِ لَان

مرجعها الی الذلة لکن التفاخر انما یكون بالامر الظاهر و التقوی عن البواطن فالکرامة بها

لِإِشْمِکُمْ سِرِّدِ حَاجِبُونَ کی ضیافت اور بانی بلائے کی خدمت بھی جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد تھے انکا نام عمر و تھا جو کہ وہ روئے

توڑ کر لوٹوں۔ کہ لیے ترید بنا یا کرتے تھے اسوجہ سے ہاشم نام ہوا ہاشم کے معنی توڑنے کے ہیں ۱۱ خلاصہ تواریخ مکہ معظمہ



انما تكون عند الله لا حظته بالظواهر والبواطن ان الله عليه باظواهر خبايا بالبواطن ودلالة  
ظواهر الاعمال على التقوى كدلالة كلمة الاسلام على الايمان في الخلق -

قاضی ثناء اللہ پانی پتی اپنی کتاب وصیت نامہ میں لکھتے ہیں کہ درمناخت وینداری را  
منظور دارو جوان درین زمانہ درین شہر مذہب روافض بسیار شیوع یافته است و شرثا بیشتر بر علونب  
یار فاع معیشت نظر میدارند اول رعایت دین می باید کرد و دختر کیے رافضی یا متهم بر فاض اگر چه صاحب  
دولت و عالی نسب باشند نباید داد و روز قیامت سوائے دین و تقویٰ هیچ بکار نخواهد آمد و نسب را  
نخواستند پسیدہ کہ درین راه سلطان ابن فلان چیز نیست و دولت اعتبار ندارد کہ مشتق از  
مذول است المال غادر و رائج -

محاربات صدیقین ہے کہ قرب نسب بہ بغیر حالانکہ امور نبوت و منصب ہدایت میں نسب  
کو دخل نہیں۔ اگر کچھ اسکا اثر ہوتا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے فرزند ارجمند عبدالرحمن کو خلیفہ  
بناتے جبکہ علم و زہد و تقویٰ و فضل صحبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم مشہور اور جنگی تلووار سے کسریٰ قوی  
مغلوب و مقہور رہے مگر بقابلہ اجلہ اصحاب اسکا لحاظ نہوا اور اگر نسب کا اعتبار ہوتا تو بھی حضرت  
علی کرم اللہ وجہہ کی تخصیص باطل ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اقارب مثل حضرت عباس عم رسول اللہ  
و ابن عباس رضی اللہ عنہم وغیرہ موجود تھے -

مجاذلات فاروقیہ میں ہے کہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیت المقدس تشریف  
لیگئے اور لشکر اسلام کے قریب پہنچے تو شہسواروں نے دیکھا کہ آپ ایک چادر اور ازار پہنے ہیں  
اور سر پر عمامہ ہے اور اپنے اونٹ کی مہار تھامے موزے بغل میں دبائے پانی منجھاتے آرہے ہیں  
عرض کیا کہ اے امیر المؤمنین سرداران روم و ملوک شام آپ کو اس حال میں دیکھینگے - فرمایا کہ ہم وہ  
لوگ ہیں جنکو اللہ نے اسلام سے عزت دی ہے اب ہمکو دوسری عزت کی حاجت نہیں -

حضرت حسن بصریؒ سے مروی ہے کہ ایک دن کچھ لوگ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دروازہ  
پر آئے انہیں کچھ موالی بھی تھے مگر اسلام میں مقدم ہجرت اور صحبت نبوی سے ممتاز جنگ بدر میں حاضر

آزادہ کردہ غلام مثل حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے۔ اول اپنے انھیں موالی کو طلب کیا اور ابوسفیان و حارث وغیرہ سادات قریش بیٹھے رہ گئے کیونکہ یہ لوگ اسلام میں موخر ہجرت سے محروم تھے۔ تو ابوسفیان نے کہا کہ میں نے آج کی سی ذلت کبھی نہیں اٹھائی اور نہ دیکھی کہ مساکین و فقرا اور موالی تو بلائے جاوین اور ہم سادات و امرا بیٹھے رہیں۔ انھیں سے سہل بن عمرو نے کہا اے لوگو میں تمکو غصہ میں پاتا ہوں تو یہ غصہ اپنے نفس پر خود کرو پیغمبر صلعم نے تمھاری بھی دعوت کی اور ان موالی کی بھی۔ تنے سستی کی اور انھوں نے سبقت کی یہاں تو خیر وہ دن یاد کرو جب وہ جنت میں ہونگے اور تم ابھی حساب و کتاب میں مبتلا ہو گے۔ یہ سنکر تمام حضرات چیخ کر رونے لگے کہ افسوس ہمتے اپنے کو ضائع کر دیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب انکی آواز سنی تو انذر طلب کیا۔ آپکی مجلس میں سبقت و صدارت باعتبار سبقت اسلام تھی نہ باعتبار شرافت نسب۔ جبکہ بن ایہم غسانی باوشاہ ہمدان جو عرب نصرانی الملتہ تھا آستانہ خلافت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر حاضر ہوا اور ایمان لایا اور ہمراہ رکاب مکہ میں گیا بوقت طواف کعبہ ایک مرد فزاری کا ہاتھ انکی چادر پر پڑا تو اسکا ہاتھ کھل گیا۔ جبکہ نے خفا ہو کر کہا تھے مجھے برہنہ کیا۔ فزاری نے عذر کیا کہ میں نے عمدہ ایسا نہیں کیا۔ مگر چونکہ جبکہ کا دماغ اب تک عز و سلطنت سے بھرا تھا اس بیچارہ کو ایک تھپڑ مارا کہ اسکی ناک ٹوٹ گئی اور دانت گر پڑے فزاری امیر المومنین کی خدمت میں داد خواہ آیا۔ جبکہ بن ایہم غسانی بحکم فاروقی حاضر عدالت کیا گیا۔ آپنے اس دست درازی کا سبب پوچھا۔ جبکہ نے واقعہ بیان کر دیا اور کہا بخدا اگر سیت اللہ کا احترام ملحوظ نہ ہوتا تو میں اسے مار ہی ڈالتا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تو نے جرم کا اقرار کیا اب خواہ مدعی عفو کرے میں تو قصاص لوگھا جبکہ بولا آپ مجھ سے قصاص چاہتے ہیں حالانکہ میں بادشاہ جلیل القدر ہوں اور وہ ایک کم حقیقت بازاری ہے آپ نے فرمایا اے جبکہ اسلام نے تمکو اور اسکو ایک حالت پر کر دیا۔ جبکہ نے دوسرے دن تک کی مہلت کی درخواست کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رضائے مدعی اسے مہلت دی جب رات ہوئی جبکہ اپنے ہمراہیوں کو لیکر چلا گیا اور مرتد ہو گیا۔

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے ایک نشان سیاہ رنگ کا بنا کر ہر اہی چار ہزار مجاہدین کے

بغرض شیخِ ملک شام و درہ ہاے کوہ روانہ کیے جس میں تین ہزار مینی اور ایک ہزار غلام تھے اور جب حضرت وائس ابوالہول رومی غلام کو باحتی میسرہ بن مسروق سردار کیا تھا۔ جب یہ لشکر چار ہزار کا مرتب اور آمادہ کوہستان ہوا بعض مسلمانوں نے کہا کہ امیر نے میسرہ کو قوم عبس سے سردار بنایا اور رئیسان و نامداران مین کو فروگذاشت کیا جب امین الامتہ نے یہ بات سنی۔ بلایا اور کہا اسے آل طے تم مسلمانوں کے نزدیک شریف ہو اور تمھاری لڑائی خدا ہی کی طرف سے ہے پس تقاضا اور تکبر سے بچو اور فتح اللہ کی طرف سے ہے اور بزرگ ہم مین سے وہ ہے جو پرہیزگار ہے بخدا حضرت میسرہ نقوی اور سبقت اسلام اور ہجرت مین اشرف و افضل مین۔ اس نصیحت سے وہ خیال اُنکے فرو ہوئے اور یکشادہ پیشانی مطہر بن گئے۔

جب قلعة حلب کسی طرح فتح ہوا تو حضرت وائس ابوالہول امیر عدو گیر ابو عبیدہ کی خدمت مین تشریف لائے اور عرض کیا کہ تیس آدمی دلاؤ میرے ساتھ کیجئے اس طرح کہ جو کون کریں۔ آپ نے تیس نامی بہادروں کو حکم دیا کہ انکے ساتھ جاؤ اور جو کہیں کرو اور فرمایا کہ کوئی شخص یہ نہ سمجھے کہ مین نے ایک غلام کو اُن پر امیر کیا بوجہ شرف نسب کے یا بخبال کمال شجاعت کے بلکہ مین خود اگر مسلمانوں کی نظر و تدبیر کا ذمہ دار نہ ہوتا تو سب سے پہلے شریک ہوتا مجھے امیر ہے کہ اللہ تعالیٰ کوئی سبیل فتح کی نکالے گا۔ سب نے کہا اے سردار مین یہ خیال ہرگز نہیں ہے مین معلوم ہے کہ آپ کریم و شریف کے قدر شناس مین اور شجاع و دلیر کے عارف مین ہمارے دل مین آپ کے حکم کا بڑا اثر ہے اگر آپ کسی گبر کو سردار کر دیتے تو ہم بخوشی تسلیم کرتے اور یہ وائس ابوالہول تو ہمارے برابر اسلامی مین ہم مطہر اللہ اور رسول کے مین پھر اپنے سردار کے اور جسے آپ پیہر امیر بنا دیں۔ یہ سنکر حضرت ابو عبیدہ بہت خوش ہوئے اور دعاے برکت دی اور فرمایا کہ میرا دل کہہ رہا ہے کہ فتح ہوگی اور جان لو کہ ہمارے اور تمام عالم کے سردار احمد مختار صلوٰۃ اللہ علیہ ما دامت اللیل والنہار نے بھی اپنے غلام حضرت اسامہ بن زید کو اشراف و بہترین و رؤساے موحدین پر امیر کیا تھا۔

جب عمرو بن عاص دربار عام بادشاہ روم مین پہونچے تو شاہ نے کہا کہ اگر تم بزرگانِ عرب سے

تو ہم رومی ہیں اور ہمارے اور تمہارے درمیان نسبت و یگانگیت ہے پس بوجہی قرابت کے خوزیری جائز نہیں۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ بڑا نسب ہمارا اسلام ہے اور ہم اس بھائی کا خون حلال سمجھتے ہیں جو دین میں بھائی نہ ہو اور نسب کو بھی منقطع کر دیتے ہیں اس لیے کہ جو خدا اور رسول کے حکم سے علیحدہ ہوا وہ ہم نسب سے نکل جاتا ہے۔ لہذا فی تاریخ الواقعی۔

واضح رہے کہ بادشاہ روم نے یاد دلایا تھا کہ ہم تم ہم نسب میں یعنی تم اسمعیل کی اولاد ہو اور ہم اسحاق کی اولاد ہیں اور اسمعیل و اسحاق حضرت ابراہیم علیہم السلام کے بیٹے تھے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی ارقام فرماتے ہیں کہ حقیقت حسب بزرگی خاندان شخصی است بشرطیکہ درآباے قریبہ باشد تا ہفت پشت مثلاً شخصے از اولاد ملوک یا از اولاد امرای کبار یا از اولاد شیخ عمدہ یا از اولاد علے مشہور بودہ باشند و حقیقت نسب بزرگی خاندان شخصے است کہ درآباے بعیدہ باشد مثلاً حسینی بودن و ہاشمی بودن و علوی بودن و قریشی بودن و ابراہیمی بودن و علی ہذا القیاس و بعضے اشخاص حی باشند کہ در ہر دو امر تفوق دارند مثلاً اولاد حضرت غوث الاعظم کہ ہم سید اند و ہم شرف اولاد و این قسم بزرگ دارند و بعضے حسب دارند مثلاً تیموریہ و راجپوتان و اولاد امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ و بعضیا نسب دارند و حسب ندارند مثل قدوائیان جاہل و سادات بارہ و شرافت و نجابت در عرف عوام اکثر در مقام بزرگی نسب متعل می شود۔

(۱) مصنف تاریخ آئینہ اودھ باسقرار ولایت جہونشی مخدوم سید جاگیر اشرف و محمد دم سید تقی الدین رحمۃ اللہ علیہما کا مناقشہ لکھ کر کہتے ہیں کہ ان وجوہ سے مخدوم سید جاگیر اشرف کو شاہ غبار خاطر شاہ علی الدین سے پیدا ہو گیا اور اپنی تصنیفات میں مجہول النسب انکو تحریر فرمایا ہوا سو اس واسطے کہ وہ ہوا سے سادات بارہ کے تمام ہندوستان کے سادات کو مجہول النسب تحریر فرماتے ہیں اور جو مصنف اخبار الاخبار بحوالہ لطائف اشرفی تحریر فرماتے ہیں کہ شیخ تقی الدین جو کڑہ مالکپور ہیں تھے قوم حاکم سے ہیں لیکن جی مسجانہ تعالیٰ نے انکو تقویٰ اور برکت عطا کی تھی نام انکا دفیوز ہر سانس میں زیادہ موثر ہے۔ بقا بلہ تذکرۃ السادات و منبع الانساب کے اس قدر عبارت اخبار الاخبار کی مولف صحیح نہیں جانتا۔ ہوا لکھ منبع الانساب سے بھی یہ ثابت ہوا کہ شیخ تقی حوالی کڑہ مالکپور میں متولد گذرے ہیں اور ایک شیخ تقی قوم حاکم سے تذکرے میں شاہ مصنف اخبار الاخبار کو یہ سبب تعدد نام کے شبہہ واقع ہوا ہو۔ بہر کیف طہارت نسب محمد و آلہ علیہ السلام میں کوئی شک و شبہہ نہیں ہے۔

واضح رہے کہ سید شعبان الملتہ والدین ہم جد سید شمس الدین و سید ماہ و سید صدر الدین و سید بدیع الدین



جاہلیت و فخر او بہ پدران ہمانا کہ آنکس پر پیڑگار است یا فاجر بد بخت تمام مردم اولاد آدم اند و آدم علیہ السلام از خاک است و فرمود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم الحسب المال والکرم التقوی یعنی مفاخرت دنیا مال است و بزرگی کامل بزرگی است۔

البنیان المخصوص من بیان ایجاز الفقہ المتصوین میں ہے کہ بعض عرب کفو بعض اند بعض موالی اکفاء بعض مگر حاکم و حجام و سندش راوی غیر سنی است و لہذا البوہاتم استنکارش نموده و شاہد ہے دار و منقطع الحاصل اعتبار شرف آدمیان از حسب است نہ تحقیق نسب آدم و حوا کافی است۔ مراد بحسب رضا بخلق و دین غلط است پس فاطمہ قرشیہ بنت قیس را کہ از مہاجرات اول بود فرمود نکاح کن با اسامہ بن زید و او غلام بود و آئین نزد مسلم است و فرمود اسے بنی بیاضہ نکاح کنید ابابند را و نکاح کنید بسوے او و وے حجام بود و سندش جید است و تخریجش بریرہ بر زوج خود و شکم آزاد و کردہ شد و زوج او عبد بود و در روایتی اندہ کہ حربو د حافظ ابن حجر گوید اول اثبت است و در بخاری از ابن عباس صحبت پیوستہ کہ وے عبد بود۔

مواد العوائد من عیون الاخبار والفوائد میں عدم فخر بالآباء کے بارہ میں یہ حدیث مندرج ہے عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لیتھین اقوام یفتخرون بأبائھم الذین ماتوا انماھم فحم من جھنم او لیکون اھون علی اللہ من الجعل الذی یدھدھ الخرابانفہ ان اللہ قد اذهب عنکم عبیۃ الجاہلیۃ و فخرھا بالآباء انما ہو مؤمن تقی او فاجر شقی الناس کلھم بنو آدم و آدم من تراب رواۃ الترمذی و ابوداؤد و قد تقدم فی هذا الكتاب عن ابن عمر نحوه و عن عقبۃ بن عامر رفعہ النسا بکم ہذا لیست بمسبۃ علی احد کلکم بنو آدم طف الصاع بالصاع لم تملؤہ لیس لاحد علی احد فضل الا بدین و تقوی کفی بالذل ان لکون بذل یا فاحشا بخیل رواۃ احمد و البیہقی فی شعب الایمان۔

(۱) عن حذیفۃ مرقوعا کلکم بنو آدم و آدم خلق من تراب لیتھین قوم یفتخرون بأبائھم و لیکون اھون علی اللہ من الجعلان اخرجه البزار بسند حسن کذا فی مرقاة المفاتیح ۱۲ عزیز نگرامی



عرف الجادی من جنان ہدی الہادی میں ہے کہ ابن عمر گفتہ آنحضرت صلعم فرمود بعض عرب اکفاء بعض اندوچینین بعض موالی اکفاء بعض مگر حاکم و حجام و آیین را حاکم روایت کرده و در سندش راوی بے نام است و ابو حاتم مشکش گفتہ و لیکن شایدے دارد نزد ہزار از مخالفین چل بسند منقطع و قاطبہ بنت قیس را گفتہ نکاح کن با اسامہ و آیین در سلم است قاطبہ قرشیہ بود و اسامہ مولی زادہ و بنی بیاضہ را امر با نکاح اباسند و نکاح باوے فرمود و از حجام بود و سندش نزد حاکم جید است پس مقدم باشد بر روایت اولی و راجح بود و از ان و کفایت و نسب غیر معتبر بود و ہر کہ باعتبارش رفتہ ببحر و خیال بے استدلال و بختہ الی قولہ و اگر لابد باشد اعتبار انساب و احساب پس شک نیست کہ اشرف نسب بنی ہاشم و افضل احساب حسب علم است و پس ۵

نسب صورت و تخیل گزنداری جوہر ذاتی | کہ باشد بیشتر یا آب نسبت شیخ جوہین را

قاضی شفاء اللہ بانی تہی اپنی کتاب حقیقۃ الاسلام میں بذیل حقوق العباد لکھتے ہیں کہ اگر جن اخوت اسلامی از اخوت نسبتی و دیگر حقوق بالاتر است پس تو اخوت نسبتی را چہر مقدم نوشتی و حق تعالی می فرماید و اولوا الارحام بعضهم اولى ببعض فی کتاب اللہ من المؤمنین و المهاجرین یعنی اقرباے نسبتی بعضے بعضے را اولی و بہتر اند از مومنان و مهاجران و لہذا میراث در قرابت نسبتی است نہ در قرابت اسلامی و رسول اللہ صلعم فرمود الصدقة علی المسکین صدقة وھی علی ذی الرحمۃ تبتان صدقة و صلۃ رواہ احمد و الترمذی و النسائی و ابن ماجہ عن سلیمان بن عامر جواب قرابت نسبی و غیرہ کہ بالا مذکور شدہ اند و رہمہ آن اسلام شرط است و ہمہ خواہ اسلام معتبر است معنی آیت آنست کہ اولوا الارحام کہ مسلمان اند از مومنان و مهاجران کہ قرابت نسبتی نہ دارند بہتر اند و وارث مقدم و مراد حدیث آنکہ صدقہ بر مسکین مسلم یک ثواب دارد و بر ذی رحم کہ مسکین مسلم باشند و ثواب دارد لہذا اقربا اگر کافر باشند میراث باہنہا نمی رسد بلکہ لعائنہ مومنین رسد و وریث المال کہ خسران غلامہ مومنین است داخل کردہ شود اگر پدر ہم کافر باشد گوئند فقہ او بر سپرد واجب است لیکن محبت و دوستی باوے نباید کرد بلکہ بیزاری باید نمود قال اللہ تعالی ما کان للیتی و الذین امنوا ان یتستغفروا



تیمند را اولیاء و دوستان دوست من خداست و صالح مسلمانان لیکن آنها را با من قرابت است  
صله رحم می کنم۔

مولانا محمد اسماعیل صاحب شهید مرید خاص حضرت سلطان العارفین سید احمد صاحب شهید  
رحمۃ اللہ علیہما اپنی کتاب صراط مستقیم میں لکھتے ہیں کہ از جملہ بقایا سے رسوم جاہلیت کہ درین امت  
کمال انتشار و غایت شہرت یافتہ وارباب خاندان عالمی مثل سادات و پیرزادہ ہا دران گرفتار اند افتخار  
ہمکارم آبا و منائب اجداد است و اعتماد بر شفاعت ایشان۔ حتی کہ بہ سبب ہمین افتخار و اعتماد تو وضع  
و اتکسار را کہ شعائر اہل اسلام است و تقوی و صلاح را کہ افضل مناقب اہل ایمان است قسماً منسیاختہ  
و بجائے آن تکبر و تجتر و جرأت بر اظہار بدعات و ارتکاب منکرات حاصل نمودہ کلام اللہ و کلام رسول  
را پس پشت خود انداختہ اند گویا کہ لَا تَتَفَعَّرُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَكَ إِلَّا بِإِذْنِهِ وَلَا تَجْزِي نَفْسٌ عَنْ  
نَفْسٍ شَيْئًا فَإِذَا الْفَخْرُ فِي الصُّورِ فَلَا النَّسَابَ بَيْنَهُمْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَآثِقًا  
إِنَّ أَوَّلَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَفْئَاكُمْ تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلكُمْ مَا كَسَبْتُمْ **حدیث**  
ان الله قد اذهب عنكم عبية الجاهلية وفخرها بالآباء انما هو ممن تلقى او فاجر شقى الناس  
كلهم بتوادم واد من تراب و امثال ابرابگوش ہوش خود گما ہے نشنیدہ و بجز داو ہام و ظفون خود  
پسلمات و مشہورات باطلہ و امثال خود تمسک نمودہ در ورطہ ہلاکت جان خود را انداختہ سبحان اللہ  
زہے سفاہت و خے حماقت کہ اسباب نجات را کہ بالیقین و بالقطع موجب نجات و نجات رفع درجات  
اند ترک کردہ با سباب و ہمیہ وطنیہ تمسک شد نہ حال سفاہت مال این جہال بدان می ماند کہ شخصہ اموال  
خطیو خود را کہ در قبضہ خود میداشت و انتفاع بآن قطعی و یقینی می انگاشت و تحصیل حیل اکسیریہ و اعمال  
دست خیب کہ حصول آن محض مہموم است برباد دہد۔ القصہ اگر این علاقہ نسبہ با کابر از امور نافعہ  
معاد است پس پرتا ہر است کہ غفلت اذعان و عدم اعتنا بآن بہیچ وجہ اخلال در تقع آن نمی کند چہ  
علائق نسبہ از جنس افعال اختیار نیست تا بہ سبب غفلت و عدم اعتنا بر ہم شود پس وقتیکہ شخصہ  
غافل را از علائق نسبہ خود در معاد نفی حاصل خواہد شد البتہ او را بہ سبب حصول آن نعمت غیر مترقبہ

سرور و ابتهاج و وبالاً بدست خواهد آمد مثل حصول فرحت بدست آمدن مالی از میراث آبا و اجداد  
این طریقت از آن غافل بود و اگر این امر در معاد کار آمدنی نیست و این شخص تمام عمر خود را در امید  
حصول منفعتی از آن امر گذرانیده باشد پس البته ندانسته و خجالتی به سبب جهل مرکب خود خواهد کشید  
و بالواقع الام نفسانیه و تغذیات روحانیه گرفتار خواهد گردید پس عدم اعتنا باین علائق نسبی  
و عدم اعتماد بر امثال این امور و همیه بر تقدیر احسن و اصبوح است و السلام علی من اتبع الهدی  
قائده باید دانست که درجه هر اولاد کما استعدادی مکنون بطریق میراث از آباء کرام ایشان  
و ولایت می نهند لیکن آن محض استعداد در هیچ یک از امور معاشیه و معادیه کار آمدنی نیست آری اگر  
همان استعداد بر روی کار آید و به سبب تعلیم و تعلم و تشرع و تدبیر جلوه گر شود البته منظر امر عظیمه  
مصدر منافع جلیله خواهد شد و این استعدادات مکنونه را به مثابه استعدادات ازلیه که نصیب هر شخص  
و از اول الازل استعدادی از استعدادات ضالحه یا فاسده گردیده باید فهمید اما بناس مجازات  
بر محض آن استعدادات نیست لهذا ما دامیکه آثار آن استعداد بر منصفه ظهور نرسد در کارخانه مجازات  
هیچ اعتدای آن استعداد نه آری این قدر یقینی است که سبب مصداقت اسباب هدایت و ضلالت  
آثار صلاح و فساد و قراقرض و ظهور می نماید پس ترتب ثمرات بالفعل بر آثار است اگر چه ارتباط  
خفی با استعدادات هم میدارد لیکن ارتباط ثمرات با استعدادات پس خفی و کثیر التخلف است و آثار  
میراث هر و قلیل التخلف مثلاً منافع حرب بالآلات آن ارتباط ظاهر میدارد و بوجهی حدید ارتباط خفی است  
شمشیر و پلادی رنگ خورده انگار نمی کند که شمشیر مصقل از آهن خام -

شارح یوسف زلیخاے جامی بقای می نویسد که مراد از عشق محبت الهی است و محبت  
الهی حاصل نشود مگر با طاعت رسول الله صلی الله علیه و سلم و محبت رسول الله حاصل نشود مگر به محبت  
آل او علیهم السلام و از آن مراد من سلك علی طریق فیہوالی و این چنین مردان در هر زمان تالیفات  
موجود خواهند شد -

سقاوة الکونین فی فضائل الحسینین من سبک که شیخ عبدالحق دهلوی قس من سبک

در ترجمہ مشکوٰۃ افادہ فرمودہ کہ لفظ اہل مضاف بہ بیت کردہ می شود بہ چند معنی۔ اہلبیت اہل قرابت را گویند یعنی کسانی کہ نزدیکیان آنحضرت بودند و زکوٰۃ بر آنها حرام است یعنی بنی ہاشم و گاہی بمعنی عیال آنحضرت باشد و آن شامل مرا زواج مطہرات راست و گاہی بمعنی اولاد باشد و آن مخصوص بہ حضرت فاطمہ و حسین و حسن و سید کثرت کمالات حضرت علی را نیز شامل است و شیخ عالم مجد الدین فیروز آبادی صاحب قاموس در کتاب خود کلمۃ لفظ اہل چندین معنی دارد و اہل الرجل اقرباے وے و اہل الامر والی ان و اہلبیت ساکنان خانہ وے و اہل بیت اہل مذہب کسی کہ بر طریقہ و مذہب وے باشد و اہل الرجل زوجہ وے و اہل النبی زوجات و بنات او۔

**جامع المناقب میں** ہے کہ لفظ اہلبیت کے معانی لغت میں صاحب خانہ اور گھر والوں کے ہیں اور اصطلاح شرع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات و اولاد و امجاد و مراد ہیں اور اس میں تھوڑی سی تفصیل ہے جیسا کہ مدارج النبوة میں شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے فرمایا ہے و تفسیر اہل بیت اقوال و اطلاقات گاہی بمعنی کسی کہ حرام است بر ایشان صدقہ آید و آن آل علی و آل جعفر و آل عقیل و آل عباس اند رضی اللہ عنہم اجمعین و گاہی بمعنی شامل اولاد آنحضرت صلعم و ازواج مطہرہ افتد و گاہی مخصوص آید بقاطمہ و حسن و حسین و علی سلام اللہ علیہم اجمعین بہت زیادہ تفصیل ایشان و تطبیق میان اقوال آنست کہ بیت سہ است بیت نسب و بیت سکنی و بیت ولادت پس اولاد عبدالمطلب اہل بیت نسب و ازواج مطہرات اہلبیت سکنی و اولاد کرام اہلبیت ولادت و علی اگرچہ اولادیتست مگر طہی است بالایشان بوساطت فاطمہ رضی اللہ عنہا۔ پس جو لوگ لفظ اہل بیت کا حصر در میان فاطمہ و علی و حسین رضی اللہ عنہم کے کرتے ہیں انکا قول نصوص قرآنیہ اور جمہور علماء کے مخالف ہے کیونکہ آیہ تطہیر کے مخاطب خاص ازواج بنی علی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور اُس آیت کے قبل کی کئی آیتوں میں اور نیز اسمین آنحضرت کا ذکر ہے اور انھیں سے کلام ہے اور خطاب ہے اور ساری آیہ تطہیریون واقع ہے یا نساء النبی لسنن کا خدی من النساء ان التقیات الخ پس خطاب خاص ازواج سے ہے مگر داخل تمام گھر والے ہیں اور دوسری دلیل کلام الہی سے قصہ حضرت



ابراہیم علیہ السلام ہے کہ جسوقت اُنکے گھر میں حضرات فرشتے خبر ملا کی قوم لوط علیہ السلام اور بشارت تولد حضرت اسماعیل و اسحاق  
و یعقوب علیہم السلام کی لیکر آئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ نے بشارت فرزند پر بسبب بڑھا پے کے تعجب کیا  
تو فرشتوں نے کہا اَتَجِيبُكَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَةً اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ اِنَّهُ حَمِيدٌ مُّجِيدٌ ظاہر ہے کہ  
حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مسوقت تک کوئی اولاد نہ تھی بلکہ اُسی کی یہ بشارت تھی جس پر بی بی صاحبہ نے تعجب کیا پس حضرت  
اہلبیت کا اولاد ہی برزرا بلکہ تمام گھر والوں کو شامل ہو گیا۔

شعبہ ہو سکتا ہے کہ پھر کیا وجہ ہے کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی وفاطمہ و  
حنین رضی اللہ عنہم کو ایک چادر میں لیکر فرمایا اللہم هؤلاء اہل بیتی فاذهب عنهم الرجس و  
طہرہم تطہیرا اور اُنکے سوا اور روایات جنہیں آپ نے ان حضرات کو اہل بیت فرمایا ہے اور  
اسوقت کسی اور کو شامل نہیں کیا ہے جو اب یہ ہے کہ منشا اور نکتہ اس میں یہ ہے کہ آپ تطہیر کے مخاطب ازواج و طہرات  
تھے پس بخیاں اس امر کے کہ ایسا نہ ہو کہ لوگ اور اہل و عیال کو خارج از اہلبیت سمجھنے لگیں اور  
اُنکی تعظیم و تکریم میں کمی کریں پس واسطے اُنہا رتشف و ادخال زمرہ اہلبیت کے آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم نے ان حضرات کو باہر میں طہر یا دفرمایا اور لوگوں کو سنا دیا اور دکھلا دیا کہ یہ لوگ خارج  
از اہلبیت نہیں ہیں۔

مولانا سید شاہ محمد اکبر ابو العالی نے اپنی کتاب آل و اصحاب میں اسی طرح اہلبیت کی  
تفسیر و شرح و ببط سے لکھی ہے اور آخر میں اپنے فرزند سید محمد محسن صاحب کو نصائح کرتے ہیں کہ تم اپنے  
نسب کے ذریعہ سے بزرگ ہونا پسند نہ کرنا ایسے کہ نسب جو ان کے لیے شرافت کا سبب ہے نہ کہ

(۱) علامہ محمد برکلی رومی کہتے ہیں النسب والحسب والکبر یعمھما نایش عن الجھل ایضاً لا نہ تغریر یکمال  
غیرہ ولد اقل شعرتن فخرت بآباء ذوی شرف بلقد صدقت وکن بش ما ولد واد وقال النبی  
علیہ السلام فما اخرجہ مسلم عن ابی حریرة رضی اللہ عنہ مرفوعاً من البطاء بہ علمہ لم یسرع بہ  
نسبہ انظر الی ابن ادم علیہ السلام قابل و ابن فوج علیہ السلام کما ان حل نقمہما النسبہما ثم انظر الی نسب النبی الحقیقی  
فان ابابک القریب قطرة قدرة وعبید البعید تراب ذلیل فکیف یلیق بک التکبر یا النسب ۱۲ تحریر نگار



انسان کے لیے کیونکہ حیوان کی طبیعت فطری ہے جسے ان باب اُسکے اُصیل ہونگے ویسا ہی وہ بھی ہوگا اور انسان کی طبیعت کسی ہے شرف الانسان بالعلم والادب والاصل والنسب بلکہ تم اعمال صالحہ کے وسیلہ سے دوسروں کی نظروں میں بزرگ ہونا اور آپ ہمیشہ اپنی نگاہوں میں عاجز و متکسر رہنا اور کبھی اس بات کو دل میں راہ دنیا کہ ہم سید ہیں سید ہاں بود کہ ہو یا شود از و خلق محمدی کرم مرقضی علیؑ تمھارے جد امجدؑ اپنے نام کے ساتھ سید نہیں لکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ مجھے اپنے نام کے ساتھ سید لکھنے سے شرم آتی ہے۔ دیکھو جنکی ذات پاک سے سادات کو یہ فخر ملا، اُنکو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے یا فاطمۃ لا تنکی انت بنت رسول اللہ علی اعلیٰ یعنی ای فاطمہ اس بات پر کبھی نہ کہہ تو رسول اللہ کی بیٹی ہے اعمال نیک کر۔ بزرگی کے یہ معنی نہیں ہیں کہ سب سے مکرم اور عظیم ہو کر ایک بلند جگہ پر سنبھکا کر بیٹھ جاوے یہ بادشاہوں کی بزرگی ہے جن لوگوں نے دنیا کے طریقہ سے سلطنت انجام دی ہے۔ اللہ والوں کی بزرگی اس میں ہے کہ تمام خلق اللہ کے خادم رہیں۔ تو چہ چشم جب تم شعور بند ہونا تو اپنے جد امجد کے حالات دریافت کرنا اور ان پر عامل ہونا تمھارے جد امجد سعید القوم خادمہم کے مصداق تھے۔

**جامع المناقب میں** ہے کہ لفظ آل جو بد الف و سکون لام سے اُسکے لغت میں چند معنی ہیں اولاد ذریت مطیع آل خانہ آل قرابت آل دین اور گروہ اور اصطلاح شرع میں ان سب معنی کو عمل ہے چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے قَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ إِيمَانَهُ اَلَمْ يَعْنِ كَمَا اِيك شخص ایمان والے نے فرعون کے لوگوں میں سے جو اپنا ایمان پوشیدہ رکھتا تھا اس مقام پر آل فرعون سے قرابتی و مطیع مراد ہے کیونکہ یہ رجل مؤمن یعنی خرقیل فرعون کے بھانجے تھے اور باطناً ایماندار تھے اور لوگوں کو ایمان کی رغبت دلاتے تھے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نَبَاتُ اللَّهِ اصْطَفَىٰ اِذْ مَرَّ وَمَوْحَا وَاٰلِ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلِ عِمْرٰنَ عَلٰی الْعِلْمٰیْنَ ؕ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْهُ سَبِيْلَ الْعَدُوِّ الَّذِيْ سَبَّحْنَا بِحَمْدِ اللَّهِ اَمَّا بَعْدُ اِنَّ اَكْثَرَكُمْ لَفٰسِقٌ

کیا اللہ تعالیٰ نے آدم اور نوح اور ابراہیم کے گھر اور عمران کے گھر کو سارے جہان پر یہاں آل برکات اور آل عمران سے گھر والے مراد ہیں اور آل خانہ۔ عمران حضرت موسیٰ علیہ السلام کے والد کا نام تھا

اور حضرت مریم علیہا السلام کے باپ کا بھی یہی نام ہے اور یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو مشہور ہے دوسرے معانی پر ہے من سلك علی طریق فیہو آلی یعنی جو شخص میرے طریقہ پر چلا پس وہ میری آل ہے پس بیچو اسے معانی مشہورہ یعنی اولاد و ذریعہ اولاد صلی اللہ علیہ وسلم یعنی حضرت فاطمہ و زینب و ورقہ و کلثوم و قاسم و عبد اللہ و ابراہیم اور اولاد حضرت فاطمہ و غیرہ و اولاد اولاد حضرت کی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور جمیع سادات کرام جو آپ کی نسل شریف سے ہیں تا قیام قیامت داخل آل میں بلا شک و شبہ دلیل اسکی یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انام مہدیؑ کو فرمایا ہے کہ میری اولاد سے ہیں یعنی نسل سادات سے پیدا ہونگے اور انکے تمام حالات سے خبر دی ہے ظاہر ہے کہ آپ کے اور انکے درمیان میں بعد المشرقین ہے فائدہ جلیلہ جو فضائل اور مناقب اہلبیت و سالت کے احادیث مرفوعہ صحیحہ میں آئے ہیں قیامت تک کے شرفا و سادات اس عموم میں داخل ہیں لیکن اس شرط سے کہ طریقہ توحید و اتباع سنت پر قائم رہیں اور مبتدع مبدع مکفرہ و مضلہ نہ ہوں اور بموجب دیگر معنی لفظ آل کے خلفائے راشدین یعنی ابوبکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم آپ کی آل اور فضائل آل میں داخل ہیں کیونکہ قرابت قریبہ اور اطاعت و پیروی اور جان نثاری ان حضرات کی اظہار من الشمس ہے اور نیز جمیع امت محمدی جو متبع سنت اور پابند بشریعت ہیں اس فضیلت میں داخل ہیں امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں فرمایا آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم هم الذین یؤمل امرہم الیہ کل موکان امرہم الیہ اشد و اکمل کا تو ہم آل یعنی آل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ لوگ ہیں کہ رجوع کرے امر ان لوگوں کا آنحضرت صلعم کی طرف پس جن لوگوں کے امور آنحضرت صلعم کی طرف بدرجہ اشد و اکمل رجوع کریں گے یعنی آپ کے پیرو ہر امر میں ہوں گے یقیناً وہی لوگ آپ کی آل ہوں گے و انما اختلف الناس فی الال فقیل هم الاقارب و قبل امتہ یعنی اور بھی اختلاف کیا ہے بعض علما نے آل کے معنی میں کسی نے قرابت والے اور کسی نے امت کے لوگ مراد لیے ہیں۔

(۱) اس حدیث میں اگرچہ کلام ہے لیکن معنی صحیح ہے اور مؤید اسکا قول اللہ تعالیٰ کا ہے حضرت نوح علیہ السلام کے لئے کہ

مقدمہ میں کہ فرمایا لیس من اهلك انہ عمل غیر صالح یعنی داخل آل و اہل وہی ہے جو عمل صالح رکھتا ہو۔ ۴۴ منہ

آل اسم جمع است هلسش نزد سیدویه آل که در اصل اهل بود بدلیل تصغیرش اهل و هذا هو المشهور  
والمسلم عند البعض یسوی و نزد کسانی سرآمد کو فیان هلسش اول بالتحریک بدلیل تصغیرش اهل  
و هذا هو الموثوق عند الكوفيين قال الکسائی سمعت اعرابياً فیصحا یقول آل واولی واهل واهیل  
و کذا نقل عن الاصمعی ایضاً و این قول باعتبار قیاس اولی است زیرا که خلاف قیاس برین مذموب  
لازم نمی آید اما اهل میتواند که تصغیر اهل باشد کما یدل علیه قول الاعرابی المذكور بلکه بعضی از محققین برین  
معنی تصریح کرده اند مثل فاضل چلبی که در تنبیات جواشی مطول می گوید قد سمع اویل فی تصغیر آل  
و هذا دلیل علی ان الفقه منقلبه عن واد و اما اهیل فتصغیر اهل و لا داعی الی جمله تصغیر آل  
لیکون الفقه بدل همزة مبدلة بل لا دلیل علیه انتهى و مثل فاضل هفراشی که در اطول می گوید  
فاهیل لیس تصغیر الا لاهل لا لآل انتهى و مثل علامه ازهری که در تهذیب اللغات می آرد قال  
ابو العباس احمد بن یحیی اختلف الناس فی الال فقال طائفة الالبنی من اتباع حمزة كانت اوجیه قراءة و هله  
ذو قرأیه متبعاً او غیر متبع و قالت طائفة الال و الاهل واحد و احتجوا بان الال اذا صغر  
قل اهل فكان الهمز هاء کقولهم فهرت الثوب و انزته اذا جعلت له علماء قال و روی القراء  
عن الکسائی فی تصغیر آل اویل قال ابو العباس فقد ذلت تلك العلة و صار الال و الاهل  
اصیلین احیین تقی بالجملة تصنیفات مذکوره و ذالت بون بعضی دارند که اهل تصغیر اهل است نه آل که تصغیرش  
اویل می آید و مؤید این معنی است فرقی که میان آل و اهل بوجوده عذیده ثابت شده اول آنکه اضافت  
آل مخصوص بذوی العقول است پس مضاف نشود بسوسه اند و حق و زمان و مکان و معانی و غیره  
و لهذا آل اسد و آل الحق و آل المصر و آل الزمان و آل العلم و الاسلام و آل التجارة مستعمل نشود  
بخلاف اهل فانه اعم هکذا فی حاشیه الفاضل الجلی و ابی القاسم علی شرح التلخیص و غایة الهدی  
علی شرح هداية الحکمة منفرداً لیکن صاحب قاموس می آرد آل الله و رسوله اولیاءه و دوم آنکه  
اضافتش در میان ذوی العقول مخصوص بذکور است و لهذا آل قاطبة نمی گویند بخلاف اهل کذا فی منحصیه  
حاشیه الفاضل الجلی سوم آنکه از میان ذکور باشراف و اشراف عظم است و لهذا آل مالک و حجام

نیا یہ خلاف ہوا ہذا فی کثیر من الکتاب چارم آنکہ اضافت بسوے ضمیر غیر متحقق و نا در و لہذا در کلام مجید نیامده  
 و در احادیث بطور ندرت دیدہ شد بلکہ نزد کسائی و نحاس و ابو بکر زیدی ممنوع لیکہ تحقیق آنست کہ اضافت  
 بسوے ضمیر در کلام عرب ثابت است چنانکہ فاضل حلبی در منہیہ اش از مرادی شریح الفیہ نقل کرده  
 و حق بجانب اوست لہذا روی عن اصح العرب بالجہم صلی اللہ علیہ وسلم آلی کل مؤمن تقی<sup>۱۱</sup> الی یوم  
 القيامة رواہ التمام فی فوائد کذا فی الشمنی و ازین تحقیق ثابت شد کہ قول بعض شارحین اضافت  
 آل بسوے ضمیر در حدیث نیامده غلط است اگر پرسند چون اضافت آل مخصوص باشراف و ارباب عظمت است  
 باید کہ تصغیرش نیاید کہ تصغیر ولالت بر حقارت میگذرد جوایش آنکہ این دلالت علی الاطلاق مسلم نیست بل بحمل  
 کہ این تصغیر برائے عظمت باشد و بر تقدیر تسلیم از حقارت آل حقارت مضاف الیہ آن کہ عظمتش مقصود است  
 لازم نمی آید و لو فرضنا پس حقارت من وجہ منافی عظمت بوجہ دیگر نیست زیرا کہ عظمت مراد ہاوار و ہذا  
 صما یعلق بہ لفظاً و اما باعتبار معنی در ان پنج مذہب است اول بعضی اشباع و ہوم مذہب حبار بن  
 عبد اللہ و مسقیان الثوری و مختار بعض اصحاب الشافعی و المراج عند الثوری و الا زہری و دم  
 بنو ہاشم و بنو المطلب و ہوم مذہب الشافعی سوم بنو ہاشم فقط و ہوم مذہب امامنا الاعظم و  
 مختار بعض المالکیہ چارم ازواج و بنات و داماد آنحضرت صلعم و اولادشان و نز و بعض خدمتچان بیت  
 بالجملة معنی اول مصداق آل حبشی است و بواقی مصداق آل نبی و لہذا ما قبل چنانکہ مذکورہ و صدقہ مال بر  
 آل نبی حرام است صدقہ علم کہ عبارت از تقلید در علوم است بر آل حبشی او کہ علماء راسخین اہل اہل و عا  
 و سید حرام۔ باید دانست کہ اصحاب داخل اند در آل معنی اول۔

مروا اگر لاف از لب و جد نیز ندبے مشرب است      زانکہ اجد در حقیقت بہر عقل کشتب است

منشی احمد علی صاحب بگوش جان شنید نیست مطبوعہ مصطفائی کانپور ۱۳۷۴  
 لکھتے ہیں کہ شرافت جو ہر بیت معنوی کہ گروہ بفضل النبوۃ والولایۃ و قومی بشریف العقل و حکمتہ از مشرکہ مردم  
 و جملہ کفرہ امتیاز کلی یافتہ بطبقات عظام و مشرف کرام نامزد شد ند و رفتہ رفتہ بالکسب فضائل و معاد

(۱) در جواب کہے کہ از آنحضرت پرسید من آلاب یا رسول اللہ ۱۱ منہ

و تحصیل فوائل و معاش و ایجاد قواعد اخلاق و حکمت و احداث قوانین سلطنت و ریاست و غیر ذلک  
من امور التجارۃ و الزراعة روفتے تمام و تیزے تمام حاصل کردند..... و انانکہ تکلف خود را در زمین  
سادات بنی فاطمہ معروف کرده اند تا اینکه درین روزها اکثرے ازار اول بتقاخر در سادات بنی فاطمہ داخل  
شدہ اند و از حال خود خبرے نداشتند

پدر و مادر از نسب عاری وے پدر ازار اول قسروی مادر شش لولی و پدر لا لا ساز و از آل مصطفیٰ خود را	پسران ستادہ و نسب داری پسر امر و ز سید و عسروی وے زند و م ز حیدر و زہرا دار و از نسل مرتضیٰ خود را
--	---

**موضع القرآن** میں ہے کہ بعضے دولت مند غریبوں کو اور بعضے غریبوں کو بد صورت کو  
معقول آدمی پسند قد کو یا بہت موٹے کو اور عجیب دار کو جیسے کانابو چایا عجیب دار سیاہ رنگ کو مزاج  
کرتے تھے اور کجباتے تھے اور بعضے یہودی اور نصاریٰ جو مسلمان ہوئے تھے انکو یہودی اور نصرانی کہہ کر  
پکارتے تھے انکو آداب مجلس کھانے کو یہ آیت اتری کہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو چاہیے کہ مسلمان  
ٹھٹھے اور مزاج طعنہ میں نہ رہیں ایک قوم دوسری قوم کو شاید کہ ہوں جنہیں ٹھٹھا اور عجیب کرتے ہیں اچھے  
انہیں جو ٹھٹھا اور کجباتا کرتے ہیں اور نہ چاہیے کہ عورتیں مزاج سے کجیاوین عورتوں کو شاید کہ وہ عورتیں  
جنکو چھپرتے ہیں اچھی یہودین چھپرتیوں سے اور اپنوں کا عجیب نہ پکڑو جو مسلمان سب ایک ٹن میں ہیں  
اور کجبانے اور چڑھانے کے ناموں سے مت پکارو آپس میں جو برا ہے نام لینا برائی سے جیسے کہ اے یہودی  
یا اے نصرانی کہہ کر پکارنا بعد مومن مسلمان ہونے کے ایسی باتوں سے توبہ کرو اور جو کوئی توبہ نہ کرے گا ایسی  
باتوں سے پھر وہی قوم ستم کرنے والی ہے اپنے اوپر آپ جو خداے تعالیٰ اور رسول کے غصہ میں گرفتار ہوں  
اب اس مقام پر چند احادیث لکھے جاتے ہیں حدیث ابن عمر و ابو ہریرۃ ان الکرمین  
الکرمین بن الکرمین بن الکرمین بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم بخاری میں عبد اللہ بن عمر سے  
(۱) یہ آیت بارہ ست و ششم سورہ حجرات میں ہے یا ایہا الذین امنوا لا بعض قوم من قوم الخ جسکا ترجمہ لکھا گیا ہے ۱۷ عزیز نگار



روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جو خود کو کریم ہو اسکا باپ بھی کریم ہو پر داد بھی کریم ہو سو حضرت یوسف بن  
 حضرت یعقوب کے بیٹے حضرت اسحاق کے پوتے حضرت ابراہیم کے پردے والے یعنی سوا سے حضرت یوسف  
 کے یہ خاندانی بزرگی کہ جسکی چار پشت سے پیغمبر ہوتے آئے ہوں کسی کو حاصل نہیں حدیث البراء  
 بن عازب انا البنی لا کذب انا ابن عبد المطلب اللہم انزل نصرک قالہ یوم حنین۔ بخاری  
 اور مسلم میں براء بن عازب سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ میں پیغمبر ہوں اسلین کچھ جھوٹ نہیں  
 میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں الہی اپنی بد و اتار یہ حضرت نے جنگ حنین کے دن فرمایا کہ کسی شخص نے  
 براء بن عازب اس حدیث کے راوی سے پوچھا کہ تم اصحاب لوگ جنگ حنین میں کیا بھاگ گئے تھے تب  
 انھوں نے کہا کہ وائد حضرت نے تو ہرگز پیچھے نہیں پھیری البتہ لشکر کے اگلوں کے قدم اٹھائے تھے اور  
 حضرت سفید خجیر پر سوار تھے پھر جب کافروں نے حضرت کو زخم کر لیا تب حضرت سواری سے نیچے اترے  
 اور کافروں پر حملہ کر کے یہ حدیث فرمائی حضرت نے اس کلام میں باپ دادا کے نام سے فخر نہیں کیا  
 بلکہ اپنی نبوت کی حقیقت ثابت کی اس واسطے کہ کافروں نے اہل کتاب سے سنا تھا کہ عبد المطلب کی  
 اولاد میں ایک پیغمبر ہوگا جو ملک گیری کریگا حدیث ابو ہریرہ قال ان داؤد البنی صلوات اللہ  
 وسلامہ کان لا یأکل الا من عمل یدہ۔ بخاری میں ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے  
 فرمایا کہ دائم و پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نہیں کھاتے تھے مگر اپنے ہاتھ کے کام سے روایت ہے  
 کہ حضرت داؤد علیہ السلام کا معمول تھا کہ رات کو گشت کرتے تھے اور اپنا حال لوگوں سے پوچھتے  
 پھرتے تھے اگر کوئی نامناسب بات معلوم ہوتی اسکو بدل ڈالنے ایک رات ایک بڑھی عورت سے  
 پوچھا کہ داؤد کیسا آدمی ہے اسنے کہا کہ ملک کے محصول سے کھاتا ہے آدمی تو خوب ہے اگر اپنے  
 ہاتھ کی محنت سے کھایا کرے پھر اسوقت سے حضرت داؤد علیہ السلام نے محنت شروع کی خدا نے انکے  
 واسطے پوسہ کو نرم کر دیا تھا اپنے ہاتھ سے اسکی زرہ بناتے اور بچپا کر کھاتے حدیث المقدم بن  
 معد یکرہ ما اکل احد طعاما قط خیرا من ان یأکل من عمل یدہ وان بنی اللہ داؤد کان یاکل  
 من عمل یدہ۔ بخاری میں مقدم بن معدی کرب سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ کسی نے کوئی کھانا



ابھی اپنے ہاتھ کے کسب سے بہترین کھایا اور البتہ خدا کا پیغمبر داؤد اپنے ہاتھ کے کسب سے کھاتا تھا ف  
 بقدر قوت کے کسب کرنا فرض ہے اور ہاتھ کا کسب زیادہ تر حلال اور طیب ہے۔ حضرت داؤد رات کو  
 گشت کے واسطے نکلے حضرت جبریل آدمی کی صورت ہو کر سامنے ہوئے حضرت داؤد نے پوچھا کہ داؤد کیسا  
 آدمی ہے انھوں نے کھا کہ خوب آدمی ہے لیکن اس میں بخلت بھی نہیں ہے کہ ملک کے محصول سے  
 کھاتا ہے اور بہتر آدمی وہ ہے جو ہاتھ کے کسب سے کھاوے حضرت داؤد نے جناب الہی میں عرض کی کہ  
 الہی مجھ کو کوئی پیشہ سکھلا دے خداوند نے اُکلوز رہ بنانا تعلیم کیا پھر حضرت داؤد دوس کے کسب سے  
 اپنا خرچ کرتے تھے حدیث ابو ہریرۃ **یا ایہا الناس ان الله طیب لا یقبل الا طیباً وان الله**  
**امر المؤمنین بما امر به المرسلین قال یا ایہا الرسل کلو من طیبات واعملوا صالحاً انی بہا تعلون**  
**علیم وقال یا ایہا الذین امنوا کلو من طیبات ما رزقناکم ثم ذکر الرجل یطیل السفر اشعث**  
**اغبر ید ید ید الی السماء یارب یارب یارب ومطعمه حرام ومشربه حرام وغذائی الحرام**  
**غانی لیس تجاب الذلک۔** مسلم میں ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ اے لوگو البتہ خدا  
 پاک ہے نہیں قبول کرتا ہے مگر عمل پاک کو اور مال پاک کو مگر خدا نے حکم کیا ایمانداروں کو جبکہ حکم  
 کیا پیغمبروں کو فرمایا قرآن پاک میں اسے پیغمبر و کھاؤ پاک مال اور حلال رزق اور نیک عمل کرو میں البتہ  
 تمہارے عمل کا جاننے والا ہوں اور خدا نے قرآن میں فرمایا ہے اے ایماندارو کھاؤ حلال مال  
 اور پاک چیزوں کو جو میں نے تمکو دین پھر حضرت نے ذکر کیا اُس مرد کا جس نے بڑا لمبا چڑا سفر کیا بکھرے  
 بال خاک آلودہ پھیلاتا ہے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اور یوں کہتا ہے اے رب میرے  
 رب میرے اے رب میرے اور حالانکہ کھانا اُسکا حرام اور پینا اُسکا حرام بدن اُسکا پالا گیا حرام غذا  
 سے پھر کہاں ہے ایسے شخص کی دعا قبول ہو **ف** پاک مال وہ ہے جس میں کسی کا دعویٰ اور جھگڑا  
 نہ ہو اور شرع میں درست ہو چوری کا مال اور غصب کا مال پاک نہیں اس واسطے کہ مالک کا دعویٰ نہیں  
 موجود ہے اور خرچی کا مال اور رشوت کا اور بیاج کا اگرچہ اس میں بظاہر کوئی دعویٰ نہیں لیکن  
 اس طرح مال لینا شرع میں درست نہیں تو نا پاک ہوا معلوم ہوا کہ حرام مال سے خیرات کرنا بیفائدہ

بات ہے کہ خدا اسکو قبول نہیں کرتا ہے اسواسطے کہ وہ پاک ہے ناپاک کو کس طرح قبول کرے اور حلال طلب کرنے میں پیغمبروں اور مسلمانوں کو خدا کا ایک ساحم ہے اس میں رو ہے اُن لوگوں کا جو کہتے ہیں کہ اوصاحب ہم اور پیغمبر لوگ برابر نہیں جو انکی طرح طلب حلال میں جانفشانی اور محنت کریں پھر حضرت نے فرمایا کہ ہر چند مضطر اور مسافر کی دعا قبول ہوتی ہے لیکن جب اسکا کھانا پینا اور گوشت پوت حرام مال کا ہو تو دعا قبول ہونے کی کوئی صورت ہے خواہ سفر حج کا ہو خواہ جہاد کا اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ مسلمان کے حق میں ساری عبادتوں سے حلال روزی تلاش کرنا مقدم ہے بدوں اسکے نہ عبادت میں کچھ فرق ہے نہ دعا قبول ہونے کی کچھ امید ہے اور یہ جو بعض ناواقف کہتے ہیں کہ حلال مال دنیا میں کسکو ملتا ہے اسکی تلاش بقاء دہ ہے سو غلط بات ہے اسواسطے کہ محنت ضروری کرنا کھیتی کرنا سوداگری شرع کے موافق کرنا تو کوری کرنا بشرطیکہ اس میں کوئی خلاف شرع کام نہ کرنا پڑے یا کوئی شخص خدا کی راہ میں بے خواہش اسکو کچھ دیوے یہ سب درست ہے جو مال ان طرحوں سے حاصل ہو وہ حلال اور پاک ہے غرض کہ جس اماندار کو قیامت میں خدا کو منہ دکھانے کا یقین ہے اسکے نزدیک حلال روزی طلب کرنا مقدم ہے اور حرام خور خدا فراموش سے گفتگو نہیں

**حدیث ابو ہریرہ** الناس تبع لقریش فی هذا الشأن مسلم تبع لمسلم وکافر تبع لکافر ہم الناس معادن خیارهم فی الجاهلیۃ خیارهم فی الاسلام اذا فقهوا تجدون من خیر الناس اشد الناس کواہیۃ لہذا الشأن حتی یقع فیہ۔ بخاری اور مسلم میں ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ عرب کے لوگ اس سردار ہی میں قریش کے تابع دار ہیں مسلمان اُنکا قریش کے مسلمان کے تابع ہوتا ہے اور کافر اُنکا قریش کے کافر کا تابع ہے آدمیوں کا حال کا لون کا سا ہے۔ جو اُن لوگوں میں کفر کی حالت میں افضل تھے وہی لوگ اسلام میں بھی افضل ہیں جس وقت کہ دین میں ہوشیار ہو جاوین اور احکام شرعی کو خوب سمجھیں آدمیوں میں بہتر اسکو پاؤ گے جو بہت نفرت رکھا ہوگا اس اسلام سے یا اس خلافت سے جب تک کہ اس میں نہ آجاوے ف یعنی قریش میں ہمیشہ سرداری قائم رہی کفر میں بھی اور اسلام میں بھی پھر قریش کے افضل ہونے کا قاعدہ کلیہ فرمایا مثال دیکر کہ جیسے

کانین مختلف ہیں کہ بعضی کان سونے کی اور بعضی لوہے کی ویسے ہی آدمی بھی مختلف ہیں کہ بعضے خاندان  
 عمدہ ہیں شجاعت ریاست غیرت ہمت امنین پیدائشی ہوتی ہے جیسے کہ قریش کا خاندان اور بعضے خاندان  
 ایسے نہیں ہوتے جیسے اور عرب پھر فرمایا کہ جو کفر میں بہتر خاندان تھا وہی اسلام میں بھی بہتر ہے  
 بشرطیکہ علم و عمل کو حاصل کیا ہو اس واسطے کہ شرافت ذاتی اور دینداری ملکر لوگوں پر نور ہو گئی معلوم  
 ہوا کہ شرافت ذاتی بدون دینداری کے خدا کے نزدیک کچھ حقیقت نہیں اور یہ جو فرمایا کہ بہتر وہی ہے  
 جو نہایت نفرت رکھتا ہو اس کے دو مطلب ہیں ایک یہ کہ جو حالت کفر میں اسلام سے بہت نفرت  
 رکھتا ہو اسلام کے بعد وہی افضل ہے جیسے عمر فاروق اور خالد اور عکرمہ رضی اللہ عنہم اس واسطے  
 کہ جو کفر میں بہت مضبوط ہوتا ہے وہ اسلام میں بھی خوب مضبوط ہوتا ہے مضبوط لوگ جدھر آتے ہیں  
 خوب ہی آتے ہیں دوسرا مطلب یہ کہ جو خلافت اور امامت سے قبل سردار ہونے کے نفرت رکھتا ہو  
 وہی افضل ہے اس واسطے کہ اسکو سرداری کی طمع نہیں اور جبکہ اسکو سردار بنایا تو خوب جانفشانی کرتا ہے  
 حدیث ابو بکرؓ آرا بت ان کان اسلام وغفار و مزینہ و جہینہ خیرا من بنی تمیم بنی عامر و  
 غطفان اخابوا و خسروا قال نعم قال فوالذی نفسی بیدہ انہم لا خیر منہم قالہ للاقع بن حابس بن حابس  
 بایک سراق الجحیم بن سلم و غفار و مزینہ و جہینہ بخاری اور سلم بن ابوبکرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا بھلا  
 بتلا تو اگر قوم سلم و قوم غفار و قوم مزینہ اور قوم جہینہ بہتر ہوں بنی تمیم کی قوم سے اور بنی عامر اور اسد اور غطفان کی قوم  
 سے تو کیا انکو نقصان و ٹوٹا پڑے اقرع نے کہا کہ ہاں حضرت نے فرمایا تو قسم ہے آسن ذات پاک کی مجھ  
 قابو میں میری جان ہے کہ وہ یعنی قوم سلم و غیسرہ بہتر ہیں ان قوموں سے یعنی بنی تمیم  
 وغیرہ سے۔ یہ حضرت نے اقرع بن حابس سے فرمایا جبکہ اسنے حضرت سے یوں کہا تھا کہ تجھ سے  
 تو حاجیوں کے چوٹوں نے بیعت کی ہے یعنی سلم و غفار و مزینہ و جہینہ سلم و غفار و مزینہ اور جہینہ  
 کی قوم مکہ کی راہ میں رہتی تھی عرب میں کم ذات تھی اور کفر کی حالت میں حاجیوں کو لوٹ لیتی تھی اور بنی تمیم  
 بنی عامر اور اسد اور غطفان کی قوم عمدہ لوگ تھے سوا دل سلم وغیرہ مسلمان ہوئے تو اقرع بن حابس  
 کہ بنی تمیم کا سردار تھا مسلمان ہونے کے وقت حضرت پر اپنے مسلمان ہونے کا احسان جتانے لگا اور قوم

اسلم کی حقارت شروع کی تب حضرت نے یہ حدیث فرمائی یعنی خدا کے نزدیک تم ہی بہتر ہے جو دین پر چلے اگرچہ ذات کاکینہ ہو سرداری اور شرافت ذاتی بدون دینداری کے کچھ حقیقت نہیں حدیث ابوہریرۃ **أَتَانَنِي النَّاسُ مَا هُمْ كَفَرُ الطَّعْنِ فِي النَّسَبِ وَالنِّسَابِ عَلَى الْمِلَّةِ**۔ مسلم میں ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ دو غوٹیں لوگوں میں ایسی ہیں جو انکے حق میں کفر ہے ایک تو نسب میں عیب لگانا دوسرے مردہ پر نوحہ کرنا **ف** یعنی یہ کفرِ رسمیں ہیں اور اگر انکو حلال جان کر کرے تو صاف کفر ہے **حدیث ابو مالک** **ن** الاشعری **آر بے** فی امتی من امر الجاہلیۃ لا یتزوغن الفخر بالانساب والطعن بالانساب والاستسقاء بالنجوم والنیاۃ۔ مسلم میں ابو مالک سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ چار خصلتیں میری امت میں زمانہ کفر کی رسمیں ہیں جنکو چھوڑنے کے ایک تو بڑائی ماننا اپنے خاندانوں پر دوسرے عیب لگانا لوگوں کے نسب میں تیسرے منہ کو چاہنا ستاروں سے یعنی کھٹ کی تاثیر سے منہ کو سمجھنا چوتھے نوحہ کرنا **ف** فی الحقیقت یہ کفر کی رسمیں اس امت میں جاری ہیں عام عوام اعتقاد نجوم اور نوحہ گری میں گرفتار ہیں اور خاندان پر فخر کرنا اور غیروں کے نسب میں طعن کرنا اکثر خواص میں بھی موجود ہے البتہ ابابہ میں رکھے **حدیث ابوہریرہ** **ع** من ابطا بہ عملہ لم یسرع بہ نسبہ۔ مسلم میں ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جسکے ساتھ اسکے عمل نے دیر لگائی اُسکے ساتھ اسکا نسب شتابی کچھ نکر سکیگا **ف** یعنی بدون نیک عمل کے ذات کچھ کام نہ آوگی ۵ **بندگی** بایہ پیمبرِ خدا کی منظور نیست **حدیث سعد بن ابی وقاص** میں ادعی الی غیر ابیہ وہو یعلم انہ غیر ابیہ فالجنتہ علیہ حرام۔ بخاری اور مسلم میں سعد بن وقاصؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جو اپنے باپ کو چھوڑ کر اور سے ناتار شتہ لگاوے اور وہ جانتا بھی ہو کہ وہ اسکا باپ نہیں ہے تو اُس پر بہشت حرام ہے **ف** یعنی جو جان بوجھ کر اپنا باپ چھوڑ دوسرے کو باپ بتلاوے تو وہ شخص بہشت سے بے نصیب ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو بعض لوگ آپکو سید بتلاتے ہیں بہت بُرا کرتے ہیں کہ بہشت چھوڑ دوزخ کی تیاری کرتے ہیں **حدیث ابوذر** **ل**یس من رجل ن ادعی لغيرہ وہو یعلمہ الا کفر وہ من ادعی مالس لہ فلیس متا و لدتبعوا

مقعد من النار ومن دعا رجلاً بالكفر او قال عدوا لله وليس كذالك الا حار عليه كذا  
 قال مسلم وقال البخاری لا یرمی رجل رجلاً بالفسوق ولا یرمیه بالكفر الا ارقت علیہ  
 ان لم یکن صاحبہ كذا لک۔ بخاری اور مسلم میں ابو ذر سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ کوئی  
 ایسا مرد نہیں کہ جو اپنا باپ چھوڑ کر غیر کو باپ بنا دے جان بوجھ کر مگر کہ وہ کافر ہو گیا اگر اسکو حلال جائے  
 اور نہیں تو اسنے کفر ان نعمت کیا اور جو شخص دعوی ملکیت کا کرے جو اسکا نہیں وہ ہماری راہ پر نہیں  
 اور چاہیے کہ اپنا ٹھکانا دوزخ کو ٹھہراوے اور جو پکارے کسی مرد کو کافر کہے یا اسکو خدا کا دشمن  
 کہے اور حالانکہ وہ ایسا شخص نہیں ہے تو کہنے والے پر پلٹ پڑیگا۔ مسلم نے اسی طرح روایت کی اور  
 بخاری نے پون روایت کی ہے کہ نہ عیب لگا و لگا ایک مرد دوسرے مرد کو گناہ کا یا لفر کر کہنے والے  
 پر پلٹ پڑیگا اگر وہ شخص گنہگار یا کافر نہ ہوگا **ف** معلوم ہوا کہ اپنا نسب چھپا کر دوسرا نسب ظاہر کرنا  
 اور بیگانی چیز کو اپنی کہنا اور مسلمان کو کافر یا نیک کو فاسق کہنا ایسا گناہ کبیرہ ہے جسین کفر کا خوف ہے  
 اور اگر کوئی صریح کفر کی بات دیکھ کر کسی کو کافر کہے تو درست ہے لیکن بھڑ بھی احتیاط ضرور ہے کہ مبادا  
 اپنے اوپر نہ اٹ پڑے **حدیث عائشہ یا فاطمہ بنت محمد یا صفیہ بنت عبد المطلب یا بنی**  
**عبد المطلب** لا املککم من الله شیئاً سلو فی من مالی ما شئتم۔ مسلم میں حضرت عائشہ سے  
 روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ اے فاطمہ محمد کی بیٹی اے صفیہ عبد المطلب کی بیٹی اے عبد المطلب  
 کی اولاد میں مالک نہیں تھا ری بہتری کا خدا سے کسی چیز کا میرے مال سے مانگ لو جو تمہارا حق ہے  
**ف** جب یہ آیت اتری کہ اے پیغمبر اپنے برادری والوں کو عذاب الہی سے ڈراوے تب حضرت نے  
 اپنی بیٹی اور بھوپھی اور دادا کی اولاد سے یہ حدیث فرمائی یعنی دنیا میں اپنے مال دینے میں مجھ کو اختیار  
 ہے آخرت کا میں مالک و مختار نہیں بدو ن ایمان اور عمل نیک کے میری قرابت پر نہ بھولیو حدیث  
 ابو ہریرۃ قریش والانصار و جہتہ ومنینۃ واسلم و اشجع وغفار مولی لیس لہم مولی دون الله و رسولہ  
 بخاری اور مسلم میں ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ قریش اور انصار اور جہیلہ اور  
 خزیمہ اور اسلم اور غفار میرے دوست اور مددگار ہیں انکا کوئی مددگار نہیں سوائے خدا اور رسول کے



ف یہ قوم حضرت کا ایمان لائی اور حضرت پر جان نثار رہی اس واسطے حضرت نے انکی فضیلت بیان کی  
 انوار الایمان میں تفسیر فتح العزیز سے نقل کیا گیا ہے کہ پیشہ حلال اور بابرکت یہ ہیں ہماری  
 قنشت پزی۔ چونہ پزی۔ خیاطی۔ پارچہ بانی۔ حلوائی۔ عطر فروشی۔ آرد سائی۔ روغن گری۔ زرگری۔  
 آہنگری۔ کار چوبی۔ تجارت۔ کشتکاری۔ رنگرزی وغیرہ اور تعویذ کی اجرت لینا جائز پیشہ ہے اور  
 امامت اور اذان و خدمت مسجد اور تلاوت قرآن کی اجرت شکم پروری کے لیے مکروہ پیشہ ہے اور  
 فصابی۔ شہخ کشی۔ خاک روبی۔ غلہ فروشی۔ غسالی۔ عروہ شوی۔ خنیاگری۔ واکت۔ دلالی۔ ناقص پیشہ ہیں۔  
 مولانا شاہ اہل اللہ دہلوی بذیل نصائح لکھتے ہیں می باید کہ در جمیع اوضاع و اطوار بفرقہ شرعا  
 و صلحا در خور باشند و از صحبت و اوضاع اجلاف گریزان باشند۔

مولوی محمد قدرت حلیم صاحب لکھتے ہیں کہ حضور شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا گیا  
 کہ کون ہیں وہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ ہلوگ حکم کئے گئے ہیں انکے ساتھ محبت کرنے کو اور انکے  
 ساتھ نیکی کرنے کو پس آپ نے فرمایا اهل الصفا والوفاء من امن بی و اخلص یعنی وہ لوگ ہیں جو دل  
 کے صاف ہیں اور وعدہ کے وفا کرنے والے جو مجھ پر ایمان لائے اور خلوص کیا پھر عرض کیا گیا کہ کیا  
 نشانیاں انکی پس آپ نے فرمایا ایثار محبتی علی کل محبوب و اشتغال الباطن بذکری بعد ذکر اللہ یعنی  
 نشانیاں انکی اختیار کرنا میری محبت کو اوپر ہر محبوب کے اوپر دل لگائے رہنا ساتھ میرے ذکر کے بعد  
 ذکر اللہ تعالیٰ کے دوسری روایت میں یوں ہے علا متھم اذمان ذکری والا کثار من الصلوۃ علی  
 یعنی علامت انکی ہمیشہ کرنا ذکر میرا اور کثرت کرنا اور دوسرے مجھ پر۔

وہ شعر اچھو نہ دین سے غرض ہے اور نہ خدا کا خوف ہے وہ خیالی محشوق کی جاہ میں بڑھ  
 دشت جنون کی ایسی خاک اڑا دیتے ہیں کہ قیس و فرید کو گرد کر دیتے ہیں۔ جب رشک کا تلاطم ہوتا ہے  
 تو ساری خدائی کو اپنا رقیب سمجھتے ہیں۔ زاہدون پر بھشیاں کہتے اور واعظون کا خاکہ اڑاتے ہیں۔  
 خدا سے شوخیان کرتے ہیں اور نبیوں سے گستاخان۔ اعجاز سچی کو کھیل جانتے ہیں اور حسن بوخی کو تماشہ  
 جسکے مذاج بنتے ہیں اسے ایسا بانس پر چڑھاتے ہیں کہ مدوح کو خود اپنی تعریف میں کچھ مڑہ نہیں آتا ہے۔



ملا سعد اللہ مسیح پانی پتی مصنف مثنوی دارم و سیتا فرماتے ہیں **سے** دل از عشق محمد ریش دارم۔  
 رقابت با خدا سے خویش دارم پس شعر کا مضمون خلاف شرع شریف کے ہے چنانچہ  
**سید نور الحسن صاحب ابن سید صدیق حسن خان صاحب مرحوم** لکھتے ہیں مضمون **سے**  
 شعر خلاف شرع شریف است بلکہ قریب بکفر حق تعالیٰ شعرا را توفیق احقر از انچو معنی تراشی بخشد۔

اگر کہا جاوے کہ یہ شعر حالت ذوق وستی میں کہا ہے تب بھی قابل سند نہیں ہے جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لا تظرونی کما اطرت النصارى المسمیہ ابن مریم یعنی نہ بڑھ کر تعریف کرو تم میری جیسا انصاری نے مسیح ابن مریم کی بڑھ کر تعریف کی اور خدا بنا دیا۔

کلام مجید سے ظاہر ہے کہ بہت بڑا شریف وہ ہے جو بہت بڑا متقی ہو تب کو شرافت میں مطلقاً کوئی دخل نہیں ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تفاخر بالانساب حرام ہے نسب پر فخر کرنے والے دو رخ کے کونٹے اور اللہ کے نزدیک گوہ کے کٹرے سے زیادہ تڑیل ہیں اور علی ہذا القیاس بزرگان دین نے مضامین ارقام فرمائے ہیں پس شیخ جمال الدین عمر فی شیرازی کے مندرجہ ذیل قول کی کچھ سند و اہل نہیں ہے بلکہ محض شاعرانہ نقلی ہے۔

اقبال کرم می گزوار باب ہم را اما نیو و وصف اعضا فی ہنر ذات این برقی نجابت کہ جد او گھر من وصف گل و ریحان ہو ا باز نگرد المنۃ لہ کہ نیازم برب نیت	ہمت نخورد نیشتر لا و لغم را این فتوی ہمت بودار باب ہم را مدح است و لے گو ہر ذات اب و ام را ہر چند ہو اعطس رد ہدوت شتم را ایتک بشہادت طلبم لوح و قلم را
--	--

**سید نور الحسن صاحب** لکھتے ہیں کہ شیخ محب علی محب بگرامی مولف جریدہ مفیدہ درین کتاب مقاصد ارجمند آوردہ و رباعیات و پسند ابراد کردہ صاحب صدق و صفا و الی دارا نامارۃ ذکاوت

(۱) مثنوی مسیح کی ذکاوت اور بلاغت و فصاحت کی تصدیق کرتی ہے جیسا مرحوم سیتا کی تعریف میں لکھتے ہیں **سے** نشر را

پیر بن عربیان ندیدہ جو جان اندر تن و تن جان ندیدہ ۱۲۰۰ عزیز گرامی

## بین رباعیات از کتاب اوست رباعی

از نسب نیست نسبت مردم	ہر کسے را بنفس خود شرف است
شرف محراب جو پر خویش است	نہ ز پاکی گو ہر صدف است

بجہ گفتہ بعضے از اولیائے کمل چون ابو حامد اسود زنگی و ابو الخیر حبشی و کرخی پدر شیخ معروف و قلی پدر ذوالنون مصری و ابو نصر سراج و ابو الحسن نساج و عبد الملک اسکاف و ابو محمد خفاف و ابو عبد اللہ جلاذ و ابو حفص جلاذ و ابو العباس قصاب و حمدون قصار و ابو علی دقاق و ابو جعفر سماک با وجود عدم شرف نسب بمرتبہ عالیہ ولایت فائز گشتند رباعی

خواہی کہ شوی خلاصہ نوع بشر	باید کہ فراموش کنی نام پدر
در فصل و ہنر کوش بمیدان ادب	از اہل کمال معرفت گوے بیر
ولہ	
انسان کہ بصورت ہمہ چون یکدگر اند	باید کہ بعین ہر در ہم نگر اند
تام پدر و مادر صوری نمبرند	کین قوم بیک مادر و یک پدر اند
ولہ	
اے طبع بخت سرشتہ با کبر و منی	دانستہ تمام خلق را دون دنی
ہر جا کہ روسی لاف اصالت چہ زنی	چون اصل تو از گل است یا آب منی
ولہ	
اے طبع تو خورده باین خلاف	تا چند زنی از نسب عالی لاف
در نفس تو گر فضیلت ہست بگو	باقی ہمہ از قبیل حیثیت گداف
ولہ	
اے کردہ سلوک در بیابان طلب	ز ہزار کن مفاخرت بہر نسب
چیزے کہ بآن فخر توانی کردن	عقل است حیا و عفت و علم و ادب

ہندوستان کا شمالی و مغربی حصہ جو کشمیر کے نام سے موسوم ہے اور جسے لوگ کشمیر حنت نظر  
کھتے ہیں وہ بھی نامی گرامی اہل حرفہ اشخاص سے خالی نہیں رہا ہے بڑے بڑے افضل و اکمل اُس خطہ میں  
بھی ہوئے ہیں مثلاً ملا حسین خاں کشمیری۔ ملا باقر صباغ کشمیری۔ خواجہ محمد نواز کشمیری۔ ملا عبدالرشید  
زرگر کشمیری۔ شیخ فیض اللہ زگر کشمیری۔ شیخ عبداللطیف تبا کو فر و ش کشمیری وغیرہم۔

نامی گرامی شعرا جن کا کلام لغوی سند اپیش کرتے ہیں اور جن کے حالات سے مورخین صفحات تاریخ  
کو فرین و مزین کرنا اپنا فخر سمجھتے ہیں انہیں سے اکثر اہل حرفہ ہی ہیں مثلاً اقلیاء زعفرانی اصفہانی۔  
بساطی بوریاف سمرقندی۔ ملا صادق حلوانی سمرقندی۔ حکیم افضل الدین خاقانی بخارہ والی  
المتوفی ۱۰۳۵ھ۔ محمد درویش دہلی جامہ باف قزوینی۔ محمد رضا رضا جامہ باف اصفہانی۔ رومی  
روغنگر استرآبادی۔ سعید احکاک گیلانی۔ سعید انقشبد یزدی اصفہانی۔ شریف خداد  
تبریزی المتوفی ۱۰۵۶ھ۔ محمد علی شکیب سکا کشمیری المتوفی ۱۰۵۵ھ۔ محمد کاظم ظاہر  
زرگر اردبیلی۔ ظہیر خاں۔ عمر خیام نیشاپوری شاگرد امام غزالی المتوفی ۱۰۵۱ھ۔ عصری زرگر تبریزی  
اصفہانی المتوفی ۱۰۹۹ھ۔ غیاثا حلوانی شیرازی۔ فردوسی طوسی المتوفی ۱۰۳۰ھ۔ فروغی  
عطار قزوینی۔ سید محمد فکرئی جامہ باف مشہدی المتوفی ۱۰۴۳ھ۔ قتال عسلاف مشہدی۔  
کا کائی بقال قزوینی المتوفی ۱۰۹۰ھ۔ محمد الدین ہگمر (جولہ ۱۰۰۰ھ) رفوگر) معاصر شیخ سعدی شیرازی  
مطیع تاجر تبریزی۔ نصیبی حلوانی جیلانی التبریزی المتوفی ۱۰۴۳ھ۔ نجیب بزاز کاشانی۔  
تاق طباخ فی۔ ہجری شمشیر گرمی۔ ملا باقر باقر خردہ فروش کاشانی۔ رشیدی زرگر  
شیخ فرید الدین عطار المتوفی ۱۰۳۰ھ۔ غیاث نقشبند۔ مذاقی کرباس فروش اصفہانی المتوفی ۱۰۵۰ھ

(۱) ابوالعلاء الجوی دخر عودا و جبالہ کماح خاقانی دادہ بود ۱۲ عزیز نگرامی

(۲) مرزا صاحب اُسے زبان ادب سے یاد کرتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں ۵۰ این خوش غزل ز فیض سعید اے نقشبند  
صائب ز بحر دل قابل رسیدہ ہست ۱۲ عزیز نگرامی

(۳) اپنے وطن مشہد مقدس سے سندوستان میں جلا آیا تھا ۱۰ عزیز نگرامی

(۴) ۱۲ تا ۱۶ بادشاہ کے حضور سے خطاب ملک الشعراء معزز و مشرف تھا ۱۰ عزیز نگرامی

(۱) منعم حکاک شیرازی۔ سید نجدی طباع یزدی۔ نعیم خیاط قزوینی۔ نور وزیر علی بیگ  
برگر تهریزی۔ ملا علی نقی قسمت معارفی۔ صیقلی صیقل گریزدی۔ طالعی صحاف اکبر آبادی۔  
امیر بیگ قصاب۔ سلطان محمد معمار۔ وغیرہ وغیرہ۔

تتویر القلوب میں احوال انسان صفحات ۱۶ میں نہایت ہی شرح و بسط سے کیا گیا ہے  
بحرف طوالت نقل نہیں کیا جاسکتا ہے ایک مقام پر ہے کہ خلقت انسان از منی نجس ناپاک است کہ از  
خروج منی غسل و شست واجب می گردد۔ و غذائے نخستین انسان خون حیض ناپاک نسوان است  
اصل خلقت صوری انسان موجب شرافت شان نیست بلکہ خلقت معنوی انسان از دیگران محترم و مجتہد  
و انسانی کہ بواسطہ ہمان شرافت داخل رجال اللہ میشوند و از ملائک و مخلوقات شنی معزز و فائق اند و لها  
فی روح البیان فان شرف الانسان و کرامتہ بالمعرفة والطاعة والافہو و سائر الحيوانات  
سواء و لما فی تاویلات التہجیۃ من کمالیۃ الانسان انه اذا بلغ مبلغ الرجال البالغین من  
الانبیاء والاولیاء الخ ۵ منظر کبیرت کلی و جامع x سر ذات و صفات از و لام x۔

مولوی محمد افہام اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ شرافت علیہ وہ شرافت ہے جس پر خداوند عالم خود  
فخر کرتا ہے اور یہ بات اِنَّ اللہَ قَدْ اَخَاطَ بِکُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا وغیرہ من الآیات سے واضح ہے۔ شرف  
آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں پر اسی علم سے ظاہر فرمایا وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَاءَ کُلَّهَا الْاٰیۃ قرآن  
یاک میں اکثر انبیاء علیہم السلام کے حال میں بھی بزرگی مذکور ہے ہمارے رسول سید المرسلین پر عَلَّمَکَ  
کُلَّ شَیْءٍ عَلَّمَکَ کُلَّ شَیْءٍ کا اسان بتایا۔ یہ وہ فضیلت ہے کہ صفت مخلوق صفت خالق سے بقولے شرکت  
فی الاسم اور بقولے شرکت فی المشابہت رکھتی ہے فرق مشخصات کمالیہ قدم و قبضات ناقصہ حدوث کا ہے۔

آنریبل حاجی محمد اسماعیل خان صاحب لکھتے ہیں کہ شہہ فتح مکہ کے بعد خطبہ میں بھی مخصوصاً  
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بعد قتل اولاد۔ افتخار بالانساب والاحباد سے منع فرمایا۔

انگریز سبب بزرگی بمسہ آمادہ کنی

تکبیر برجاے بزرگان نہوان زد بگزاف

(۱) منعم حکاک شیرازی فرماتے ہیں ۵ آرا کہ زور بازو سے کسب ہنر بود بہ دست پیر آباد صدف ہر گہر بود ۱۴ عزیز نگرامی

تفسیر حسینی میں ہے کہ روز فتح مکہ جمعے از طلقا بوقتیکہ بلال رضی برباہ بیت الحرام زادہ اللہ تعالیٰ تعظیما و شرفا باذان مشغول بود در غیبت و سے افتادند و یکے از سخنان ایشان آن بود کہ آیا محمد پیکر کسی دیگر نیافتہ کہ بانگ گوید بخبر این کلاغ سیاہ و در نسب او قدری کردند آیت آمد یا ایہا الناس لے مردمان  
 إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ نَسْتِكُمْ أَفَرِيدَهُ اِیْمًا شَارِا مِنْ ذِکْرِ وَاَنْتَی اِزْمر دے وزنے کہ از آدم و حوا اند چون  
 ہمہ از یک پدر و مادر باشند پس نسبتی فخر کردن و دوری نسبتی طعنہ زدن ایچ وجہ ندارد ۵

الناس من جهة المثال اکفاء	ابوهم اء حوالا حواء
---------------------------	---------------------

و نعم من قال ۵

نیت آدمیانی کہ قفا خرو و رزمند	از رو دانشن انصاف چه دور افتادند
نرسد فخر کنے از نسب بردگرسے	چونکہ در اصل از یک آدم و حوا زادند

و آنکہ بر قبائل و عشائر می نازد و باید کہ بدانند شعب و بطون براسے تعارف است نہ براسے تفاخر چنانچہ  
 می فرماید وَ جَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَاَکْوَاْنِیْمٍ شِمَارِ اشعبا یعنی جماعتهاے عظیم منسوب باصل واحد و قبائل  
 و قبیلهاے منتسب بشعوب لتعارف و اتا شناسید یکدیگر را و ممتاز گردید بعضے از بعضے یعنی دو کس کہ  
 بنام متحد باشند بقبیلہ متمیز شوند چنانچہ زید قریشی و زید ثقیفی و باید دانست کہ شعوب شتمل بر قبائل است  
 چنانچہ مثلاً خزیمہ شعبے است شتمل بر چند قبیلہ کہ یکے از انها کنانہ است و قبیلہ بر عاتر اشمال دارد چنانچہ قریش  
 عاتر است از کنانہ و بعد از عاتر بطون است چون لوی کہ بطنے است از قریش و پس از عاتر و است چون  
 کہ فخذے است از لوی پس عشائر است چون عباس از هاشم و بعد از ان فطیل باشد و آن اہلبیت است چون  
 بنی العباس و گفته اند کہ شعوب از قحطان باشد و قبائل از عدنان و قولے است کہ شعب از عجم است و قبیلہ  
 از عرب و بر تقدیر اِنَّ اَکْوَاْمَکُمْ بدستیکہ بزرگترین شما عتد اللہ نزدیک خداے آفکد بر بزرگوار  
 ترین شما است چه بقوئی نفوس را مرتبہ کمال حاصل گردد و ہر کر القوی بیشتر قدم او در مرتبہ فضل بیشتر کہ  
 الشرف بالعلم و الادب لا بالاصل و النسب ۵

با ادب باش تا بزرگ شوی	کہ بزرگی نتیجہ ادب است
------------------------	------------------------



اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِدُسْتِكُمْ خدا داناست باصل و نسب شما خَیْرِہُ آگاہ از علم و ادب۔

شیخ ابو بکر واعظ سندھی لکھتے ہیں جتنا چاہیے کہ حرفہ و پیشہ و صنعت سنت انبیاء و سیر اولیاء ہے  
چنانچہ ابو البشر آدم علیہ السلام گھیتی کرتے تھے زراعت پیشہ تھے حضرت خدیت علیہ السلام کپڑا بنیتے تھے  
جولہ پہ گری کرتے تھے حضرت ادیس علیہ السلام کپڑا سیتے تھے درزی گری کرتے تھے حضرت داؤد علیہ السلام  
زرہ بناتے تھے حضرت سلیمان علیہ السلام زنبیل بناتے تھے حضرت نوح علیہ السلام بخاری کرتے تھے  
بڑھئی گری کرتے تھے حضرت دکر یا علیہ السلام دروڈگری کرتے تھے حضرت یوسف علیہ السلام کلاہ گر تھے  
ٹوپیاں بناتے تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام بکریان چراتے تھے چرواہہ گری کرتے تھے ہمارے سرور عالم  
صلی اللہ علیہ وسلم ایام طفولیت میں ہمراہ اپنے برادر رضاعی کے بکریان چراتے تھے ایام شباب میں  
زراعت کرتے تھے سودا بازار سے خریدتے تھے تجارت کرتے تھے اور اپنا کربہ سی لیتے تھے کلاہ بنا لیتے  
تھے چنانچہ ایک بار عکاشہ نامے ایک صحابی ٹوپی کے لیے کپڑا بازار سے لائے خواطر تلخ کی شکایت کرنے لگے  
آنحضرت نے کپڑا لیکر اُسے ٹوپی اپنے دست مبارک سے سی کر اُنکو عنایت کی اور اُنھوں نے تبرکاً اسے  
اپنے سر پر رکھا اور بعد وفات کفن میں ڈی گئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے علیکم  
بالحرقة فان لكل بنی حرقۃ یعنی لازم کرو اپنے اوپر حرقہ اور پیشہ اور ہنر و کارگیری سیکھنے کو اس لیے  
کہ ہر ایک بنی کے لیے ایک ایک پیشہ تھا اور وہ اُسکے ذریعہ سے روزی حلال کی حاصل کرتے تھے  
اور فرمایا ہے الحرقة سنة الانبياء فمن ترك الحرقة فقد ترك سنتہ یعنی پیشہ کرنا سنت انبیاء کا  
ہے پس جسے اُسکو ترک کیا اُس نے سنت انبیاء کو ترک کر دیا۔ اور فرمایا کہ پیشہ ور مثل عازین اور  
مجاہدون کے ہیں۔ ایک مرد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ  
خیاطی پیشہ کرنا ہوں درزی ہوں آپسٹا دیکھنا میرا پیشہ عمدہ و بہتر ہے اگر تو چوری اور خیانت کبڑے  
میں نہیں کرتا ہے تو میرے لیے ہر ایک سوئی کے ٹانگے کے بدلے ثواب ہے ایک تیر لگانے کا راہ خدا میں دشمن  
حداکو۔ اور اگر بوقت سلامی کے زبان سے مصروف یاد الہی میں بھی رہے تو میرے لیے عبادت کی سالہ  
کا اجر بعض ہر ایک ٹانگے سوئی کے ہے۔ ایک اور شخص حاضر ہوا اور اتنا س کیا کہ یا رسول اللہ میرا پیشہ



بارچہ باقی ہے میں جولاہہ گری کوڑا ہوں فرمایا اگر استبازی سے کرتا ہے تو ہر تار و پود کے بدلے تجھ کو  
 ثواب مجاہد فی سبیل اللہ ہے اور اگر یاد اور ذکر خدا میں بھی مصروف رہتا ہے تو تیرا رتبہ نشیث علیہ السلام  
 کا سا ہے۔ اسی طرح ایک شخص نے عرض کیا کہ میرا پیشہ برازی ہے فرمایا کہ اگر اسمین دروغ و کذب و  
 فریب نہیں ہے ثواب حضرت صالح علیہ السلام کا تجھ کو حاصل ہے۔ دوسرے نے اگر گزارش کی کہ میرا  
 پیشہ زراعت ہے ارشاد کیا کہ اگر اسمین امانت ہے تو تیرے لیے جنت ہے۔ تیسرے نے عرض کیا کہ  
 میرا پیشہ تجارت ہے فرمایا اگر مال کی زکوٰۃ دیتا ہے اوقات نماز کو نگاہ رکھتا ہے سفر و حضر میں ثواب حج و عمرہ  
 کا پاتا ہے۔

**سید ابن حسن خان صاحب بگرامی** لکھتے ہیں **شرافت نسبی** یہ چیز حیوانات میں  
 بہت موثر ہے خصوصاً گھوڑے میں یا کبوتر میں یا مرغ میں یا کتے میں لیکن آدمی میں زیادہ موثر نہیں  
 ہے اور اگر ہے تو قریب میں کچھ موثر ہے زیادہ پشتون کے فاصلہ پر کچھ موثر نہیں ہو سکتی جیسے رستم دستان  
 کی نسل میں بعضے آتش پرست دیکھے جاتے ہیں کہ ضعیف و ناتوان ہیں الارشش کی نسل کہ البتہ اپنی صہالت  
 پر ہو سکتی ہے اور سبب اختلاف تاثیر کا انسان و حیوان میں یہ ہے کہ نفوس حیوانی معطل ہوتے ہیں اور  
 قوت مصورہ ہر فرد کی متحد چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ ہرے کبوتر کا بچہ ہمیشہ ہرا ہوتا ہے بخلاف حضرت  
 انسان کے انکی قوت متخیلہ کا رفرما سے اختلاف ہے حاصل یہ کہ جب تطابق کا اعتماد نہ ہو اور باوجود کاملہ  
 حیدریت کے امید تطابق بھی نہ ہی تو پھر بینی محض کہ کہی ہے اور غرور انسان کا بے اصل ہے۔

**برکت اللہ خان صاحب آروی** لکھتے ہیں **غزو و نسب** ابن غزو ریت کہ مدخل مردان  
 باشد چون آتش در سنگ و بر ملافت و وقت خصومت و جنگ اسے عزیز اگر نسب بکا رو دنیا و آخرت  
 قومی آید ہر غزوے کے بران می توانی بکن و گرنہ آئز آیش کش و نام بزرگان خود را بر زبان خلق میگوین۔  
**سید عسکری صاحب طبیب لکھنوی** لکھتے ہیں نسب ہر آدمی کا حضرت آدم و حوا سے  
 ملتا ہے پھر آپس میں غزو کہیا **فصل** جناب رسالت مآب صلوٰۃ اللہ علیہ وآلہ نے جب مکہ فتح کیا بلال رضی  
 اللہ عنہ کو حکم دیا کہ بام کعبہ پر چڑھ کر اذان دے اسوقت ہشام نام ایک قریش کے رئیس نے بڑا مانا کہ ایسا کام

ایسے عمدہ مقام پر ایک غلام کو نہیں لائق تھا اسوقت یہ آیت نازل ہوئی **يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ أَزْوَاجًا تَقْرَءُونَ لَكُمْ فِيهَا نِكَاحٌ غَيْرُ الَّذِي كُنْتُمْ تُعْلَمُونَ** اور وہ ہے کہ ایک سال مکہ میں امساک باران ہوا لوگ عرفات میں نماز استسقا کو گئے وہاں ایک حبشی غلام نظر پڑا سیہ خام لاغر اندام اُس نے بعد اداے نماز سجدہ تحیت میں بڑا خضوع کیا اور مناجات کی بارخدا یا یہ بندہ سرسجدہ سے نہ اٹھا سکا جب تک پانی نہ برس گیا اسوقت دریا سے رحمت جوش میں آیا ایک لکھ ابر کا پیدا ہو کر منبسط ہوا اور پانی برسنے لگا۔ غرض کہ جب حریت اور رقیّت اس مقام میں غیر معتبر ہے پھر اگر طرح کے اعتبارات کو کیا دخل ہے

تہ جس کا چال چلن نیک نامور ہے وہ	خبر ہے جسکو شرافت سے باخبر ہے وہی
یہ قول ہو نہیں سکتا کبھی تمنا جھوٹے	جو بد چلن ہے زمانہ میں بد گھر ہے وہی

مولوی نذیر احمد صاحب دہلوی نے کتاب دیات النعش میں ہنر وغیرہ پر بحث کر کے نصیحت کی بہت باتیں نکالی ہیں چنانچہ ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ جن لوگوں سے ذاتیں چلین وہ بڑی نمود کے لوگ تھے اور اپنے گروہ میں سردار تھے اگر فخر کریں تو وہ لوگ۔ اور یوں تو ذات پر فخر برابر ہونا آیا ہے کوئی زمانہ ایسا نہیں گذرا کہ اُس میں لوگ شیخی خور سے نہ رہے ہوں جب لیاقت والے ذک مر گئے جنکا نام تھا انکی اولاد میں کوئی نام نمود والا ہوا نہیں اب یہ فخر کریں تو کس بات پر۔ بجا پرے مردوں ہی کی ہڈیوں کو پڑے چھوڑ رہے ہیں۔

خواجہ سید فخر الدین حسین صاحب دہلوی لکھتے ہیں کہ جو لوگ عالی خاندان میں سمجھے کہ سب سے ہم افضل ہیں اور لوگ ہم سے شرافت میں کم ہیں اور بعضے سمجھدار اگرچہ اس غرور و تسع کو ظاہر نہیں کرتے لیکن انکا غرور حالت خشم میں اکثر کھل جاتا ہے کہ مغضوب علیہ کی نسبت ایسے کلمات جو دلالت کریں اسکی حقارت پر اور اسکی تعلی پر زبان پر لاتے ہیں مثلاً صاحب علو نسب اپنے مقابلہ سے کہتا ہے کہ تیری یہ مجال ہے کہ تو ہمسے ہم سہری کرے شاید تو اپنے تئیں بھول گیا وقس علیٰ ہذا لکھو یہ غرور موجب خفت عظیم کا ہو جاتا ہے۔

انوار التنزیل المعروف بـ **تفسیر بیضاوی** شریف جلد دوم میں ہے **يَا أَيُّهَا النَّاسُ**



اور علم دین سیکھا اچھے ہوئے۔

مولوی سید غلام مولیٰ عطا صاحب فرماتے ہیں۔ سخت عیب ہے کہ خاص و عام ہمیشہ و حرقہ کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں خصوصاً علمائے دیشان تو کوئی ہمیشہ کرنا پسند ہی نہیں فرماتے بلکہ اپنی شان کے خلاف سمجھتے ہیں حالانکہ قرآن و حدیث و عادات سلف اس پر مبنی ہیں کہ ہم جائز طور پر اپنی روزی اور وہ علوم و فنون بھی جو ذریعہ کسب معاش ہیں حاصل کریں لیکن دینی مہمات اور امورات بھی اُسکے ذیل میں تقدیماً انصرام پاتے رہیں عہدہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دوکار یہ پنج

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ يَتَّبِعُوا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاِذَا اَنْفَضْتُمْ مِّنْ عَرَاقَاتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَيِّ اِم تَرْجُمُوهُ ثُمَّ كُنتُمْ كِنَاةٌ نِّهْنٌ بِهٖ اَسْمٰنٌ كِهٖ سَفَرَجٌ مِّنْ رَّوْزِي وَ رِزْقٌ تَلَّاشُ كِرُو اِسْمٰنِ پُرور دگار سے حرفت و تجارت کے ذریعہ سے پس جب عَرَاقَات سے واپس آجی تو یاد کرو خدا کو مزدلفہ میں اور فرمایا فَاِذَا اَقْضَيْتَ الصَّلٰوةَ فَاَنْتَشِرْ وَاِیْ الْاَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا اَلْعَلَّكُمْ تَقْلُبُوْنَ ۝ ترجمہ جب ادا کر چکو نماز جمعہ تو زمین پر حرفت و تجارت کے لیے پھیل جاؤ اور اپنی روزی تلاش کرو اور کثرت کے ساتھ خدا سے پاک کو یاد کرو تاکہ تم نجات پاؤ

از ذکر خدا مباشرت یکدم غافل | اگر ذکر بود خیر و دو عالم حاصل

اور فرمایا رِحَالُ الْاَلَمِیَّةِ مِنْ تِجَارَةِ وَلَا یَمِیْعُ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاَقَامِ الصَّلٰوةَ وَاِیْتَاہِ الزَّكٰوةَ ترجمہ مرد وہ ہیں کہ انکو تجارت اور خرید و فروخت ذکر الہی اور قیام نماز اور ادا سے زکوٰۃ سے مانع نہیں ہے اور فرمایا وَالْاٰخِرُوْنَ یَصْطَرِّکُوْنَ فِی الْاَرْضِ یَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ ترجمہ اور دوسرے ایسے لوگ ہوں گے کہ سفر کرینگے زمین میں اور تلاش کریں گے اپنی روزی حرفہ و تجارت خدا سے اور فرمایا وَجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ترجمہ اور ہم نے دن کو تمھارے لیے روزی پیدا کرنے کا وقت بنایا ہے کہ محنت مزدوری تجارت حرفہ وغیرہ کر کے راہ خدا میں ثابت قدم رہو نہ یہ کہ قرآن و حدیث کے ذریعہ سے کمائی کرو نہ ایک روز جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے رو برو ہو کر ایک جوان حیات و توانا صبح ہی صبح روزی کی تلاش میں نکلا صحابہ کہنے لگے کیا اچھا ہوتا اگر یہ جوان اپنی قوت و توانائی کو راہ خدا میں صرف کرتا یہ سن کر آپ

فرمایا ایسا نہ ہو کیونکہ اگر وہ اپنے لیے روزی میں سعی کرتا ہے کہ مانگنے سے بچے اور لوگوں کا محتاج نہ ہو تو وہ خدا کی راہ میں ہے اور اگر اپنے ضعیف والدین یا عیال کے لیے کوشش کرتا ہے کہ انکو مستغنی کرے تو وہ بھی خدا کی راہ میں ہے (رسالہ صدائے الم مرزا سلطان احمد صاحب قادیانی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ طلب کسب ۱۰ مال بعد از فراغ فیض اسلامی فیض ہے (رواہ ابوالہیثمی فی شعب الایمان اشعة اللمعات صفحہ ۱۱ جلد اول) حدیث رافع بن خدیج میں ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کونسا کسب زیادہ تر پاک ہے فرمایا اپنے ہاتھ کی کمائی (یعنی حرفہ) اور تجارت شرعی (رواہ احمد ایضاً صفحہ ۱۱ جلد اول) مقدم بن سعد کیرب شیر فروشی مثل گھو سیوں کے کرتے تھے کسی کے اعتراض پر اپنے فرمایا کہ یہ جائز ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ایسا زمانہ آنے والا ہے جس میں دم و دینار کے مال حرام سے بچنے کے لیے سخت ضرورت پڑیگی (رواہ احمد ایضاً صفحہ ۱۱ و ۱۲ جلد اول) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ خدا بیشہ و مسلمان کو دوست رکھتا ہے (صدائے الم) زید بن سلمہ زین میں پودھا لگا رہے تھے حضرت عمر نے فرمایا ایسا ہی چاہیے اے زید اگر تو لوگوں سے بے غرض رہیگا تو تیرا دین محفوظ رہیگا اور تیری عزت انہیں زیادہ ہوگی (ایضاً) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں موت کے آنے کی جگہ اُس سے بہتر نہیں سمجھتا کہ اپنے عیال کے لیے بازار میں لین دین کر رہا ہو (ایضاً) امام احمد حنبل رحمہ اللہ سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ اُس شخص کے حق میں کیا کہتے ہیں جو اپنے گھر یا مسجد میں بیٹھ کر کہے کہ میں کچھ نہ کروں گا جب تک رزق آپ سے میرے پاس نہ آوے آپ نے فرمایا کہ ایسا شخص علم دین سے جاہل ہے (ایضاً) بعض صحابی مثل ابو ہریرہ اور ابن مسعود وغیرہما کے پشتارہ ہینرم او گہیوں کی گٹھری اپنی پشت پر لاتے تھے۔ ابو ہریرہ امیر ایک شہر کے تھے جب انبار لکڑیوں کا اپنے سر پر رکھ کر چلتے تو فرماتے طر قوا الامیر کہہ (آداب الصالحین) حضرت امام اعظم اور ابو بکر شافعی وغیرہ بڑے تھے ابن الجوزی روئینہ گری سفیان ثوری سقائی اور اویس قرنی وغیرہ شہابی کرتے تھے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم بازار سے غلہ خرید کر اپنے سر پر لاتے اگر کوئی مانگتا ہرگز نہ دیتے (آداب الصالحین) علمائے سلف میں طے حرص حقد حسد غشٹ بخل عیب گوئی وغیرہ ہرگز نہ تھی۔ ائمہ اربعہ



صاحب مسند نزار۔ ابی یعلیٰ موصلی۔ صاحب صحیح اسمعیلی۔ ابن حبان۔ بیہقی۔ طبرانی۔ ویلمی خطیب بغدادی۔  
 ابو بکر شافعی۔ ابن الجوزی۔ حمیدی۔ ابن قلع۔ ابو عثمان۔ صابونی۔ دینوری۔ ابو القاسم رازی۔  
 و سیاطی۔ ابو داؤد۔ ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ۔ کرمانی۔ صاحب فتح الباری۔ عبد اللہ بن مبارک وغیرہ  
 کسب معاش سے غافل نہ تھے اور پھر تحصیل علوم کے لیے بخارا۔ سمرقند۔ شام۔ بغداد۔ نین خراسان  
 مصر۔ روم۔ عرب۔ اندلس۔ کوفہ۔ بصرہ۔ اہواز۔ حجاز۔ آفریقہ وغیرہ ملکوں اور شہروں کا دور دراز  
 سفر اختیار کیا اور اپنی تمام زندگی کو اشاعت اسلام میں وقف کیا تھا۔ پیشہ اور تجارت سے جو ملتا اسکو  
 اپنے خانگی اور دینی ضروریات میں صرف کرتے تھے۔ طبع دنیا سے خالی تھے۔ **حدادی۔ حلاجی۔**  
**صباغی۔ دبائی۔ پاریچہ فروشی۔ بیوپار۔ شبانی۔** وغیرہ میں شہرہ آفاق تھے اور انصاف  
 دینی مہمات میں طاق۔ عبد الرحمن بن القاسم اغنیا و امر کے عطیات کو ہرگز قبول نہ کرتے تھے۔ عبد اللہ بن مبارک  
 حب جاہ سے سخت نفرت رکھتے تھے چنانچہ عباد بن محمد نے جب انکو عہدہ قضا کے لیے مجبور کیا تو فرار ہو گئے  
 ان دونوں بزرگوں نے ہر سال کوئین حصوں میں اپنی زندگی کے کاموں کے لیے مجبور کیا تھا۔ ابراہیم  
 نے بوقت فراغ تالیف سنن ایک ہزار درم فقر کو تصدق اور ایک ہزار دینار دعوت محدثین و علماء

(۱) ابو بکر خطیب بغدادی نے شہر بغداد کی تاریخ دس جلدوں میں لکھی ہے جس میں بادشاہوں امر افضلا اور تمام نامور علماء کے  
 تفصیلی حالات۔ شہر کے تغیرات۔ اہل ترقیان اور گسکے تنزل۔ وہاں کی مشہور عمارتوں محلوں مسجدوں غرض کہ تمام باتوں کا ذکر ہے  
 اسی طرح حافظ ابو القاسم علی بن حسن عسکری نے شہر دمشق کی تاریخ اتنی جلدوں میں لکھی ہے مگر افسوس کہ شہر غرانی جان کسی زمانہ میں  
 بارہ ہزار درم سے تھے اور شہر دہلی جو مسلمان خاندان کے سلاطین کا دار السلطنت رہا ہے انکی کوئی تاریخ نہیں ہاں آنر بل  
 سر سید احمد خان نے صرف ایک منفرد کوشش کی اور اپنی کتاب آثار الصنادید میں دہلی کی کل عمارتوں کا حالی لکھا ہے جسکی  
 عبارت بتا رہی ہے کہ سید صاحب نے جو کچھ لکھا ہے اسے تحقیق و تفتیش سے کم فلتق ہے بلکہ انھوں نے اپنے خیالات  
 کو عام مذاق کی سطح پر قائم کیا ہے اور عام لوگوں کی بتائی باتوں کو اکیجا کر دیا ہے ۱۱ عزیز نگرامی۔

(۲) خلافت دہلی منسوب بہ بیچ قدور کہ بالضم جمع قدر با کسر است بمعنی دیک سفالین ۱۱ لب الالباب اور اشرف اللغات  
 میں ہے کہ قدوری منسوب طرف پیشہ کھارون کے ۱۱ عزیز نگرامی۔



طلباء میں صرف فرمائے۔ صاحب شرح السنۃ لذت دنیا سے دلی سے ایسے متنفر تھے کہ شام کے وقت خشک روٹی کے ایک ٹکڑے پر قناعت کرتے تھے پھر لوگوں کے اصرار پر وہی ایک ٹکڑا روغن زیت سے کھانے لگے۔ طبرانی نے تیس برس تک تحصیل علم حدیث میں خواب و آرام کو ترک کر دیا تھا۔ اور بضرورت شہر بوریا کے ٹکڑے پر لیٹ رہتے تھے۔ ابن اثیر نے نہایت سردی اور برف باری کے موسم میں بعد از نماز عشاء مسجد سے نکلنے ہوئے عبداللہ بن مبارک سے ایک حدیث کا ذکر کیا آپ وہیں کھڑے ہو گئے اور جواب میں ارشاد کرتے کرتے صبح ہو گئی۔ ابن نجید نے جو کچھ مال ترکہ بدری سے پایا تھا سب راغلا میں صرف کیا اور دو ہزار درم ضروریات دینی میں خفیہ طور پر اپنے شیخ عثمان کے حوالہ کیا۔ خلیف بغدادی نے اپنا کتب خانہ اور کل مال و اسباب حسبہ اللہ عطا فرمایا۔ پس کیا وجہ ہے کہ ہم اخذ مسائل میں تو ان حضرات مقدسین کی سند پیش کریں اور کسب معاش اور طرز زندگی میں انکی تقلید سے باہر ہوں۔ کامل مسلمان بننے کے لیے معاش معاد کے ذریعہ سے ہر وقت کام لینا چاہیے۔ دینی محنت کو معاش میں یاد رکھیں اور دنیوی معاملات میں معاد کو بھول نہ جائیں۔

اخبار کارنامہ لکھنؤ مطبوعہ ۲۵- دسمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۲ میں ہے جب ہم غور کرتے ہیں کہ ہندوستان کے مسلمانوں کی حالت زار کیون ہو گئی تو خیال میں آیا ہے کہ مسلمانوں نے ملک عرب سے آ کے ہندوستان میں بود و باش جو اختیار کی تو ہندوؤں کی خلا ملا سے اپنی قدیم روش کو ترک کر کے انکے مراسم کے مطیع ہو گئے یعنی مثل ہندوؤں کے پیشہ کو نظر حقارت سے دیکھنے اور اہانت کرنے لگے۔ دوسرے انکی سلطنت ہندوستان میں قائم ہونے سے قوم شریف کے آدمی صاحب بیعت و قلم ہے اور ہندوستان میں پیشہ و آدمی حقیر و ناچیز سمجھے جانے لگے حالانکہ نوکری غلامی و تجارت و دکان داری بادشاہی ہے اور اکل حلال وہ ہے جو محنت و دستکاری و تجارت پیشہ سے ماہ آئے دیکھو انبیاء علیہم السلام و رہنمائے اسلام دستکاری و پیشہ سے ارزہ قدیم ہو بچاتے تھے گاڑھی مشقت سے پیدا کر کے کھاتے کھلاتے تھے حضرت داؤد علیہ السلام کپڑا بیٹے تھے حضرت ابراہیم علیہ السلام نرازی کرتے تھے حضرت زکریا علیہ السلام نجاری کرتے تھے ہی طرح حضرت خاتم الانبیاء و حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تجارت کی ہے

اور ابوطالب عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عطر و غلہ فروخت کرتے تھے حضرت ابو بکر صدیق خلیفہ اول حضرت عثمان خلیفہ ثالث و حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہم اجمعین بزازی کرتے تھے حضرت سعد بن ابی وقاص و حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہما جو عشرہ مبشرہ سے ہیں تیر بنا کے بیچتے تھے۔ حضرت عامر بن کریز و حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما گوشت کی دکان رکھتے تھے۔ حضرت عاص بن ہشام و ولید بن مغیرہ رضی اللہ عنہما لوہار کا کام کرتے تھے۔ عوام والد حضرت زبیرؓ و دزدی کا کام کرتے تھے۔ ابوسفیان بن عرب سالن بکا کے بیچتے تھے۔ عقبہ بن ابی وقاص کا پیشہ تجارتی تھا۔ امیر خلیفہ پتھر کی ہانڈی فروخت کرتے تھے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ ریشمی کپڑا بنواتے اور فروخت کرتے تھے۔ اسی طرح اکثر قریش و انصار امشرف مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ ہرقسم کی دستکاری و پیشہ سے اوقات بسر فرماتے تھے۔ مگر ہندوستان کے مسلمان پیشہ کو عیب اسوجہ سے سمجھنے لگے کہ ہندوستان میں جو پیشہ کرتا تھا اسی نام سے پکارا جاتا تھا حالانکہ پیشہ ذات (جات) نہیں ہو سکتا۔ اب کہ مسلمانوں سے زمانہ مخالف ہوا ہے تو کری کا پیشہ معدوم ہو گیا ہے پس انکو چاہیے کہ اپنے اجداد کے طریقہ کی طرف رجوع کریں تاکہ اپنی قوت بازو سے اکل حلال پیدا کر سکیں اور آفرینندہ عالم سے برکت طلب کریں کہ تکلیف سے نجات پائیں۔ فارغ البال ہو جائیں۔ دیکھیں جو قوم اخیر حکمران ہے اُسکے خاندان کا طریقہ کیا ہے اور کیونکر ہر ایک روزی پیدا کرتا ہے بقول قائل

ہر کہ نان از عمل خویش خور د      منت حاتم طائی نبرد

انکو چاہیے جو پیشہ اختیار کریں اُس پیشہ و سکی روش و طریقہ سے مجتنب رہیں اخلاق محمدی و اطوار نیک و عادات حسن و تحصیل علم و عمل کی پابندی کو واجب سمجھیں اور اپنی شرافت قوم کا خیال رکھیں۔ تاریخ الممۃ اطہار صفحہ ۴۴ میں ہے کہ داؤد طائی ایک روز حضرت امام ابو عبد اللہ جعفر بن محمد صادق علیہما السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اے فرزند رسول اللہؐ کے نصیحت کرو کہ میرا دل سیاہ ہو گیا ہے حضورؐ نے فرمایا اے اباسلمان تو اپنے زمانہ کا زاہد ہے مجھکو میرے چند لکے کیا حاجت ہے پھر آنحضرت نے عرض کیا اے رسول خداؐ کے فرزند اللہ تعالیٰ نے آپکو تمام خلق سے

افضل کیا ہے آپ کو نصحت کرنا واجب ہے امام علیہ السلام نے فرمایا اے اباسلمیان میں اس سے ڈٹنا کہ قیامت میں میرے جد مجھ سے باز پرس کریں اور جھگڑا کریں کہ حق میری تابعداری کا کیوں نہ ادا کیا یہ کام نسب کے صحیح ہونے سے قوی نہیں ہے یہ کام معاملہ کے ساتھ شایستہ حضرت حق ہے اور معاملہ کے ساتھ خوب ہے حضرت حق میں یعنی آخرت کا کام اللہ کے ساتھ معاملہ درست کرنے سے درست ہوتا ہے نہ نسب صحیح ہونے سے۔ داؤد یہ سنکر بہت روئے اور کہا کہ اے اللہ وہ شخص کہ جسکی محبوبیت اب نبوت سے ہے اور ترکیب طبعیت اسکی اصول برپاں اور حجت سے ہے جد اُس کے رسول خدا اور مان اُنکی بقول زہراء اور باب اُنکے علی مرتضیٰ میں اس حیرانی میں ہیں داؤد کون ہے اور اسکی کیا حقیقت ہے کہ اپنے معاملہ کے ساتھ مغرور ہو۔

علامہ ابی الحسن علی ابن ابی اکرم محمد بن محمد بن عبد اکرم بن عبد الواحد شیبانی الملقب بعمر الدین المعروف بابن الاثیر الجزری صاحب تاریخ الکامل نے شرح کتاب نبوت میں جامع الاصول سے نقل کیا ہے کہ مجدد مذہب (۱) امامیہ دوسری صدی کی ابتدا پر علی ابن موسی رضا علیہما الصلوٰۃ والسلام تھے اور امام کے ارشادات سے ہے لِحَسَنَةِ الْاِفْلَانِ مِنَ الْاَثْوَابِ وَلِمُسْتَنَاضَعْفَانِ مِنَ الْعِلَالِ مَنْ كَانَ مِنْهُمْ وَلَمْ يَطِيعِ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ فَلَيْسَ مِنْهُمْ اَوْ اِذَا اطَعْتَ اللَّهَ تَعَالٰی فَاَنْتَ مِنْهُمْ اَهْلِيَّتْ وَابْنُ نَوْسٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ اخْرَجَهُ اللَّهُ تَعَالٰی مِنْ اَهْلِهِ بِمَعْصِيَتِهِ وَلَيْسَ بَيْنَ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ وَبَيْنَ اَحَدٍ قَرَابَةٍ وَلَا يَنْالُ اَحَدٌ وَلَا يَتَقَرَّبُ اِلَى اللَّهِ اِلَّا بِطَاعَتِهِ بِحَقِّهِ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَبِيِّ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَيُّوْنِي بِأَعْلَمِكُمْ

(۱) صاحب تحفہ کا شاخسہ گوید کہ ابن الاثیر الجزری صاحب جامع الاصول کہ حضرت امام علی بن موسی الوزار مجد مذہب امامیہ در قرن ثالث گفتم است پس ہر او ش آست کہ امامیہ مذہب مدون خود را با ویرسانند و در آن وقت با تجد مذہب خود اورا دانستہ چنانچہ گوید کہ نافع دہری در قرن تابعین و عبد اللہ بن عمر در قرن صحابہ بانی مذہب مالکیہ بودہ اند با گوید کہ بلقر در تابعین و عبد اللہ بن مسعود در صحابہ بانی مہلبانی مذہب حنفی بودہ اند و آیین ہم کہ ابن الاثیر نوشتہ بزرگ امامیہ و معتقد ایشان نوشتہ چنانچہ مجددان ہر مذہب را بنا بر اعتقاد و رسم اصحاب آن مذہب نوشتہ تا کوئی التما چین بودہ عشر نیز نگرامی۔

لا باحسابکم و انسابکم یا اہلبیت و جب حقنا بر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اخذ  
بر رسول اللہ حقاً و لم یعط الناس من نفسه مثله فلاح له و قال رجل و اللہ انت خیر الناس  
فقال ما هذا الا تخلف خیر منی کان اتقی اللہ عزوجل و الطوع له سبحانه و اللہ ما نخت هذا الا ان  
ان اکرمکم عند اللہ اتقکم و قال رجل ما علی وجه الارض اشرف منک اباء فقال التقوی  
اشرفکم حاصل کلام یہ ہے کہ خدا کی درگاہ میں حب و نسب کام نہیں آتا ہے تقویٰ اور بزرگی  
اور اطاعت اور جان بازی اچا پیئے بزرگی اور شرف تقویٰ سے ہے اور فرمایا کہ شرف ہمارے آباد  
عبداد کا تقویٰ سے تھا اور جو کچھ باپا ہے تقویٰ اور اعمال سے انھوں نے پایا ہے فقط نسب کیا کام آتا ہے۔  
مولانا محمد مبین لکھنوی نے ارشادات امام علیہ السلام لکھنے کے بعد یہ اشعار راقم قلم نے ہیں۔

کہ امانت رسان بلطف مقال  
نیست کار از متابعت بیرون  
پیشروان را سبق متابعت است  
سر زو آخر زیب مجببکم  
حکم مجببکم اللہش خواست  
شد مکرم بنام محبوبی  
لہ یزل لا یزال محبوب اوست  
حبان براہ متابعت کاہر  
تا شود همچو او سعادتمند  
و ز سرش تا قدم فرو گیرد  
از نسب کس بقرب حق نشاقت  
یو لیب نیز بعد سے مساوت  
بلکہ در پیروی کا شستاقتام

یانتی گفت ایزد متعال  
ان تجھوا الالہ فاتبعون  
مائے قرب حق متابعت است  
ہر کہ در اتباع من شدہ گم  
ہر کہ جان در متابعت در باخت  
مصطفیٰ کرم مقام مجذوبی  
زافریش محب و مطلوب اوست  
ہر کہ با او مشارکت خواہد  
خوشتن را برو کند مانند  
جذب حق پیش را و او گیرد  
قریب یافت انجہ جدم یافت  
گرنسب ساختے سرافرازش  
من ہمین از نسب نیافتہ ام

برہ الفتش سر و شدہ ام	تا بحد سے کہ جملہ او شدہ ام
ہستیم در وجود او بر سید	حق بجمہوبی خودم بہ گزیدہ

تاریخ وسیلۃ النجات صفحہ ۳۱۳ میں ریح الاررار ز محشری سے نقل کرنے کے بعد جیسا کہ آئندہ معلوم ہوگا لکھا گیا ہے پس دختر کے حوالہ امام حسینؑ نمود شہر با نو نام داشت و از ان امام زین العابدینؑ متولد شد و فرید العصر و حید الدہر گردید چون عرب کمال ایشان را مشاہدہ کردند و گرفتار سر یہ رغبت نمودند و کراہتے کہ داشتند از دل مردمان محو شد۔

تاریخ سعادت الکونین فی فضائل الحسنین صفحہ ۱۱ میں ہے کہ زید بعد محمد باقر علیہ السلام افضل برادران است از بہت علم و فضل و ورع و شجاعت در میان و نئے و غنی عنہ و ہشام بابت خلافت گفتگو آمد و ہشام اور اولد الجاریہ گفت و سے گفت کہ اسمعیل بن ابراہیم کہ بنی خداست از بطن کنیز بود و خدا اورا بنی گردانید پس باید کہ نبوت بہتر است یا خلافت و سے جد رسول خداؐ تاریخ وسیلۃ النجات صفحہ ۳۱۴ میں تفسیر سورہ یوسف غزالی سے امام سجاد زین العابدین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شدت ہکا بخوف و غشیت رب الخیر کے بارہ میں نقل کیا گیا ہے کہ ابو سعیدؓ صمعی نے

(۱) فی الحقیقت جس کثرت سے لوگوں کے دل سے کراہت دور ہوئی اور لونڈیوں کی جانب رغبت ہوئی اسکی تفصیل بتانے کے لیے ایک بہت بڑے دفتر کے علاوہ وقت بھی درکار ہے ہاں صرف باستفادہ کافی ہے کہ خلفائے امویہ میں سے دو ایک اور خلفائے عباسیہ میں سے ایک دونہیں بلکہ دو چار چھوڑ کر قریب قریب کل خلفائے بائین ائمہ ولد ہی ہیں اور زید شہید و عمر عبد اللہ حسن و حسین اکبر حسین اصغر و عبدالرحمن و سلیمان محمد اصغر علی اکبر علی اصغر پیران حضرت امام زین العابدین علیہم السلام و الصلوٰۃ کی بائین بھی ام ولد ہی ہیں ۱۲ عزیز نگرامی۔

(۲) اصمعی کی روایت سے سیدنا امام سجاد علیہ السلام کا یہی واقعہ علامہ شیخ مشہاب الدین احمد البیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب المستطرف فی کل فن مستطرف میں اور ملا محمد رفیع و اعظم زینی نے کتاب ابواب الجنان میں لکھا ہے اور ہر ایک نے ترتیب و اراچی اپنی کتاب کے صفحات ۱۳۰ اور ۱۵۵ میں شرح و بسط سے عمدہ دلائل اور لائق مباحث معقول و منقول کے ساتھ عدم اعتبار شرافت نسب کی رد و قدر کی ہے۔ چنانچہ احمد البیہقی لکھتے ہیں فن شواہد المفاخرۃ قولہ تعالیٰ افن کان مومنًا



می کند کہ شبے از شبها طواف می کردم و شب ماه بود کہ ناگاہ آواز آمد و سنا کہ شنیدم بجانب آن دویدم دیدم کہ جوان خوش رو و خوشخو کہ آثار خیر و صلاح بر جبین مہنیش لایح و بر سرش دو گیسوے مشکبار پوش خوش ازان قانچ بغایت بقراری و نہایت گریہ و زاری دست بہ پرہ کعبہ زدہ می گوید اے سید من اے مولا من چشمها بخواب رفتند و ستارها پوشیدہ شدند و تو بادشاہ مالک و قائم ہستی و بستند در ہائے خود را بادشاہان و نشاندند بر آن زبانان و نگاہبانان را ملائی شد ہر محب بہ محبوب خود و در تو گشتا و بہت برائے سالکان و محتاجان پس سوال میکنم از تو و افتادہ بدر تو گنگنا ر فقیر محتاج مسکین تہ کار استادتہ بدر تو آمدہ است اسید و از رحمت تو یا رحیم بر من نظر لطف فرمایا کریم یا رحم الراحمین ..... ہچنین مناجات می کرد تا بہوشی بر آن حضرت غالب شد و بر روی افتاد و پس نزدیک وے آمد و دیدم کہ امام دین العابدین است سر مبارکش در کنار گرفتہ و براحوال وے مرا بسیار گریہ آمد و قطرہ اشک بہرہ مبارکش افتاد پس بہوش آمد و چشم را وافر نمود و گفت کیست کہ مرا باز داشت از یاد مولاے من عرض کردم کہ جمعی ام اے سید من اے مولاے من این چہ گریہ و زاری و تالہ و بیقراریست شما از اہلبیت نبوت و معدن رسالت ہستید و در حق شما حق تعالی آیہ تطہیر فرستاد پس آنحضرت برخاست و گفت کہ اے جمعی تہات بہات حق تعالی پیدا کرد جنت را برائے مطہیان و عابدان اگر چہ عیلام حبشی باشد و پیدا کرد و دوزخ را برائے گنگاران و عاصیان اگر چہ آزاد قریشی و بادشاہ

یضیہ حاشیہ صفحہ ۹۹ کن کان فاسقا لایستون نزلت فی علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ و عقبہ بن ابی محیط و کاننا تفاخر و قولہ تعالی انن یلقی فی النار خیر امن یائی امنایوم القیامۃ نزلت فی ابی جہل و عمار بن یاسر و النسب الی سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اشرف الانساب و قد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اناسید ولد آدم کما فخر و قد نفی اللہ تعالی الفخر بالانساب بقولہ تعالی ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم فالعز فی الاسلام بالتقوی و قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نبیکم واحد و ان اباکم واحد و انہ لا فضل لعربی علی العجمی و لا لاجمعی علی اسود الا بالتقوی اکمل بلغت ..... اور واعظ قزوینی ایک مقام پر لکھتے ہیں جو فضیلہ است کہ میرا ید از غذاے لطیفہ کیسکہ فخر کند بر نسب زبے ہتری ۱۲ عزیز نگرامی -



ہاشمی باشد آیات شریفہ و آیہ قرآن شریف کہ وقت و میدان مورایح نسب باقی نمی ماند و کسے کسے را نمی بیند  
و کسیکہ گران خواهد آمد میزان اعمال صالحہ او بمون رسنگاری خواهد یافت جمعی می گوید باز مشغول مینماید  
گشت و من آنحضرت را بران حالت گذشتیم و تاب نیاوردم۔

تاریخ النخیس فی احوال النفس نفیس تالیف امام العالم العلامة الشیخ حسین بن محمد  
ابن الحسن الدیاری بکری جلد دوم صفحہ ۲۸۶ بن بدیل ذکر الائمة اثنا عشر مرقوم ہے۔ الرابع علی بن الحسن  
بن علی بن ابی طالب امہام ولد اسمها غزالہ کنی الصفة و قال فی شیواحد النبوة اسم امہ  
شہر بانو بنت یزدجرد من اولاد انوشیروان العادل و فی حیات الحيوان قال ابن خلکان  
كانت اسمہ سلامة بنت یزدجرد اخر ملوک الفرس و ذکر الزنجشیری فی ربیع الابرار ان  
یزدجرد کان له ثلاث بنات سبعین فی زمن عمرو بن الخطاب فحصلت واحدة منهن لعبدالله  
بن عمر فاولدها سالما والاخری لمحمد بن ابی بکر فاولدها قاسما والاخری للحسین بن علی فاولدها  
علی بن العابد بن فکلهم بنو خالة الخامس محمد الباقر بن علی بن الحسین امہام عبدالله  
فاطمة بنت الحسن بن علی السادس جعفر بن محمد بن علی امہام فروة بنت القاسم بن محمد بن  
ابی بکر الصديق وام ام فروة اسماء بنت عبد الرحمن بن ابی بکر الصديق السابع موسى بن جعفر  
بن محمد امہام ولد اسمها حميدة البربرية الثامن علی بن موسى بن جعفر امہام ولد لها اسماء  
منها روى و نجمة و سمانہ وام البنین واستقر اسمها علی تکتم و قيل كانت اسمها حارثة لمحمد بن  
موسى الکاظم التاسع محمد بن علی بن موسى امہام ولد اسمها خیزران و قيل رجحانه و قيل  
كانت من اهل مارية القبطية العاشرة علی بن محمد بن علی امہام ولد اسمها سمانہ و قيل امہام الفضل  
بنت المامون الحادی عشر حسن بن علی بن محمد امہام ولد اسمها سوسن و قيل غیر ذلك الثاني عشر محمد  
بن الحسن بن علی امہام ولد اسمها صیقل و قيل سوسن و قيل ترجیس و قيل غیر ذلك۔ رضوان الله تعالى علیهم اجمعین

(۱) ایک مورخ کا قول ہے کہ روى نام اور ام البنین کنیت ہے اور طاہرہ۔ سمانہ۔ حرزان حریبیہ۔ سکینة النوبہ بھی مورخین نے

(باقی حاشیہ صفحہ آئندہ)

امام بتائے ہیں ۱۲ عشر نیز مگر امی

معلوم نہیں کہ ہندوستان کے لوگوں نے کبھی اس مسئلہ پر بھی غور کیا ہے یا نہیں اور اس سے متعلق کچھ لکھا ہے یا نہیں۔ وہ یہ ہے جمیع فلاسفہ و محققین کی ریاضی دلیل ہے کہ انسانی ولادت بہ نسبت حالت کے فیصد دس نفر کے نزدیک ہے۔ بہشت کے مشاہدہ کی بدیہی برہان سے محقق ہے اور یہ امر مسلم ہے کہ اوسط درجہ افراد میں سو برس میں ڈھائی پشتیں گزر جاتی ہیں ان سب اصولوں کو مد نظر رکھ کر جب موجودہ افراد انسانی ایک ادب بچاؤ کر پڑاؤ و آبادی کا جھڑر (عمل نزول) نکالا جاوے تو عدد و اول حضرت نوحؑ پر جا کر ٹھہریگا۔ اسی قاعدہ کے مطابق عمل نزول اور عمل قیاس یا تحلیل بھی کرنے سے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے کہ ان ہندوؤں کے نسل کی تعداد کس قدر ہوئی ہوگی جو وقتاً فوقتاً دائرہ اسلام میں داخل ہوتے گئے۔ علاوہ ازیں یہ بھی معلوم ہے کہ محمد قاسم براہ و زادہ حجاج ابن یوسف نقشبندی حاکم بصرہ نے قلعہ راوڑ سے تیس ہزار ہندو قید کیے تھے جنہیں سے چھ ہزار خلیفہ ولید ابن عبدالملک کے پاس بھاگ کر آئے تھے۔ واضح رہے کہ راجہ داہر حاکم گجرات کی لڑکیاں بھی بلحاظ ان کے رتبہ اور خوبصورتی کے بغداد بھی گئیں تھیں۔ سلطان محمود غزنوی نے تھانہ سر سے دو لاکھ اور متھرا سے تین ہزار سلطان ابراہیم نے ایک لاکھ شہاب الدین محمد غوری نے قلعہ کالنجر سے بچاؤ ہزار چنگیز خان مغل نے دس ہزار ہندو مقید کیے اور لونڈی غلام بنانے کو لے گئے اور کم سے کم دو روپیہ قیمت پر بیچے گئے غرض کہ ہندوؤں کا بحالت غلامی یا قالیم معسر بی میں جانا ثابت ہے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۰ (۲) سکینہ۔ ثوبہ۔ مزلیہ۔ سکینہ۔ مرسیہ۔ نوینہ۔ حرزان۔ ذرہ۔ سبیکہ۔ بھی مورخین نے نام بتائے ہیں ۱۲ عزیز نگرامی

(۳) شامہ۔ شامہ مغربیہ۔ شامہ مغربیہ۔ شہزاد بھی مورخین نے نام بتائے ہیں ۱۲ عزیز نگرامی۔

(۴) سبیل۔ خرین بھی مورخین نے نام بتائے ہیں ۱۲ عزیز نگرامی۔

(۵) حکیمہ۔ صقل۔ نرگس۔ خط۔ بھی مورخین نے نام بتائے ہیں ۱۲ عزیز نگرامی۔

## خاندان نبوت

انگلستان کے نامور اور مستند مورخ مسٹر گبن نے خاندان نبوت کی نسبت لکھا ہے کہ ایران کے شاہی خون سے ملا کے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا خاندان معزز و مشرف بنا یا گیا۔ اگرچہ ہیکوہ بیان دیکھ کے یقین ہو گیا کہ باوجود ایک بہت بڑی اور عمدہ تاریخ لکھ دینے کے مسٹر گبن عرب کے طبائع کا بالکل اندازہ نہیں کر سکے لیکن سرزمین عرب کے حالات گبن نے جس تفصیل سے لکھے ہیں ان کے لحاظ سے یہ قیاس کرنا بھی مشکل ہے۔ کیونکہ کہہ دیا جاوے کہ اتنا بڑا مصنف اسی ملک کی تاریخ سے اس درجہ ناواقف تھا جس کے حالات بیان کرنے میں اس نے بہت کچھ تفتیح و تحقیق سے کام لیا ہے۔ دراصل ایسا خیال ناواقفیت یا لاعلمی کی وجہ سے نہیں قائم کیا گیا بلکہ اس کی بنا تعصب پر ہے۔ منصبا نہ خیالات کو تحقیق کے لباس میں ظاہر کرنا ایک فن ہے جس میں عیسائی مونیخون اور خاصۃً انگریزوں کو دنیا بھر کی قوموں سے زیادہ کمال حاصل ہے۔

بیشک جو لوگ جاہلیت عرب کے حالات سے ناواقف ہیں ان کو مسٹر گبن کے اس قیاسی فیصلے پر یقین آجائے گا بلکہ تعجب اکثر ان کے نزدیک یہ امر بھی مسٹر گبن کی نکتہ رسی اور دقیقہ بینی کا ایک اعلیٰ نمونہ خیال کیا جاتا ہوا سیلے کہ بادی النظر میں اہل عرب بالکل وحشی اور جاہل تھے اور صحرائی لٹیروں سے زیادہ وقت نہ رکھتے تھے نہ وہ ذاتی شرافت کہاں جس کو اپنی مفتوح شایستہ اور نامور قوموں کے سامنے پیش کر کے وہ سرخروئی حاصل کرتے۔ لہذا کوئی تعجب نہیں بلکہ بالکل قرین قیاس ہے اگر یہ کہا جاوے کہ انھوں نے اس تدبیر سے خاندان نبوت میں شرافت پیدا کرنے کی کوشش کی۔

ہم چاہتے ہیں کہ اس بحث کو تفصیل کے ساتھ لکھیں تاکہ لوگوں کو عام طور پر معلوم ہو جاوے کہ یہ کوئی تاریخی تحقیق نہیں بلکہ اسلام پر ایک نہایت ہی منصبا نہ حملہ ہے بیشک ہم اس ظلم کو توڑ دینے کے لیے مسٹر گبن نے قائم کیا ہے۔ مسٹر گبن کے بعد عموماً یہ خیال انگریزی مورخوں کے نزدیک طے شدہ مسئلہ ہو گیا ہے۔ ہم پہلے وہ واقعہ بیان کرتے ہیں جس کی

مسٹر گبن کو ایسا کہنے کا موقع ملا۔

حضرت فاروق الاعظم رضی اللہ عنہ کے عہد میں جب ایران فتح ہوا اور فارس کا مال غنیمت اور وہاں کے لوٹڈی و غلام دارا الخلافت مدینہ من آئے تو انہیں پہلے شہنشاہ ایران یزدجرد کی تین بیٹیاں تھیں تمام لوٹڈیاں جب بیت المال کی طرف سے فروخت ہو چکیں تو ان تینوں شاہزادیوں کی نوبت آئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جو بالکل نیک نفس اور انصاف پسند خلیفہ تھے اور جنکی نظر میں دنیوی مدارج و مراتب کی ایک ذرہ برابر وقعت نہ تھی۔ انھوں نے بلا تکلف حکم دیدیا کہ وہ شاہزادیاں بھی فروخت کر ڈالی جاویں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ یہ کارروائی دیکھ رہے تھے انھوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو روکا اور کہا کہ شاہزادیوں کے ساتھ وہی برتاؤ نہ کرنا چاہیے جو عام قیدیوں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حیرت سے پوچھا پھر کیا کیا جاوے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ انکی قیمت کا اندازہ کر لیجئے اور جب یہ معلوم ہو جاوے کہ اس سے زیادہ قیمت نہیں ہو سکتی تو وہ قیمت سب کے بتا دیجیو بے جو دینے پر آمادہ ہو عزت کے ساتھ انکا ہاتھ پکڑ لیجائے۔

غالباً حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا یہ منشاء ہو گا کہ انکے بکنے کا حال خود انکو نہ معلوم ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کارروائی کو جائز رکھا اور جب ان لڑکیوں کی قیمت پوری ہوئی تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے خود وہ قیمت ادا کر کے انکو لے لیا اور اسی محبت میں اپنے وہ تینوں لڑکیاں ان قریش کے تین لڑکوں پر تقسیم کر دیں ایک جسکا نام

(۱) تقسیم مال غنیمت وغیرہ کا واقعہ اسی طرح حبیب السیر میں مرآۃ الجنان اور فصل الخطاب سے منقول ہے اور مؤلفین کتب متاخر الذکر نے اپنی اپنی کتاب میں ربیع الا برار مولفہ جارا، اللہ العلامۃ ابو القاسم محمود بن عمر بن محمد بن عمر الزمخشری سے نقل کیا ہے ۱۲ عزیز نگرامی

(۲) روضۃ الصفا جلد سوم صفحہ ۹ میں ہے کہ دو لڑکیاں آئی تھیں اور دوسری کا نام گہمان پایا تھا جو کہ محمد ابن ابی بکر کو دی گئی تھی ۱۲ عزیز نگرامی۔

(۱) سلفہ ہے اپنے چھوٹے صاحبزادے حضرت امام حسینؑ کو دی ایک محمد بن ابی بکر کو اور ایک عبداللہ بن عمر کو اگر سچ پوچھئے تو یہ تینوں قریشی نوجوان بھی شاہزادگی کی حیثیت رکھتے تھے گو امام حسینؑ کو یہ حیثیت اس کے بہت دنوں بعد حاصل ہوئی۔ ان تینوں شاہزادیوں کے بطن سے تین لڑکے پیدا ہوئے جنہیں سے ہر ایک بجائے خود ایک بہت بڑا عالم بہت بڑا فقیہ اور بہت بڑا محدث اور انتہا سے زیادہ پرہیزگار تھا۔ وہ تینوں لڑکے کون ہیں اول قاسم بن محمد بن ابی بکر دوم سالم بن عبداللہ بن عمر سوم علی بن حسین بن علی بن ابی طالب الملقب بہ زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ اول دونوں قاسم و سالم رضی اللہ عنہما کو بھی وہ وقت حاصل ہوئی ہے جو شاید اُس عہد میں کسی کو کم نصیب ہوئی ہوگی تابعین میں انکا نام سب سے اول لیا جاتا ہے۔

یہ وہ واقعہ ہے جسے مشرکین کو ایسا خیال کرنے کا موقع دیا ہے اس لیے کہ سادات کا زیادہ گروہ جناب حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ ہی کی نسل میں ہے جو باپ کی طرف سے جناب سیدہ النساء فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے پوتے اور ان کی طرف سے آخری تاجدار ایران یزدجرد کے نو پوتے تھے لیکن تعجب ہے کہ مشرکین کو یہ یاد نہ آیا کہ سیدوں کا ایک معتد بہ حصہ جناب سبط اکبر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں ہے اگرچہ امامیہ کے عقاید کے مطابق امامت صرف امام حسین علیہ السلام کی نسل میں رہی لیکن یہ حیثیت سیادت وہ لوگ بھی امام حسن علیہ السلام کی اولاد کو اُسی قدر قابلِ تعظیم اور اتنا ہی شریف تسلیم کرتے ہیں جس قدر کہ امام حسین علیہ السلام کی اولاد کو۔ اور ان سادات کے نزدیک تو ہر بات میں برابر ہیں بلکہ اُن کے عقائد میں داخل ہے کہ امام مہدی آخر الزمان جناب

(۱) ان شاہزادیوں میں سے صرف ایک کا نام مورخین بتلاتے ہیں جو جناب امام حسین علیہ السلام کو دیکھیں لیکن اُن کے نام میں بھی اختلاف ہے مورخین کا قوی گروہ تو سلفہ کہتا ہے بعض کہتے ہیں کہ انکا نام غزالہ تھا بعض قولہ بعض شہربان بعض شاہ زنان اور بعض شہر باقوت بتاتے ہیں جو عوام میں زیادہ مشہور ہے۔ قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلی نام تو شہر باقوت یا شاہ زنان یا شہربان ہی تھا مگر عرب میں آنے کے بعد یہ تین نام سلفہ اور غزالہ اور غولہ رکھ دیے گئے۔ رن کو یزدجردین ہے کہ ایران کی شاہزادیوں کے عربی نام ہوں اور بعض کتب میں بجائے سلفہ کے سلام لکھا گیا ہے غزیر لکھا گیا

امام حسن ہی کی نسل سے ہونگے۔ بہر حال جناب سیدہ رضی اللہ عنہا کے دونوں صاحبزادوں کی اولاد میں باعتبار شرافت نسبی اسلام کے کسی فریق کے نزدیک کوئی امتیاز نہیں۔ اول تو مسلمانوں کے اعتقاد میں شرافت نسبی کوئی چیز ہی نہیں۔ اسلام ایک عام اخوت میں دنیا کی تمام قوموں کو لے رہا تھا کیونکہ ممکن تھا کہ وہ اس قسم کے تفرقے نوع انسان میں باقی رکھتا۔ اسلام تو صرف دین کو ایک شرافت سمجھتا ہے جس کے اندر ہر شخص شامل ہو سکتا ہے۔ اسلام نے شرافت کو کبھی ہندوؤں کے مذہب کی طرح آبائی ورثوں کے ساتھ وابستہ نہیں رکھا اس کے نزدیک تو شرافت وہ چیز ہے جس کو ہر شخص حاصل کر سکتا ہے اور اسی ضرورت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف صاف فرما دیا "انک نبیکم واحد وان اباکم واحد وانہ لا فضل لعربی علی عجمی ولا لاجمر علی الاکامر ولا بالتقوی الاہل بلخت" "خوب جان لو کہ تمہارا نبی ایک ہے اور تمہارا باپ ایک ہے نہ عرب والے کو کسی غیر ملک والے پر کچھ فضیلت ہے اور نہ سرخ چٹے والے کو سیاہ چٹے والے پر کچھ فضیلت ہے تو پرہیزگاری کے اعتبار سے آگاہ ہو جاؤ کہ میں نے اپنا فرض تبلیغ ادا کر دیا۔"

(۱) مفتی تلج الدین صاحب چمنستان شرح گلستان مطبوعہ صفدری دہلی ۱۲۹۹ھ صفحہ ۳۸۶ میں بذیل

شرح ۵ جو کنعان را طبیعت الخ کے لکھتے ہیں کہ کنعان حالانکہ بغیر زادہ بود مگر بسبب عدم جوہر ذاتی بیچ رہے تھے اظہار نسب کن کہ ان امرایینی است چہ از عالی نسب بد گھر نیز زاید چنانچہ پسر نوح واز بد گھر والا حسب پیدامی شوخیا تو ابراہیم از آذر پیداشدہ و گل از خار برآمدہ لہذا نسب را اعتباریت باید کہ اظہار حسب کنی انتہی اور شیخ سعدی قدس سرہ نے گلستان باب ہفتم میں ایک اعرابی کا قول یا بنی انک مسئل یوم القیامۃ ما ذا اکتسبت ولا یقال بمن انتسبت کہنے کے بعد لکھا ہے ۵ جامعہ کعبہ را کہی بوندہ اونہ از کرم پید نامی شد x باعسر نیز بے نشست روزے چند لا جرم ہجو او گرامی شد x اور صاحب ابواب الجنان نے حکیم سقراط کا کیا اچھا جواب نقل کیا ہے جبکہ اُس کے نسب میں کسی نے قدح و طعن کی تھی وہ یہ ہے کہ من فخر اولاد خودم و توننگ اجداد خود۔ اور علاوہ ازین کتاب المستطرف جلد اول باب چہارم طہرت و ہشتم اور جلد دوم باب چہل و نچیم ملاحظہ طلب ۲ عسریز گلرامی



یہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ دوسری قوموں کے اعتبار سے مسلمانوں میں نسب شرافت کے خیالات پیدا ہو گئے اور علما کی سستی سے روز بروز اتنی قوت پکڑنے لگے کہ اب ہر مسلمان کے رگ و ریشہ میں سرایت کر گئے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عترت (اولاد) کے بارہ میں جس سے جناب ہدیہ رضی اللہ عنہا کی اولاد سمجھی جاتی ہے۔ مسلمانوں کو بعض نصیحتیں کی ہیں مگر اس عقدہ کو خود آنحضرت صلعم کا یہ قول قطعی طور پر حل کر دیتا ہے ”من سلك علی طریقی فہو الی“ جو سیری راہ پر چلے وہی میری اولاد ہے غرض کہ اہل اسلام میں بلحاظ دین کے شرافت نسب کی کچھ وقعت نہیں اور اس بنا پر یہ خیال کرنا کہ اہل اسلام نے ایران کے شاہی خون سے کوئی فخر حاصل کیا بڑی غلطی ہے۔

تاہم ہم کو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ مسلمانوں میں ہمیشہ کسی نہ کسی حد تک اپنے نسب پر فخر کرنے کا خیال رہا۔ جاہلیت میں اہل عرب کو اپنے قبوں پر حسب قدر و نحوی تھا۔ شاید دنیا کی کسی قوم کو نہوا ہوگا۔ یہ دعویٰ عرب و آلون کے نیچر میں داخل ہو گیا تھا اسلام نے اسکو بہت کچھ مٹایا۔ تاہم عرب میں کسی نہ کسی قدر اسکا مادہ باقی تھا۔ عرب اگرچہ جاہل اور وحشی تھے مگر انکو یقین تھا کہ آبائی شرافت میں دنیا کی کوئی قوم انکا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ وہ ریگستانوں میں مکلیان تان کر رہتے تھے مگر اس دولت میں بھی کسریٰ اور قیصر کو اپنے آگے ذلیل خیال کرتے تھے خصوصاً قریش جو سارے عرب میں اپنے آپکو افضل و اشرف جانتے تھے۔ یہ ہم مانتے ہیں کہ اسلام نے انکے ان جاہلیت کے دعویٰ میں بہت کچھ کمی کر دی تھی لیکن انکی نسبت یہ کہہ دینا کہ وہ کسریٰ کی بیٹی کو اپنے لیے موجب ازدیاد شرافت سمجھے شاید کسی سمجھ دار آدمی کا کام نہ ہوگا۔

نوشیروان عادل نے زید بن عدی کے کہنے سے جب شمالی و مغربی اضلاع عرب کے سردار نعمان بن منذر کو لکھا کہ اپنی بیٹی یا اپنے قبیلہ کی کوئی لڑکی پیشکش کرے تو نعمان کو نہایت ناگوار ہوا۔ اور نوشیروان کو معلوم ہو گیا کہ عرب کے لوگ نے آپ کو شاہان ایران سے بھی زیادہ شریف سمجھتے ہیں۔ نعمان کو اس انکار کا انجام معلوم تھا اسنے حکومت سے کنارہ کشی کی اور اپنے اہل و عیال کو قبیلہ بنی ثیبان کے سردار کی حفاظت میں چھوڑ کے دربار نوشیروان میں حاضر ہوا۔ نوشیروان نے اسکو قید کر دیا اور اسی کی

قبیلہ بن مرگیا۔ نوشیروان نے لغمان کے مرنے کے بعد اسکے اہل و عیال کو بنی شیبان سے طلب کیا وہ بھلا کب دینے والے تھے۔ اور جب ایرانی فوج مقابلہ کو آ موجود ہوئی تو گوجا جانتے تھے کہ کسری کا مقابلہ کسی طرح نہیں ہو سکتا مگر مارنے اور مرجائے پر تیار ہو گئے مقام ذیقار میں لڑائی ہوئی اور بنی شیبان نے فی الحقیقت بڑی جواغردی کے نونے دکھلائے۔ اس سے پہلے عربوں کو ایرانیوں کے مقابلہ میں کبھی کم جرات ہوئی تھی۔ یہ اسی لڑائی کا تذکرہ ہے کہ ایک شیبانیہ لڑکی نے میدان میں آکر ایک ایسا پرجوش شعر پڑھا کہ یکا یک سات سو آدمیوں نے اپنے قبائوں کی آستینیں فوج کے پھینک دیں اس لیے کہ تلوار چلانے میں اونچھتی تھیں۔ عرب نے ذیقار میں ایرانیوں کو شکست دی اور ایرانی ایسے بھاگے کہ پھر ادھر کا رخ نہ کیا۔

کیا کسی کے تپاس میں آسکتا ہے کہ یہی عرب جو اپنی بے مانگی اور دشت نوردی کے عہد میں شرافت کا اتنا بڑا دعویٰ رکھتے تھے کہ قبیلہ کے قبیلہ کٹ گئے اور شہنشاہ ایران کو ایک عرب تزاو لڑکی نہ دی گئی وہی عرب اب ترقی کر کے اور ساری دنیا میں فتح و نصرت کا ڈھکا بجا کے اپنے شین اتنا ذلیل خیال کرنے لگے کہ نبوت کے خاندان کو یزدجرد کی بیٹی کے ذریعہ سے معزز بنائیں۔ عرب تو بعد اسلام بھی اتنے سوت تھے کہ غیرون کو ہمیشہ اپنے آگے ذلیل خیال کرتے تھے۔ غیر تو غیر خاں قریشی نسل کے جو لوگ عرب سے باہر جا کر رہ پڑے تھے اگرچہ ان میں کوئی خرابی نہیں پیدا ہوئی تھی مگر وہ اُن سے عمدہ یا نہ پیدا کرتے ہوئے سمجھتے تھے۔ عبدالملک بن مروان جو بنی امیہ میں سب سے زیادہ ذبردست خلیفہ تھا اُسے عقیل بن علقمہ سے جو صحراے عرب میں اپنے قدیم مذاق کی سادی زندگی بسر کیا کرتا درخواست کی کہ اپنی کوئی بیٹی میرے کسی لڑکے کے عقد میں دو۔ یہ پیغام دار الخلافہ دمشق سے شاہی اہتام کے ساتھ بھیجا گیا۔ عقیل نے پہلے تو انکار کر دیا مگر خلیفہ کے زیادہ اصرار پر کہنے لگا۔ اچھا پھر مجبوری ہی ہے تو میں راضی ہوں مگر دیکھو کسی غیر عربیہ کے لڑکے سے مجھے مصیبت میں نہ پھنسا دینا۔ یہ خیالات آخر عہد تک باقی تھے وہ سمجھتے تھے کہ جس طرح شیر جنگل ہی میں زیادہ شرافت اور شجاع نظر آتا ہے اسی طرح ہم اپنے صحراؤں ہی میں زیادہ شریف رہ سکتے ہیں۔

یزید کی ماں میسون ایک باد بہ نشین عرب کی بیٹی تھی جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ہزار گروش کی مگر اسے خلافت کے عیش و عشرت میں کسی طرح کا مزہ نہ آیا۔ یزید حمل میں تھا۔ دمشق میں اس کے پیدا ہونے کی دعائیں مانگی جا رہی تھیں کہ میسون نے اپنے ریگستان کی تیار یان کر دیں۔ جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ایک نہ چلی میسون اپنے صحرائی چھوڑے میں چلی گئی اور یزید وہیں پیدا ہوا۔ ہم تو یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ اولاد جو ان شاہزادیوں سے ہوئی عرب کی سوسائٹی میں کبھی باوقفت نہ سمجھی جاتی مگر بات یہ تھی کہ اہل عرب اپنی بیٹیوں کے دینے میں چاہے کتنے ہی احتیاط کرتے ہوں مگر سلسلہ نسب ہمیشہ باپ کی طرف سے لیا کرتے تھے۔ ماں کی شرافت کا خیال کم کیا جاتا تھا۔ اور یہی وجہ ہوئی کہ جناب امام حسین بن علی اور عبداللہ بن عمر اور محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہم کی اولاد کبھی کم وقتی کی نظر سے نہیں دیکھی گئی۔ لیکن یہ خیال نہ کرنا چاہیے کہ عرب کے لوگوں میں ماں کی شرافت کا خیال بالکل تھا ہی نہیں کسی حد تک ضرور تھا بعض شرقا اسکا بہت خیال کرتے تھے۔ امام زین العابدین اور سالم اور قاسم رضی اللہ عنہم جو ہمیشہ سب کے نزدیک وقعت کی نگاہوں سے دیکھے گئے، اسکی یہ وجہ تھی کہ ان لوگوں نے کمالات دینی میں ایسی اعلیٰ ترقی کی تھی کہ انکے خاندانی نقصان پر کسی کی نظر پڑتی ہی نہ تھی۔ ماؤں کا عیب انکے زہد و تقویٰ کے دامن میں چھپ کے فنا ہو گیا تھا۔

ابن خلکان نے امام مخومبر دسے ایک قریشی شخص کا واقعہ خود اسکی زبانی نقل کیا ہے کہ اپنے کہا در میں سعید بن مسیب کے پاس اکثر جایا کرتا تھا ایک دن انھوں نے مجھ سے پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہے میں نے کہا ماں میری تولونڈی تھی۔ یہ جملہ میری زبان سے نکلے ہی مجھے معلوم ہوا کہ جیسے اُنکی نظر میں میری بے وقعتی ہو گئی۔ میں بیٹھا ہی تھا کہ سالم بن عبداللہ بن عمر آگئے جب تھوڑی دیر بیٹھ کے وہ چلے گئے تو میں نے سعید سے پوچھا جناب یہ کون بزرگ تھے انھوں نے حیرت ناک ہو کے کہا واہ وا ایسے شخص کو اور تم نہ جانو یہ تمہاری قوم قریش میں سے ہیں عبداللہ بن عمر بن الخطاب کے بیٹے سالم ہیں۔ میں نے پوچھا انکی ماں کون تھیں انھوں نے کہا تولونڈی تھیں۔ تھوڑی دیر کے بعد قاسم بن محمد بن ابی بکر آئے اور جب وہ چلے گئے تو میں نے اُنکی نسبت بھی وہی سوال کیا انھوں نے وہی کہا کہ عبداللہ ایسے شخص کو

اور تم نہ جانو یہ بھی تمہاری قوم کے نامور شخص قاسم بن محمد بن ابی بکر بن مین نے کہا اور انکی مان کو بچھین  
 کہا لوٹدی تھیں۔ اتنے میں اتفاقاً علی بن حسین بن علی بن ابی طالب آگئے اور جب اٹھ گئے تو میں نے  
 انکی نسبت بھی بتجاہل عارفانہ کر کے دریافت کیا کہ یہ کون تھے۔ کہا واہ وا، انکو نہ جاننا قیامت ہے  
 یہ تو وہ ہیں کہ ممکن نہیں کوئی مسلمان ہو اور انکو نہ جانتا ہو یہ علی بن حسین ہیں۔ میں نے پھر کہا اور  
 انکی مان کون تھیں کہنے لگے وہ بھی لوٹدی تھیں۔ اب میں نے اُسے کہا اپنے آپ کو کینرک زادہ بناسکے  
 میں آپکی نظر میں دلیل ہو گیا تھا لیکن اب عرض کرتا ہوں کہ اس خاندانی معاملہ میں میرا فخر نہیں ہے کہ میں  
 ایسے ایسے لوگوں کا پیرو ہوں۔ میری یہ تقریر سنتے ہی سعید کے بشرے سے معلوم ہونے لگا کہ گویا وہ  
 مجھے بہت ہی با وقعت خیال کرتے ہیں۔

بعض تاریخی بیانات سے تو صراحتہ معلوم ہوتا ہے کہ اہل مدینہ پیشتر لوٹدیوں کی اولاد کو اپنی  
 سوسائٹی میں نہیں مانتے تھے مگر جب قاسم بن محمد اور سالم بن عبداللہ اور علی بن حسین رضی اللہ عنہم نے  
 نشوونما پاکے مدارج علمی و دینی میں ترقی کی تو وہ خیال جاتا رہا اور عموماً لوٹدیوں کی اولاد خاندان میں شریک  
 سمجھی جانے لگی۔ اصلیت تو یہ ہے کہ اہل عرب نے ان لوگوں کو بغیر انکی دینداری کا امتحان لیے  
 اپنی برادری میں لیا اور سٹرگین فرماتے ہیں کہ نہیں اہل عرب نے انکی رگوں میں ایران کے  
 شاہی خاندان کا خون دوڑا کے خاندان نبوت کی عزت بڑھائی۔ اگر تحقیق تاریخی چھوڑ کے مذہبی  
 اصول سے ہم بحث کریں تو کہیں گے کہ جو مسلمان ایسا اعتقاد رکھے وہ کافر سمجھا جائیگا نہ کہ مسلمانوں نے  
 ایسی کارروائی خود اپنی کوشش سے کی ہو۔

سب سے زیادہ سٹرگین کے خیالات کی بیوقوفی اس واقعہ سے ہوتی ہے جسکو ابن خلکان نے  
 ابن قتیبہ سے نقل کیا ہے کہ جناب امام حسین کی شہادت کے چند روز بعد امام زین العابدینؑ نے اپنی والدہ  
 کا عقد جناب امام حسین کے غلام زید سے کر دیا اور اسی زمانہ میں اپنی ایک لونڈی کو آزاد کر کے

(۱) ابو جعفر محمد بن جریر طبری کی تاریخ کبیرہ صفحہ ۲۴۸ میں ہے "علی بن حسین بن علی بن ابی طالب۔ آپکی والدہ عروالہ  
 تھیں جو ام ولد نہیں بعد امام حسین کے زید انکے غلام نے انکو اپنے عقد نکاح میں لیا تب عبداللہ بن زید پیدا ہوئے

اپنے نکاح میں لیا۔ یہ خبر سنے عبدالملک بن مروان نے آپ کے پاس ایک خط بھیجا جس میں ان دونوں باتوں پر آپ کو شرم دلائی تھی۔ امام زین العابدین نے اس کے جواب میں جو تحریر بھیجی اُس میں پہلے تو یہ آیت لکھی تھی۔ ”قَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ“ جس کا مقصود یہ ہے کہ مسلمانوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنا چاہیئے اور اُس کے بعد لکھا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ بنت حبیب بن اخطب کو آزاد کر کے اپنے نکاح میں لیا تھا اور زید بن حارثہ کو آزاد کر کے اپنے بھو بھیجی کی بیٹی زینب بنت جحش کو اُس کے نکاح میں دیا تھا۔

اس سے زیادہ اس بات کا کیا ثبوت ہوگا کہ اسلام میں نہی شرافت کوئی چیز ہی نہیں ہے اور اگر جناب شہر بانو سے کوئی شرافت ہی حاصل کی گئی تھی تو پھر اُس کے ذریعہ سے ایک آزاد شدہ غلام کو بن خاندان نبوت کا قریب بنایا گیا۔

مشرکین کا یہ خیال ہنسنے بعض جہلاء شیعہ میں بھی پایا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اُن کو ایران کے ساتھ خاص بہر دی ہے۔ بیشک ہم مذہبی ایسے تعلقات پیدا کر دیتی ہے اور ایسے تعلقات کو ہم نہایت ہی قابل قدر سمجھتے ہیں لیکن اُسی حد تک کہ دین کی توہین نہ ہونے پائے۔ ہمارے اعتقاد میں تو عربی شریعت پر ایمان لانے والوں میں سے تو ہر شخص کو ایسے خیال سے پرہیز کرنا چاہیئے اس لئے کہ اس میں صاف صاف خاندان

بصیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۹ جو علی بن حسینؑ کے بھائی (اخائی) ہیں۔ اور معارف ابن قتیبہ کے صفحہ ۱۱۰ میں ہے دو علی بن حسینؑ ہنر۔ امام حسینؑ کی نسل آپ ہی سے چلی۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ کی والدہ سند یہ تھیں جبکہ نام بعض سلاف بعض غزائہ بتاتے ہیں۔ بعد امام حسینؑ کے اُن کو امام حسینؑ کے غلام زبید نے اپنے عقد میں لیا اور عبد اللہ بن زبید پیدا ہوئے جو علی بن حسینؑ کے اخائی بھائی ہیں۔ آغانی جو باعتبار اسناد اسی پایہ کی کتاب ہے اس میں بھی یہ واقعہ مذکور ہے۔ ابن خلکان نے شایع غلطی سے جناب شہر بانو رضی اللہ عنہا کے دوسرے شوہر کا نام زید لکھ دیا ہے اگرچہ یہ بتایا کہ وہ امام حسینؑ کے غلام تھے مگر اب ہم کو بعد تحقیق معلوم ہو گیا کہ اُن بزرگ کا نام زید نہیں زبید تھا۔ مولانا جو اسحاق ساکن شیرگانوں ضلع بارہ بنکی مرحوم و مغفور نے بھی اپنی کتاب انصاب الکامل فی احتساب الاراءل کے حصہ اول صفحہ ۱۴۴ میں جناب شہر بانو کے دوسرے شوہر کا نام زید لکھا ہے ۱۲ حسنہ زیر نگرانی۔



نبوت کی توہین ہے۔ یہ سمجھنا کہ عرب کے لوگ اپنے فتوحات کے وقت نوڈیون میں باعتبار عالی نشی یا امارت یا شاہزادگی کے کوئی تفریق کرتے تھے بہت بڑی غلطی ہے عرب کے لوگوں میں اول تو ان دنوں صرف دین کا نام شرافت تھا اور اگر قدیم شرافت کا کچھ خیال تھا بھی تو اپنے قبائل میں۔ اور دیگر ممالک کی عورتوں میں سے تو وہ سب کو ایک ہی نظر سے دیکھتے تھے عام اس سے کہ وہ وزیرزادی ہوں یا شاہزادی امیرزادی ہوں یا فقیرزادی۔ اب اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ ہر قل قیصر روم کی بیٹی<sup>(۱)</sup> الفتح دمشق کے بعد جب مسلمانوں کے ہاتھ میں گرفتار ہوئی تو ایک شامی نو مسلم کے سپرد کر دی گئی جس سے وعدہ کیا گیا تھا کہ اسکی معشوقہ اسکو دیجاوگی اور جب معلوم ہوا کہ اسکی معشوقہ نے خودکشی کر لی تو ہر قل کی بیٹی کا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دیدیا گیا مگر اس شامی سے اسکی جرات نہ ہوئی اور آخر ہر قل کے حسب طلب وہ لڑکی عزت کے ساتھ انطاکیہ بھیج دی گئی جہاں خود ہر قل موجود تھا۔ سچ پوچھیے تو اس فتحندی کے زمانہ میں صد ہا شاہزادیاں عرب میں آگئیں۔ جہاں انہیں بعض بعض دیگر قریشیوں کے گھر میں تھیں بعض عرب کے غلاموں سے پاس تھیں وہاں ایک جناب امام حسینؑ کے گھر میں بھی تھی۔ لیکن وہ جو غلاموں کے پاس تھیں انکا تو کچھ خیال بھی نہیں کیا جاتا مگر ہاں ایک جو پیغمبر کے نواسے کے پاس تھی اسکی بدولت خاندان نبوت معزز بنایا جاتا ہے۔ خود شہر باغ کی دو بہنیں دو قریشی جو انون کے پاس تھیں جبکا ذکر ہو چکا۔ طرابلس واقع آفریقیہ کے گرگوری کی بیٹی قلیا نا عبد اللہ بن زبیر کے گھر میں تھی جو ایسی حسین ایسی تعلیم یافتہ ایسی بہادر اور میدان جنگ میں سپہ گری کے جوہر دکھائی دیتی تھی کہ خود مسٹر گبن کو اس کے حال پر بڑی رقت ہوئی ہے۔

ہم ایک اور سیمہ اور یورپین شاہزادی کا حال اس موقع پر بیان کرتے ہیں جس نے خود اپنے شوق سے ایک عربی غلام کے ساتھ شادی کر لی تھی۔ یہ خاص سپین کی شاہزادی تھی اور مسلمانوں میں تو طیبہ کہلاتی تھی وجہ یہ کہ وہاں نسل کا تھو کو مسلمان تو طاعت تھے اور اسی خاندان کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے اسے طیبہ کہا کرتے تھے۔ یہ شاہزادی دزیر میں سے پہلے حکمران ڈورا غیطشہ کی

(۱) زمان روم کی تاج سر ہر قل قیصر روم کی دختر توامی بہیستر بولس بابے نو مسلم کو دی گئی تھی۔ ۱۲۰۰ عریز نگرانی



پوتی تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ طارق نے جب اسپین کو فتح کیا تو بعض اضلاع پر شاہ ڈنرا کے بیٹے حکمران کیے گئے جنھوں نے اپنی اس بھتیجی پر ظلم کیا۔ بلند ہمت شاہزادی نے دادخواہی کی غرض سے دمشق کا سفر کیا اور ہشام بن عبد الملک کے دربار میں حاضر ہوئی۔ یہاں آ کے اُس نے عمر بن عبد العزیز اموی کے غلام عیسیٰ بن مزاحم سے عقد کر لیا۔ ہشام نے اس شاہزادی کو ایک پروانہ لکھ دیا جو خطا سے شعی کلبی والی اندلس کے نام تھا اور حسین اسکی رعایت اور خاطر داری کی بہت کچھ تاکید کی تھی شاہزادی اپنے شوہر اور اس پروانہ کو لیکر اسپین میں پہنچی اور خاص قرطبہ میں مقیم ہوئی۔ عیسیٰ بن مزاحم کے اس شاہزادی کے بطن سے وہاں اولاد ہوئی اور ایک نسل شروع ہوئی جو اندلس کے آخری ہمدانی دور تک باقی تھی اور ان سب کے نام فٹشلان کے ساتھ اسی شاہزادی کی وجہ سے ہمیشہ قوطی کا لفظ لکھا جاتا رہا۔ ابو بکر بن محمد قرطبی معروف بابن قوطیہ جو اندلس میں ایک بڑے امام وقت گذرے ہیں اور جنکا چوتھی صدی ہجری کے آخر میں انتقال ہوا۔ اسی شاہزادی کی نسل سے تھے اور اسی وجہ سے ابن قوطیہ اُنکا لقب تھا۔ ابن قوطیہ نے خاصہ علم لغت میں جو کمال حاصل کیا وہ بہت کم کسی کو نصیب ہوا ہے اُنکی کتاب المقصور والممدود کی نسبت علامہ ابن خلکان کہتے ہیں کہ وہ مسکو تصنیف کر کے وہ تمام گذشتہ اہل لغت سے بڑھ گئے اور بعد آنے والے ایسی کتاب لکھنے سے عاجز ہیں اُنکے تاجر کا سب سے بڑا سا ٹرفیکٹ یہ ہے کہ ناصر الدین اللہ کا بیٹا خلیفہ حکم جو علم و فضل میں عالم پر فوقیت لے گیا ہے۔ جسکا کتب خانہ مشہور ہے اور جسکی نظر سے بہت کچھ تصانیف منظر ہونے لگی ہیں اور جس نے ان سب کا مطالعہ اس وجہ سے کیا تھا کہ اُنہیں سے بہت کچھ سیکھ لیا۔

کچھ نہ کچھ خوشی دکی ہو۔ اُس نے ابو علی قالی سے جب پوچھا کہ باعتبار لغت سب سے زیادہ بہتر ہمارے تھے کسکو پایا تو ابو علی نے فوراً ابن قوطیہ کا نام لیا۔

اگرچہ یہ خطرات ان اہل فکر کے وقت سے بہت معزز ہو گیا لیکن یہ فضیلت تو علم سے حاصل ہوئی۔

(۱) اسلامی عد سلطنت میں اسپین یعنی اندلس اور اُسکے شہروں کی رونق اور شان و شوکت کا کچھ کچھ مفصل حال ہماری کتاب کتب خانہ اسکندریہ میں مندرج ہے ۱۲ عزیز نگرامی۔

ہنگویہ نہیں بتایا گیا کہ ہمارے اس غلام کو یورپ نے ایک مسیحی اور نسل گاتھ کی شاہزادی دے کے کون سی شرافت دیدی۔ ہمارے سچی دوست اُنسی شرافت سے نہ بحث کریں جو وہ پارسینوں سے لیکے ہمیں دیتے ہیں۔ وہ یہ بتائیں کہ خود اپنی فیاضی سے اُنھوں نے ہنگو کون سی شرافت بخشی۔

## اسلامی رقیبت

حضرت ابن سیرین اگرچہ بہت بڑے مشاہیر علمائین سے تھے اور عقل نہیں قبول کرتی کہ اُس عہد کی اسلامی خلافتیں جواہل فضل و تقویٰ کی انتہا سے زیادہ قدردان تھیں ابن سیرین کی قدر نہ کرتی ہوں لیکن صرف اُنکی اتقا و برہنہ کاری کا نتیجہ تھا کہ بیچارے دیگر ورع علمائے اسلام کی طرح ذلیل پیشہ بزازی کرتے تھے کپڑے نیچتے تھے اور اُنھیں کے ذریعہ سے جو کچھ آمدنی ہوتی تھی اُس پر اپنی زندگی بسر کرتے تھے۔ قدیم علما اور مشائخ کی عام سوانح عمریان دیکھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اُس عہد میں مقتدائی کوئی پیشہ نہیں تھا جس طرح آج کل علما اور پیر زادے ہاتھ و پاؤں توڑ کر بیکار بیٹھ رہتے ہیں استفناد ستھان کرنے اور نماز و روزہ کی پابندی کرنے کی مزدوری مقتدون اور مریدوں سے وصول کیا کرتے ہیں اور گویا مقتدا ایک پیشہ بن گیا ہے۔ یہ اسی کا نتیجہ تھا کہ ابن سیرین ادا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہما کے ایسے مقتدایان دہرچہ اپنے ہی زمانہ کے نہیں ہر اسلامی دور کے سر تاج ہیں کپڑا بیچ بیچ کر اپنی زندگی بسر کرتے تھے شرمندہ ہونا چاہیے اُن لوگوں کو جو آج کل غریب جولاہوں کو ذلت کی نگاہ سے دیکھا کرتے ہیں۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عہد معدلت حمیدین ششی ابن حارثہ شیبانی نے ایران پر فوج کشی کی سلاطین عجم کی قسمت سے ناکامی اور تباہی کے آثار نمایان ہوئے اور اہل عرب کے گھوڑے عراق عرب کے میدانوں میں اپنی جولاہیان دکھلانے لگے۔ چند روز کے بعد جب ایرانیوں نے زیادہ قوت کے ساتھ مقابلہ

(۱) تاریخ اسپین میں ہے کہ راورق شاہ اسپین کی بی بی جو گاتھ نسل سے تھی اور جس کا نام آملہ ہے اُس کا عقد موسیٰ بن نصیر گورنر بربر (المغرب) کے بیٹے عبدالعزیز سے ہوا تھا اور بجائے آملہ کے اُس کا نام اومالسم (قیمتی طوق والی لیدی) رکھا گیا تھا۔ ۶۰۲ ہجری مگر امی۔

کرنا چاہا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو شمشیر کی لکب پر روانہ کیا۔ اگرچہ حضرت خالد اُسی وقت سیکہ کذاب کی فوجوں کو منتشر کر کے آئے تھے اور ہنوز دم لینے کی مہلت نہ ملی تھی کہ حکیم جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ انھیں ایران کی طرف روانہ ہونا پڑا۔ انبار اور حیرہ کی فتح کے بعد جب عین التمر فتح کیا گیا تو بہت سے لوگ مسلمانوں کے ہاتھ گرفتار ہوئے جن میں سیرین بھی تھے۔ یہ تمام امیر عساکر اسلامیہ میں تقسیم ہوئے تو سیرین حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو ملے۔ جب حضرت انس کو معلوم ہوا کہ میرا غلام سیرین بہت بڑا ہنرمند شخص ہے اور اپنی ذاتی لیاقت سے بہت کچھ حاصل کر سکتا ہے تو انھوں نے اسے اس ضمنوں کا ایک اقرار نامہ لکھ دیا کہ اگر تم اپنے پیشہ سے حاصل کر کے پورے بیس ہزار درہم بچھو، اور کروڑوں گے فرائزاد ہو جاؤ گے۔ سیرین نے بڑی مشقتوں سے مختلف افساطین زر معلومہ کو اکرو دیا اور آزاد ہو گئے۔ بعض مورخین کا بیان ہے کہ سیرین ابن سیرین کی ماں کا نام ہے اگر یہ صحیح ہو تو غالباً یہ سیرین لفظ شیرین کا معرب ہے۔ چہ کہ اکثر ایرانیہ عورتوں کا نام ہوتا ہے۔

ابن خلکان اس بچہ کی روایت کے مخالفت میں بیان کرتے ہیں کہ محمد بن سیرین کی ماں کا نام صفیہ تھا جو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی لونڈی تھیں۔ جس رات سیرین کا عقد صفیہ کے ساتھ ہوا ہے اُس رات محفل نکاح میں سترہ غازیان بدر شریک تھے جن میں سے ایک کی بھی موجودگی اُس ایمانی دور میں نہایت موجب برکت اور اہل محفل کے لیے باعث فخر و مباہات خیال کی جاتی تھی۔ انھیں غازیان بدر میں سے جو صفیہ اور سیرین کی محفل عقد میں شریک تھے ایک حضرت ابی بن کعب انصاری رضی اللہ عنہ تھے جن کی عظمت اور جلالت کو ہر مسلمان جانتا ہے۔ حضرت ابی بن کعب انصاری رضی اللہ عنہ نے نکاح کے بعد دونوں دولہا اور دھن کے لیے درگاہ رب العزت میں بہت کچھ دعائیں مانگی تھیں۔ عسلوہ برین جب صفیہ عروس بنائی گئی تو اُس زمانہ میں صحبت میں تین اُمہات المومنین ازواج حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے بابرکت ہاتھوں سے صفیہ کی آراستگی کی اور اُسے خوشبو وغیرہ لگا کے معطر کیا اور خیر و برکت کی دعائیں دیں۔

یہاں سے اندازہ کرنا چاہیے کہ مسلمانوں میں غلامی اگر تھی تو کیسی چیز تھی اور غلاموں کے ساتھ

کیسا برتاؤ کیا جاتا تھا۔ اُس زمانہ میں دولت مندوں اور مالداروں کی شرکت کوئی بابت و قیمت چیز نہیں خیال کی جاتی تھی غازیانِ بدر کا اسلام میں ایسا رتبہ تھا کہ جب تک اُنہیں سے ایک شخص بھی زندہ رہا تمام دنیائی اسلام کے لوگ اُسکو اپنا افتخار سمجھتے رہے۔ اُنہیں سے کوئی شخص جہان جاتا تھا آنکھوں پر پٹھلا باندھا جاتا تھا اور اُسکے قدم لیے جاتے تھے۔ عورتوں میں اہمات المؤمنین کی ایسی عظمت تھی کہ تمام اسلام کی عورتوں کا وہ ہمیشہ مرجع رہیں۔ پھر ایسے بابت و قیمت لوگ لونڈیوں اور غلاموں کے ساتھ ایسا برتاؤ کریں تو سمجھنا چاہیے کہ تمام مسلمان اُنکی کس درجہ قدر کرتے ہونگے۔ ایک لونڈی کو اُس رسولِ برحق کی تین بی بیوں سے مبارک ہاتھوں سے زیور عروسی سے آراستہ کریں! سبحان اللہ۔ وہ لونڈی ہماری آزاد بی بیوں سے کڑور درجہ بہتر ہے جسکو ایسے بابرکت ہاتھ آراستہ کریں۔ غلاموں کے ساتھ ایسے برتاؤ کی ایک مثال بھی شاید نہ یونان پیش کر سکیگا نہ روم اور نہ یورپ کوئی ایسا نمونہ دکھا سکتا ہے بلکہ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ دین عیسوی کی تاریخ بھی ایسے فروتنی کے نظائر سے خالی ہے پھر کتنے بڑے تعجب کی بات ہے کہ اس غلامی پر آج اعتراض کیا جاتا ہے اور مسلمان ملزم ٹھہرائے جاتے ہیں۔ الغرض اُنہیں بابرکت اور اُنہیں مقبول دعاؤں کا نتیجہ تھا کہ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ابن سیرین کا ایسا عمدہ محدث معبرِ فقیہ عابدِ زاہد اور پرہیزگار پیدا ہوا جسکا نام تاریخ کے صفحات پر ہمیشہ فخر کے ساتھ لکھا رہیگا اور جسکے نام کو اسلامی سوسائٹیاں قیامت تک ادب سے زبان پر لاوئیں گی۔

ابن سیرین جناب عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دوسرے سال یعنی ہجرت سے پچیس برس بعد اسی خوش نصیب صفیہ کے بطن مبارک سے پیدا ہوئے۔ بچپن کا زمانہ صحابہ کی صحبت میں گذرا اور صحابہ عورتوں کی مبارک گودوں اور پاک دامنوں میں پرورش پائی۔ آپکی ورع و اتقا کا پہلے ہی سے شہرہ ہو گیا تھا اور علمائے زمانہ اسی وجہ سے اُنکی نہایت قدر و منزلت کرتے تھے۔ حدیثیں اُنہیں ابوہریرہ اور عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن زبیر اور عمران بن حصین اور انس بن مالک رضی اللہ عنہم کے ایسے جلیل القدر اور سریر آور دہ صحابیوں سے حاصل ہوئیں اور اُنہیں بزرگوں کی شاگردی پر اُنہیں ناز رہا۔ قتادہ بن دعائمہ اور خالد بن ابوالیوب سختیانی کے ایسے نامور محدثین ابن سیرین کے شاگرد رشید ہیں۔

مسلمانوں کے برگزیدہ گروہ میں کوئی ایسا متنفس نہوگا جو ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن مبارک  
 مروزی کے نام لینے سے اُنکے فضل و مراتب اور اُنکی عظمت و شان سے واقف نہو جاوے۔  
 بستان المحدثین میں قبل اسکے کہ ابن مبارک کی سوانح عمری لکھی جاوے بطور تمہید یہ لکھا ہے کہ  
 ہر چند ابن مبارک اپنے مرتبہ اور شان کے لحاظ سے اعلیٰ طبقہ میں ہیں اور آپکی مختصر تعریف سوا اسے  
 اسکے نہیں ہو سکتی ہے کہ یہ کہا جاوے کہ مثل امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کے ہیں۔  
 اُنکے پدر بزرگوار ایک غلام تھے اور اُنکا مالک ایک ہمدانی تاجی تھا۔ تاریخ عامری میں لکھا ہے کہ عبد اللہ  
 کے پدر بزرگوار مبارک نہایت متقی اور پرمیتر گار اور زاہد تھے اُنکے مالک نے مبارک کو داروغہ باغ  
 کر دیا تھا۔ ایک روز تاجر نے کہا کہ ایک انار ترش باغ سے توڑ لاؤ۔ یہ گئے اور انار لے آئے  
 کھاٹا تو وہ شیریں تھا۔ ترکی تاجر نے کہا کہ میں نے تو ترش انار مانگا تھا تم شیریں لے آئے۔ مبارک نے  
 کہا میں جانوں کون شیریں ہے کون ترش جو شخص چکھے وہ کہے کہ فلان درخت میں کھٹا انار ہوتا ہے اور فلان  
 میں شیریں۔ ترکی تاجر نے کہا کہ کیا تم نے اب تک کوئی انار نہیں کھایا؟ کہا آپ نے مجھے داروغہ باغ کیا تھا  
 اس بات کی محکوم اجازت نہ تھی کہ میں اُسکا انار بھی کھاؤں مجھ کو آپ کے حکم کی تعمیل اسی قدر کرنا تھی کہ اس  
 باغ کی نگہبانی کرتا۔ ترکی تاجر اس احتیاط اور دیانت داری سے نہایت خوش ہوا اور اُنکو اپنی صحبت میں  
 رکھا اور باغ دوسرے کے سپرد کیا۔

ابن خلکان اس قصہ کو بعض مورخین کے حوالہ سے ابراہیم ادہم کی طرف منسوب کرتے ہیں ایسا ہی کچھ  
 طوطی نے سراج الملوک میں لکھا ہے لیکن بستان المحدثین میں مبارک ہی کی نسبت لکھا ہے۔ وہ اس  
 حکایت کو بھی نقل کرتے ہیں اور یہی حکایت مبارک ہی کی نسبت روضۃ المہطور میں بھی ہے کہ مبارک کے  
 مالک نے ایک دن اپنی لڑکی کی شادی کے بارہ میں جو کہ حبلوغ کو پہنچ گئی تھی اُسے مشورہ لیا مبارک  
 نے کہا کہ جاہلیت کے زمانہ میں عرب حب و نسب کو زیادہ ترجیح دیتے تھے اور کفو غیر کفو کا لحاظ کیا کرتے تھے  
 یعنی جاہلیت کے عرب تو اپنی بیٹی حب و نسب کے واسطے دیتے تھے۔ اور یہود مال کے واسطے اور نصاری  
 جمال کے واسطے۔ اور اسلام میں اعتبار دین کا ہے ان تینوں میں جو پسند خاطر ہو وہ اختیار فرمائیے۔



اُنکے مالک کو انکی عقل بہت پسند آئی۔ گھر میں جا کر لڑکی کی ماں سے یہ مشورہ بیان کیا اور کہا کہ میں چاہتا ہوں  
لڑکی مبارک کو دوں کیونکہ مبارک زہد و تقویٰ میں سرآمد روزگار ہے اگرچہ غلام ہے لیکن اُسکے افعال  
شریف ہیں۔ لڑکی کی ماں بھی راضی ہو گئی اور لڑکی اُنکو دیدی اُس سے ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن مبارک مروزی  
سال ۱۱۹ھ یا ۱۲۰ھ میں پیدا ہوئے۔

ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن مبارک مروزی دنیا سے اسلام میں کس پایہ کے شخص ہیں؟ ابتداً حضرت  
امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے اُنھوں نے تفقہ کیا۔ جب امام محدوح کا وصال ہو گیا تو مدینہ میں آئے اور  
امام مالک علیہ الرحمہ سے تحصیل علم فقہ فرمائی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کا اجتہاد دونوں پہلو رکھتا ہے اور  
آپ کے فتاویٰ ایک ہیئت مجموعی رکھتے ہیں چنانچہ حنفیہ اپنے مجتہدین میں شمار کرتے ہیں اور مالکیہ طبقات  
علمائے مالکیہ میں شمار کرتے ہیں اور محدثین اپنے گروہ میں داخل کرتے ہیں۔ آپ کی عمر سفر میں گزری۔ کبھی  
حج میں کبھی جہاد کبھی تجارت اور تمام ممالک اسلامیہ میں بھرے۔ امام مالک اور سفیان ثوری اور سفیان  
بن عیینہ اور ہشام بن عروہ اور عاصم اہل سلیمان تہمی اور حمید طویل اور خالد خداؤ اور دیگر علمائے کبار  
تابعین اور تبع تابعین سے اخذ حدیث فرمایا اور بڑے اکابر محدثین آپ سے فیضیاب ہوئے مثلاً عبد الرحمن بن اسدی  
اوچکی بن معین اور ابو بکر و عمر سیران ابی نعیمہ اور امام احمد اور حسن بن عرقہ وغیرہ آپ ہی کے شاگرد ہیں۔ ابن مبارک  
خود فرماتے ہیں کہ میں نے چار ہزار اکابر علماء و فقہاء سے اخذ علم کیا لیکن میں کسی سے روایت نہیں کرتا ہاں صرف ہزار شیوخ محدثین سے  
عجب ہے کہ سفیان ثوری اجلہ شیوخ اساتذہ میں ہیں لیکن عبد اللہ بن مبارک سے خود اخذ حدیث کیا اور سفیان ثوری  
باوجود اہل فضل و کمال اور علم کے جس سے بڑے بڑے کا ملین کو حیرت ہوتی ہے ہمیشہ ہی فرماتے رہے کہ مجھ کو اس لڑکی  
آرزو رہی کہ بہت کچھ کوشش کی کہ تین شب در و در تمام سال میں ابن مبارک کی طرح سیر کروں مگر نہ ہو سکا۔

حسن بن شعیب فرماتے ہیں کہ ایک روز جاڑے کے دنوں میں نماز عشا پڑھ کر ابن مبارک کے ہمراہ مسجد سے  
چلا اور ارادہ تھا کہ گھر جاؤں۔ جب مسجد کے دروازہ پر ہم پہنچے تو ایک حدیث کا ذکر آگیا۔ ابن مبارک نے اُسکے  
جواب میں تقریر کرنی شروع کی اور اُسی جگہ میں کھڑا ہو گیا اُس دلچسپ تقریر میں ہکویہ بھی نہ معلوم ہوا کہ رات  
کیونکر گزر گئی اُسوقت ہم چونکے جب موذن نے صبح کی اذان دی زیادہ زیادہ ہے۔



امام ائمۃ المجتہدین سراج الائمۃ حضرت ابو حنیفہ نعمانؒ کو فی رحمۃ اللہ علیہ۔ بن ثابت بن نعمان بن مرزبان بن ثابت بن قیس بن یزید جرد بن شہر یار بن پرویز بن نو شیروان بادشاہ فارس۔ ابنای احرار فارس سے ہیں تاریخ ابن خلکان وغیرہ میں خطیب بغدادی وغیرہ سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہ کے پوتے اسمعیل نے کہا کہ میں اسمعیل بن حماد بن نعمان بن ثابت بن نعمان بن مرزبان فارس کے ابنائے احرار سے ہوں اور قسم خدا کی ہمیں کبھی بھی رقی واقع نہیں ہوئی میرے دادا ابو حنیفہؒ میں پیدا ہوئے اور پردادا میرے یعنی ثابت صغریٰ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں لائے گئے اور حضرت علیؑ نے اُنکے اور اُنکی اولاد کے حق میں برکت کی دعا کی اور ہم امید کرتے ہیں کہ تحقیق خدا سے تعالیٰ نے حضرت علیؑ کی دعا ہمارے حق میں قبول کی اور نعمان بن مرزبان جو ثابت کا باپ ہے اُسے نو روز کے روز حضرت علیؑ کو تحفہ کے طور پر فالودہ بھیجا تھا جس پر حضرت نے فرمایا تھا کہ اسی طرح ہر روز ہکو فالودہ دیا کر۔

شامی میں ابن حجر کی کتاب خیرات الحسان فی مناقب النعمان سے منقول ہے کہ اکثر علماء اس بات پر متفق ہیں کہ ابو حنیفہ کا دادا اہل فارس سے تھا۔ اور وہ جو ابن خلکان نے لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت بن زوطی بن ماہ کے بیٹے ہیں اور زوطی ابن تیم السد بن ثعلبہ کا غلام تھا جسے اُسکو آزاد کر دیا تھا۔ اس سے امام پر رقیق واقع نہیں ہوتی کیونکہ یہ قول بلا سند ہے۔ اگر بالفرض تسلیم بھی کر لیا جائے کہ اس قول کی کچھ اصل ہوگی تو اسکی تطبیق اس طرح پر ہو سکتی ہے کہ اسمعیل بن حماد بن ابو حنیفہ کا قول باعتبار حد صحیح کے ہے اور دوسرا قول باعتبار حد فاسد کے ہے اور رقیق والدہ کی طرف سے کوئی عیب نہیں ہے نہ سعادۃ اللہ حضرت اسمعیل علیہ السلام کی رقیق لازم آئیگی کیونکہ اُنکی والدہ حضرت ماجرہ حضرت سارہ علیہم السلام کی بیوی تھیں۔ ولادت اُنکی کوفہ سلطنت اور بقول اصح غزوہ فحیحہ میں ہوئی مفضل السعادت بن منقول ہے کہ حضرت ثابت آپ کے والد ماجد فوت ہوئے تو آپ کی والدہ ماجدہ نے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے

(۱) تہذیب الکمال وغیرہ میں نعمان بن ثابت بن زوطی بن ماہ لکھا ہے اور کہا گیا ہے کہ زوطی اہل کابل یا بابل سے ابن تیم اللہ کی ملوک تھی جسے اُسے آزاد کر دیا تھا و قیل ثابت بن طاؤس بن ہرمل ملک بنی شیبان ۱۲ عزیز نگرانی

سلاح کیا اور آپ اُس وقت صغیر سن تھے۔ پس آپ نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی گود میں پرورش پائی اور یہ آپ کے لیے منقبت عظیمہ ہے۔ آپ بعد تحصیل علم ضروری کے ہوش سنبھالتے ہی خرید و فروخت میں مشغول ہوئے لیکن چونکہ امام شیعہ کوئی نہ آپ میں توفیق اور ہونہاری دیکھی تو آپ کو کمال تحصیل علم کی رہبری کی۔ اس پر آپ خرید و فروخت کا کام چھوڑ کر تحصیل علم میں مشغول ہوئے یہاں تک کہ علم کلام میں مشارالہ زمانہ ہو گئے پھر آپ کے جی میں آیا کہ اصحاب و تابعین ایسے نہیں ہوئے بلکہ انھوں نے ایسے علوم سے ممانعت کی ہے اور بجز شریعت و فقہ کے اور کسی علم میں انھوں نے غرض نہیں کیا۔ اس پر آپ حدیث و فقہ میں مشغول ہوئے چنانچہ چار ہزار شاہ نسخ تابعین اور کبار تبع تابعین سے فقہ اور حدیث کو اخذ کیا۔ ہمارے امام الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل و مناقب پر اُنکے معاصرین اور اُنکے علمائے کرام نے شہادت دی ہے۔ زیادہ زیادہ ہے اگر کسی کو زیادہ فضائل اور مناقب اور تاریخی حالات دیکھنا منظور ہو تو حدائق المحفۃ ملاحظہ کریں۔

امام الاعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کے تاریخی حالات میں مورخین کا بہت اختلاف ہے بعض موضح آپ کی تاریخ ولادت سنہ ۸۰ھ اور بعض سنہ ۱۰۰ھ بتاتے ہیں اور تاریخ خمیس جلد دوم میں ہے نعمان بن ثابت بن زوطا بن مہاجر الکوفی مولیٰ بنی تیم شد بن ثعلبہ اور الثواری المنیۃ فی مناقب ابی حنیفہ میں الجواسر المنیۃ فی طبقات الحنفیۃ للمولانا شیخ عبدالقادر سے منقول ہے اباحنیفہ نعمان بن ثابت بن کاؤس بن ہریر بن مرزبان بن بہرام بن حرز بن ہاشم بن حسیک بن ادربود بن ہرواس بن بہرام۔۔۔۔۔ اور ایسی ہی حافظ ابی اسحاق ابراہیم الصرغینی نے بھی لکھا ہے اور ابو مطیع نے اُنکو نسل عرب سے شمار کیا ہے کہ نعمان بن ثابت بن زوطا بن یحییٰ بن زید بن اسد بن راشد الانصاری۔ اور آپ کے والد ثابت کے حالات زندگی بالکل نامعلوم ہیں۔ غرض کہ جس کسی کو اس سے زیادہ وقفیت منظور ہو کتاب اول الذکر یعنی حدائق المحفۃ اور غرائب البیان فی مناقب نعمان اور سیرۃ نعمان وغیرہ ملاحظہ کرے۔

## فتاویٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

چہ می فرمایند علمائے دین و مفتیان شرع متین اندرین مسئلہ کہ شرع محمدی میں اور شاستر ہندو دین لونڈیان دو ہی قسم کی قرار پائی ہیں ایک وہ جو زبرد خرید ہو دوسری وہ جو جدال و قتال کر کے معرکہ جہاد میں ہاتھ آئے سو بی بی ہاجرہ زوجہ ثانیہ حضرت ابراہیم کی ان دونوں صورتوں سے بری ہیں کہ ہاری تحقیقات سے یہ بات ثابت ہے خلاصہ الانبیاء میں یوں لکھا ہے کہ سنان بن علون ایک بادشاہ تھا مقام مصر میں۔ اُسے جبکہ شہرہ حسن بی بی سارہ زوجہ اولیٰ حضرت ابراہیم کا سنا تو بی بی صاحبہ موصوفہ کو پیش خود طلب کیا اور دست دراز کیا پس ہاتھ اُس نا پاک کا خشک ہو گیا تب وہ خائف ہوا اور سنا اُس جناب طاہرہ سے دعا کا ہوا آپنے دعا کی ہاتھ اُسکا اچھا ہو گیا تب اُسے شکر یہ میں بی بی ہاجرہ کو دیا اور کہا ہذا الاجرت یعنی یہ تیری اجرت ہے لہذا یہ سبب تلو سے ایام کے یہ لفظ مخفف ہو کر ہاجرہ رہ گئی اور بیان کہ قدیم تفسیر ہے اور اب کتب خاتہ نواب مدراس کے یہاں موجود ہے امین مٹی لکھا ہے مگر تورات میں لفظ جاریہ لکھا ہے نواب اگر لفظ جاریہ پر خیال کیا جاوے تو لغت میں اُسکے چند معنی قرار پائے ہیں لہذا جاریہ یعنی کشتی و آفتاب و دختر و کنیزک غیاث اللغات اور قاموس میں ہے نواب خیال کرنا چاہیے کہ جب ایک لفظ کے چند معنی قرار پائے تو پھر جو معنی جہاں چسپان ہوں بولنا چاہیے اور مقام مذکورہ بالا میں بہر صورت بی بی کے بھی معنی موزون ہو سکتے ہیں۔ کیا وجہ کہ جب اتنا بڑا معجزہ اُسے ہوا بادشاہ نے برائے العین شاہدہ کیا تو اُسکے عوض میں لونڈی دیا ہو کبھی عقل سلیم قبول نہ کر گی لہذا امیدوار ہے کہ ثبوت دختر ہوتے یا لونڈی ہونے کا از روئے کتب معتبرہ و روایات معتبرہ اہل اسلام سے تحسیر کر کیجئے۔ بیٹھو اونو جروا۔

## الجواب

وہ درحقیقت کنیزک نہ تھیں چنانچہ تفسیر کشاف و معالم و مارک وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے اور کسی تفسیر سے

لوٹدی ہونا ثبوت نہیں جو کہ وہ کاذب ہے واللہ لبقول الحق وهو یحیی السبیل۔ حررہ سیف الدین  
جعفری ریواڑی۔

### ہو المصوب

عبارات مفسرین اور مورخین سے اشارۃ و صراحتہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ہاجر کنیزک تھیں کیونکہ  
جمہور مفسرین قصہ بادشاہ مصر میں یہ عبارت لکھتے ہیں فوہنہا ہاجر اور علانہ مجیر الدین حنبلی مورخ  
انس جلیل فی تاریخ القدس والتخلیل میں لکھتے ہیں لہذا سارا براہیم الی مصر ومعہا سارۃ زوجتہ وھما  
فرعون مصر ہاجر فلما قدم الی الشام واقام بین الرملة والیاء وکانت سارۃ لا تحبل وھبت ہاجر  
لابراہیم فواقمھا فحملت وولدت اسمعیل انھی پس لفظ فوہنہا اشارہ کا صراحتہ ہے اس طرف  
کہ ہاجر کنیزک تھیں نہ اولاد اُس بادشاہ کی۔ پھر جب سارہ کی ملک میں آئیں انھوں نے حضرت ابراہیم  
کو بہ کر دیا کیونکہ ہر کس و ناکس پر ظاہر ہے کہ یہ عرف اور شرع میں عبارت ہے اپنی ایک شے  
مملوک دوسرے کو دیدینے سے پس اگر ہاجر بیٹی ہو تین تو بہ کا اطلاق جائز نہوتا اور مورخ حسین  
دیار بکرمی تاریخ خمیس<sup>(۱)</sup> میں لکھتے ہیں قال ابن طہیة ہاجر من ارض العرب من قریۃ کانت  
ام القری من ارض مصر کذا فی سیرۃ ابن ہشام ویقال ان ہاجر کانت قبل الرق بنت ملک  
من ملوک القبط فاخذہا ایاہا وخیل سبیلہا وقال ہذا لك وکان لا یولد لابراہیم من  
سارۃ فوہبت سارۃ ہاجر لہ انھی یہ عبارت صریح ہے اس باب میں کہ ہاجر کنیزک تھیں بادشاہ  
مصر کی بیٹی نہ تھیں۔ بلکہ قبل کنیزک ہونے کے وہ ایک بادشاہ کی بادشاہان قبط سے بیٹی تھیں اور زیادہ  
صریح اس سے یہ عبارت ہے کہ اسی تاریخ خمیس میں ہے دوسرے مقام میں فی معالم التنزیل  
ولد لابراہیم ثمانیۃ بنین اسمعیل وامنہ ہاجر القبطیۃ ام ولد انھی اور ہر کس پر  
روشن ہے کہ ام ولد اُس لوٹدی کو کہتے ہیں کہ مولی اُس سے صحبت کرے اور اُس کے بطن سے جو لڑکا  
پیدا ہوا اسکو اپنی طرف منسوب کرے۔ اور جلال الدین سیوطی حسن الحاضرۃ فی اخبار مصر والقاہرۃ میں لکھتے ہیں  
(۱) دیکھو جلد اول صفحہ چھپاسی مطبوعہ مصر ۱۲ غزیز نگراچی۔

قال ابو عبد الحکیم حدثنا عمر بن صالح اخبرنا مروان القصاص قال صاهر الى القبط من الانبياء ثلثة ابراهيم تسرى هاجر ويوسف تزوج بنت صاحب عين شمس وبنينا صلي الله عليه وسلم تسرى مارية انحى پس لفظ تسرى صاف وال ہے کہ وہ کنیزک تھیں۔ اگر کسی کو شک ہو وے کہ لونڈی بہ نسبت حرہ کے رذیل اور بیقدہ ہوتی ہے پس حضرت اسمعیل نبی جلیل القدر اور نبی آخر الزمان کے اجداد میں ہیں چونکہ لونڈی کے بطن سے پیدا ہونے والی ذات میں نقص آگیا پس اسکو یون دفع کرے کہ اللہ جل شانہ کے نزدیک قدر اور عزت بحسب تقویٰ کے ہے نہ حسب رقیبت اور حریت کے قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ اور حضرت ہاجر اگرچہ کنیزک تھیں مگر بہ نسبت سارہ کے نہایت متقی اور پرہیزگار تھیں کہ لا یمحض علی من طاعت کتب التفسیر والحديث پس کسی طرح کا نقصان ذات اسمعیل میں نہیں آیا بلکہ کمال عارض ہوا اسی واسطے فقہاء لکھتے ہیں کہ جو شخص حضرت اسمعیل کو حقارت کی نیت سے کہے کہ وہ لونڈی کی اولاد سے ہیں وہ کافر ہے لان تدلیل الانبیاء کفر اور اگر بالفرض تسلیم کیا جاوے کہ ہاجر والدہ اسمعیل رذیل تھیں پس اس سے ذات اسمعیل میں ہرگز نقصان نہیں آتا غور کرنا چاہیے کہ اصل تمام بنی آدم کی حتیٰ کہ جلد انبیاء کی ایک قطرہ متی سے ہے کہ وہ نجس اور خراب ہے پھر اس سے نقصان ذات آدمی میں نہیں ہوتا ہے اور بقول جمهور مفسرین کے باپ حضرت ابراہیم کے یعنی آذر کا فر تھے لیکن اس سے ذات ابراہیم میں نقصان

(۱) فی الحقیقت رقیبت اور حریت کے لحاظ سے اللہ جل شانہ کے نزدیک قدر و عزت نہیں ہے بلکہ تقویٰ کے لحاظ سے ورنہ اللہ اشاعر میں امام مہتمم سے امام دواؤد ہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم تک کل اللہ کی ذات میں نقصان لازم آئیگا کیونکہ ان سب کی شرفیہ ام ولد یعنی کنیزک ہی ہیں۔ ۱۲ عزیز نگرانی

(۲) بعض مفسرین و محدثین متفق ہیں کہ حضرت ابراہیم کے والد کا نام آذر ہے اور بقول شافعیہ اور جمهور مورخین حضرت ابراہیم کے والد کا نام تاج حاسی ہے لیکن اکثر مفسرین و محدثین کے نزدیک تاریخ خای مجہد سے ہے اور مولانا شرف الدین علی نے بھی خای مجہد سے ظفر نامہ میں تصحیح کی ہے اور کہتے ہیں کہ تاریخ تاریخ سے ماخوذ ہے اور صحیح بھی خای مجہد سے ہے اور تورات مقدس کتاب پیدائش باب ۱۱۔ آیت ۲۶۔ اور انجیل لوقا باب ۳۔ آیت ۳۴ میں تاج حاسی سے ہے ۱۲ عزیز نگرانی۔

نہیں آیا واللہ اعلم حررہ محمد عبالحی عفی اللہ عنہ

ما قولکم ایہا العلماء الکرام فی ہذا المسائل۔ سادات صحیح النسب کا یوم النیامت منتفع بالنسب ہونا بادلہ کثر عیہ ثابت ہے یا نہیں اور بقدر اول انتقال سے کیا مراد ہے آیا وہ لوگ باوصف بے علم اور بے عمل ہونے اور بحالت فسق و فجور بلا توبہ مرجانے کے بھی بوجہ انتساب الی البنی کے دخول النار سے مطلقاً محفوظ رہیں گے اور مواخذات اخرویہ سے مامون ہونگے یا بعد دخول فی النار اور سزا پانے معاصی کے شفاعت محمدی صلعم مثل مومنین غیر سادات کے داخل بہشت ہونگے اور اس صورت میں درمیان سادات اور دوسرے مومنین امت محمدیہ کے کیا فرق ہوگا کیونکہ بھجواسے شفاعتی لاہل الکبائر من امتی جملہ مومنین تحت وعدہ شفاعت داخل ہیں۔ کوئی شخص سادات سے بزوال ایمان و سوز خاتمت مرکتا ہے یا بایمان مرزا سادات کا بدلائل ترغیب و نصوص احادیث محتسب ہے اور اگر جائز ہے تو اسکی دلیل کیا ہے۔ سوا سادات کے اور اقوام جو شرفا کہے جاتے ہیں اور منتسب طرف صالح نسباً و نسبتاً ہیں جیسے شیخ صدیقی و فاروقی و عثمانی و علوی غیر فاطمی وہ لوگ باوصف محروم رہنے کے دولت علم و عمل سے اور بتلا بفسق و فجور رہنے اور بلا توبہ مرجانے کے صرف بہرکت صلاح منتسب الیہم کے دخول نار و جہنم و اخرویہ سے محفوظ رہیں گے یا بوجہ فاسق و فاجر ہونے کے سزاے اعمال پائیں گے اور نسبت الی اصحابین عاقبت میں ان لوگوں کے کام نہ آوے گی۔ سوا سادات اقوام مذکورہ کے دوسری اقوام جو بظاہر منتسب کسی صالح کے نہیں ہیں جیسے افغانہ و مغل و دیگر اقوام جو عرفاً اذال کہے جاتے ہیں انکے سلسلہ آبائین اگر صالح و ولی گذرا ہو تو بقیاس الی الشیوخ الصدیقی و غیر ہم وہ لوگ بھی باوصف بے ایمان مرجانے یا بحالت فسق و فجور بلا توبہ دنیا سے رحلت کرنے کے بہرکت اب صالح کے مواخذات اخرویہ سے مامون رہیں گے یا نہیں۔ چونکہ یہ مسائل متنائے فیہا ہیں اور متنازعین اہل علم ہیں جواب ہر شق سوالات کا مفصل و مبسوط بہ تقریر واضح حاوی ادلہ ہر امر مندرج جواب و نقل عبارات معتبرات ارقام فرمایا جاوے فقط

(۱) سادات عبارت از فرزندان صوری حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم می تواند شد چرا کہ مؤلف بصط باسطی نوشتہ

کہ فرزندان معنوی عبارت از اولیاست۔ عزیز نگرامی ۱۲



## موالمصوب

سادات کا بحالت فسق و فجور مرنے کے بلا توبہ دخول نار اور عذاب سے مطلقاً محفوظ رہنا بوجہ انتساب الی  
النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نہیں ہے بلکہ آثار اور اخبار سے اُسکے خلاف ثابت ہے نور الدین علی سہودی  
جو اہل العقیدین فی فضل الشرفین ذکر یا نبی لائل البیت میں لکھتے ہیں الثالث اجتناب کل قبیح شرعاً فان  
القبیح من اهل هذا البیت ابقہ منہ من غیرہم ولہذا قال الجاس لاجنہ عبد اللہ کما  
فی تاریخ دمشق یا بنی ان الکذب لیس باحد من هذه الامة ابقہ منہ لی ویک وباهل بیتک  
یا بنی لا یكون شیء مما خلق احب الیک من طاعته لا اکرة الیک من معصيته فان اللہ  
ینفعک بذلك فی الدنیا والآخرۃ قلت واجماع ذلک کلامہ ما جاء انہ صلی اللہ علیہ وسلم  
اوصی باہل بیتہ بتقوی اللہ ولتووم طاعته کما سبق فی الذکر الرابع وسبق فی او اخر لتنبیہ  
الاول من الذکر السادس قول الحسن بن المثنی والی اخاف ان یضاعف للعاصی من العذاب  
ضعفین وواللہ الی لا یحوان یوقی المحسن من اجرہ مرتین انتھی اور روایت قرآنہ یا ایہنا

الشیء من تیات منکون بفا حشرہ قیبتہ یضاعف لہا العذاب ضعفین وکان ذلک علی اللہ  
کیسیراً ومن یقنت منکون باللہ ورسلہ وتکمل صالحاً لہا اجرہا مرتین قاعندنا لہا زقا  
کیہیمّا شاہد عدل اس امر پر ہے کہ انتساب الی الصالح باعث تضاعف اجر اعمال صالحہ کا اور  
تضاعف عذاب اعمال خبیثہ کا ہوتا ہے نہ یہ کہ مطلقاً اعمال خبیثہ مضر نہوں اور انتساب اعمال  
صالحہ بوجہ انتساب الی الصالح کے ناجی ہو جاوین اسی وجہ سے حق جل شانہ نے ازواج نبی صلعم کو خبر  
تضاعف عذاب کی بر تقدیر ارتکاب انکے خواہش کو دی اگر مطلق انتساب الی النبی صلعم باعث نجات ہوتا تو  
یہ مضمون نازل نہوتا اور نسب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم یا نسب صدیقی یا علوی یا نسب کسی اور صالح کا نفع دینا  
بروز قیامت باین معنی کہ اگر وہ شخص اعمال صالحہ کرے تو یہ نسبت اپنے انحال کے درجہ زائد پاوے صحیح ہے  
یا یہ کہ وہ شخص جبکی طرف انتساب ہے بہ نسبت اور شخصوں کے اسکی طرف زائد التفات کرے اور شفاعت  
کرے اور باین معنی کہ شخص منتسب باوجود اعمال قبیحہ کے صرف بوجہ شرافت نسبہ حق جل شانہ کے نزدیک

منغفور ہو جائیگا اور باوجود اعمال سیئہ صرف انتساب الی الصالح کے ذریعہ سے نزدیک حق تعالیٰ کے  
مکرم ہوگا اور مطلقاً عذاب سے نجات پانے کے مرقوم ہوگا محض غلط ہے نص قرآنی اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ  
اَتْقٰیكُمْ اسکے غلط ہونے پر شاہد عدل ہے امام فخر الدین الرازی کی تفسیر کبیر میں اس آیت میں مرقوم ہے  
فان قيل هذا مبني على عدم اعتبار النسب وليس كذلك فان للنسب اعتبارا عرفا وشرعا حتى  
لا يجوز تزويج المشرىف بالبطنه قلنا اذا جاء الامر العظيم لا يبقی الامر الحقیقہ معتبرا وذلک  
فی المحس والشرع والعرف اما المحس فلان الکواکب لا تری عند طلوع الشمس ولا الجناح  
الذباب دوی عند ما یكون رعد قوی واما فی العرف فلان جامع الملائک ما یبقی له اعتبار  
ولا التفات اذا عرفت هذا ففی الشرع كذلك اذا جاء الشرف الدین الالهی لا یبقی لہا مہنک  
اعتبار لا بالنسب ولا للنسب الا تری ان الکافرون کان من اعلی الناس نسباً والمومن وان  
کان دونہم نسباً لا یقاس احدہما بالآخر ولہذا یصلح للمناصب الدینیۃ کالقضاۃ والشہادۃ  
کل شریف ووضیع اذا کان دینا صالحا لہا ولا یصلح للشی منہا فاسق وان کان قرشی بالنسب  
او فاروقی بالنسب وکن اذا اجتمع فی اثنتین الدین المتین واحدہما لتسبب ترجیح بالنسب  
عند الناس لا عند اللہ لان اللہ یقول وان لیس للانسان الا ما سعى وشرى بالنسب  
لیس مکشفاً ولا یحصل بسبب انتہی اور محمد بن عبد الباقی زرقانی شرح مواہب لذبیہ میں لکھتے ہیں  
انہا ینظر للأصل والعصر عند الخلی بالفضائل والتخلی عن الرذائل انھی اور سند احمد بن ابوہریرہ  
سے مروی ہے حدیثی من شہد خطبۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بمنی وهو علی بعیر یا  
ایہا الناس ان ربکم واحد وان اباکم واحد لا فضل لعربی علی عجمی ولا لاسود  
علی الاحمر الا بالتقوی خیرکم عند اللہ اَتْقٰیكُمْ اور صحیح مسلم میں ابوہریرہؓ سے مروی ہے  
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من بطاہہ عملہ لم یسرع بہ نسبہ اور ابن جریر وغیرہ نے روایت کی ہے  
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لا یسئالکم عن احسابکم ولا عن انسابکم  
یوم القیامۃ الا عن اعمالکم اکر مکہ عند اللہ اَتْقٰیكُمْ اور کتاب الاواب المفرد میں بخاریؒ

ابو ہریرہ رضی سے روایت کی قال رسول اللہ صلعم ان اولیائی یوم القیامۃ المتقون وان کان  
نسب اقرب من نسب اور معجم طبرانی میں حدیث معاذ بن مروی سے لما بعث رسول اللہ صلعم  
الی الیمن خرج معہ یوصیہ ثم التفت الی المدینۃ فقال ان ہذا اہل بیتی یرون انہم  
اولی الناس بولیس کذلک انما اولیائی المتقون من کانوا وحیث کانوا اور صحیح بخاری  
میں عمرو بن العاص سے مروی ہے سمعت رسول اللہ صلعم یقول جہاراً بئیر سران  
ال بنی فلان لیسوا لی باولیاء انما ولی اللہ وصالح المؤمنین ہذا لفظ مسلم اور بخاری  
اسقدر اور زائد روایت کیا ہے لکن لہم رحمہم سابلہا بدلانہا یعنی اصلہا بالشفاعة اور ابن طائی  
میں فضیل بن مزہوق سے مروی ہے سمعت الحسن بن الحسن بن علی بن ابی طالب یقول لرجل  
یظاہرہم ویحکمہم اہونا لیلہ فان اظہنا اللہ فاجونا وان عصینا اللہ فابغضونا فقال الرجل انکم  
لذوقرۃ مع رسول اللہ و اہل بیتہ ویحکمہم لو کان اللہ نافعاً بقرباۃ من رسول اللہ  
بغیر عمل بطاعۃ لرفع بذلک من ہوا قرب الیہ منا آباء و امہ والی اخاف ان تضاعف  
للعاصی منا العذاب ضعفین آورد ہذا الاخبار و الاثار السنہودی فی الموضح  
المتفرقة من الجواہر ان باب سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مجروح انتساب الی الرسول باعث مغفرت  
و کرامت کا نہیں ہو سکتا ہے جب اسکے ساتھ تقویٰ منظم نہ ہو ہر گاہ نسب نبوی کا یہ حال ہو انب  
صدیقی وغیرہ کا بدرجہ اولیٰ ہی حال ہوگا۔ ہاں نسب نبوی اسقدر مفید ہوگا کہ اولاً آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم اپنی اولاد کی شفاعت فرماوینگے بہ نسبت عامۃ مومنین کے ابتداءً توجہ انکی طرف فرماوینگے  
جیسا کہ حدیث ابن عمر سے قال رسول اللہ اول من استشفع امتی اہل بیتی ثم الاقرب فالاقرب  
من قریش والانصار ثم من امن لی و اتبعہ من اہل الیمن ثم سائر العرب ثم الاعاجم  
و اول من استشفع لہ اول الفضل جو طبرانی نے روایت کی ہے علی ماوردہ السیدوطی فی البدور  
السافرة فی احوال الاخرۃ ثابت ہے و ہذا ہوا الفرق بین السادات و عامۃ المومنین  
فی باب الشفاعۃ لان السادات ناجون مطلقاً و لو کانوا فجاراً ملا علی قاری کی رسالہ تحقیق التمسک



ہر سید کا مطلقاً عذاب جہنم سے نجات پا جانا اور ابتداً جنت میں داخل ہونا نصوص مستبرہ سے  
 نہیں ثابت ہے بلکہ عموماً قرآن اور احادیث اسکے خلاف بردال ہیں۔ باقی وہ حدیثیں کہ  
 اسعاف الراغبین وجوابہ العقیدین وغیرہ میں مذکور ہیں کہ جنکا مفاد و ملخص یہ ہے کہ اہل بیت  
 و سادات کے حق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعائے نجات فرمائی اور پروردگار نے وعدہ  
 اس امر کا فرمایا کہ اولاد فاطمہؑ پر جہنم حرام ہے اور اہل بیت پر عذاب نہ ہوگا وہ سب عام مخصوص ہیں  
 ہیں اور محمول ہیں اوپر صلحاء و متقین کے یا فقط اولاد صلیبی فاطمہؑ پر۔ ابن عراق تنزیہ الشریعہ  
 عن اخبار الموضوعۃ میں بعد ذکر حدیث ان فاطمۃ احصنت فرجہا فخرھا اللہ و ذریۃھا  
 علی النار کہتے ہیں علی ان الحدیث لیس موضوعاً خیر ما عند ابن الجوزی  
 انہ قال ان ثبت الحدیث فهو محمول علی ذریۃھا الذین ہم اولادھا خاصۃ  
 مثل الحسن والحسین سید اشباب اہل الجنة و علی ذلک حملہ محمد بن علی بن موسی الخضا  
 فقال هو خاص بالحسن والحسین واللہ اعلم و روی العقیلی عن ابی کریم انہ قال  
 هذا الحسن والحسین ولما اطاع اللہ منہما نھی اور اس قسم کی حدیثیں جو فضائل ہیں  
 بین واروہین نظیر انکی بہت سی احادیث صحاح ستہ وغیرہ میں مروی ہیں کہ جنہیں خاص خاص  
 عمل صالح کرنے والے پر حکم و حجت لہ الجنة یا حرمت علیہ الناس یا فقد دخل الجنة  
 یا فقد امن العذاب وغیر ذلک کا دیا گیا ہے چنانچہ ناظر کتب احادیث پر مخفی نہیں ہے۔ پس لازم  
 آتا ہے کہ اصحاب ان اعمال صالحہ کے بھی اگرچہ سیکڑوں کبار کرین کہیں جہنم میں داخل نہوں یا وہ لوگ  
 ہو خاتمہ سے امن ہو جاوین اور بہرکت اس عمل صالح کے جو ان سے صادر ہو ایسے ہیں کہ ہر خوف  
 نہیں خاتمہ خواہ مخواہ ہمارا بخیر ہوگا اور باقتضائے اس حدیث کے ضرور ہر کو مغفرت و نجات حاصل  
 ہوگی حاشا و کلا هذا لعل یقل بہ احد من الفقہاء والمحدثین والعلماء المعتمدين کما لا یخفی  
 علی من طالع کتب الکلام والفقہ والحدیث فالجواب الجواب واللہ اعلم بالصواب حررہ الرا  
 عفوریہ القوی ابو الحسنات محمد عبدالحی قجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والحنفی۔



ما قولکم رحمکم اللہ اندر اینکہ شخصے کہ صحابی را کہ قبل اسلاش نصرانی ہو و بعد تو اثر ثبوت صحبت و اسلام او بنصرانیت طعن و تعبیر می کند و او را نصرانی میخواند و در بارہ قبول روایتش باین لفظ تعطل می نماید کہ روایت عدی نصرانی براسے او مخصوص بود آنرا بر مومنان قیاس نباید کرد و جز احادیث بن حاتم نصرانی الی قولہ اعتبارے نسبت انتہی بلفظہ و جا بجا عدی نصرانی و عدی نصرانی می نگار و او اشاعت میکند پس شرعاً تعطل شخص کو قابل قبول است یا نہ و شخص مذکور یمن کامل است کہ فاسق قابل تعزیر۔ بینوا التوجر وا۔

### ہو المصوب

آن کس فاسق و واجب التعزیر بہ بعد اسلام کسے۔ تعبیر بکفر سابق و اطلاق ہجو الفاظ بر و حریم اللہ بقولہ تعالیٰ لَا تَنَابَرُوا بِالْاَلْقَابِ بِشْنِ الْاِسْمِ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ قَاُولُكَ هُمْ الظَّالِمُونَ چہ جائے کہ ہجو صحابی جلیل القدر کہ ائمہ بر قبول روایتش اتفاق دارند و در شمار صحابہ آنرا ذکر سازند و اللہ اعلم۔ حررہ الراحمی عفوریہ القوی ابو الحسنات محمد عبدالحی قباوز اللہ عنہ فی الجواب الخ

کیا فرماتے ہیں علمای دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید صرف شریف النسب ہے لیکن اسکے اعمال قبیحہ ہیں اور عمر و شریف النسب نہیں ہے لیکن اسکے اعمال صالحہ ہیں تو ان دونوں میں کون افضل ہوگا بینوا التوجر وا۔

### الجواب

عمر و افضل ہے بحال اللہ تعالیٰ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاكُمْ خدا کے پاس اچھا وہی ہے جو پرستگار ہو اور زید اگرچہ شریف النسب بنظر ہے لیکن حقیقتہً اُس سے بہت بعید ہے قال اللہ تعالیٰ اِنَّہٗ لَیْسَ مِنْ اَهْلِکَ اِنَّہٗ عَلٰی غَاوٍ صَالِحٌ واللہ اعلم۔ کتبہ محمد اسحاق نائب مدرس مدرسہ جامع العلوم کراچی

الجواب صحیح

الجواب صحیح

محمد سید الدین وکیل انجمن حمایت اسلام مونگیر محمد رشید عفی عنہ مدرس مدرسہ جامع العلوم کانپور

لقد اصاب من احباب و صحیح الجواب

احمد علی عفی عنہ مدرس مدرسہ جامع العلوم کانپور



بلاشبہ شرافت نسب بدون ایمان و عمل صالح اصلاً مقبلاً امور آخرت نہیں و اللہ اعلم حمزہ محمد عبد القفار علی  
یقیناً عمر و افضل ہے اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰى

## شبلی نعمانی

عالم صالح غیر عامل شریف النسب سے افضل ہے محمد منصور علی مراد آبادی عفی عنہ  
آخرت میں فضیلت اُسی کو ہے جسکے اعمال صالح ہوں اور نرانب بدوین عمل صالح کے نفع دیکھا  
سوا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب کے جنکو آپ سے انساب ہے انکو نافع ہوگا رد المحتارین  
اسکو صاف طور پر لکھا ہے فقط و صی احمد ضعیفی سنی خفی مدس دررہ حافظ العلوم واقع جامع مسجد بسلی بھیت  
عمر و باعث اعمال صالحہ کے افضل ہے واللہ اعلم نعمتہ ثواب اقدام اولیاء اللہ الباری محمد عبد اللہ  
الانصاری ثجا و زبائہ عن سیما تہ بفضیضہ العیم الجامری۔

صح الجواب واللہ اعلم بالصواب حمزہ العاصی محمد عبد العزیز غفر اللہ ذنوبہ و سائر عیوبہ  
بلاشبہ عمر و افضل ہے صحابہ کرام میں صدنا وید قریش سے حضرت بلال افضل سمجھے جاتے تھے  
اسلام میں شرافت نسب صرف دنیاوی امور نکاح و غیرین لکھا کیجاتی ہے باقی اور معاملات میں اسکا کچھ بھی اعتبار  
نہیں کیلئے کہ نسب سب کے ایک باب اور ایک مان کی طرف منتہی ہوتے ہیں خود قرآن مجید میں آگیا ہے اِنَّ اَكْرَمَكُمْ  
عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰى کہ تم میں افضل اللہ کے نزدیک وہ ہے جو پرہیزگار زیادہ ہے کیا خوب فرمایا ہے عارف جامی نے  
بندہ عشق شادی ترک نسب کن جامی کہ درین راہ فسلان ابن فلابی چیزے نیست

واللہ اعلم بالصواب

ابو محمد عبد الحق دہلوی عفی عنہ

جسکے اعمال صالحہ میں وہی شریف ہے عند اللہ صالحہ زید اگرچہ شریف النسب ہے لیکن اعمال فبیحہ کی وجہ سے  
قابل قدر و تعریف نہیں ہے اور عمر و شریف النسب نہیں ہے مگر اعمال صالحہ اُسکے بہت قابل قدر و لائق تعریف  
ہیں وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلّٰهُ الْمُؤْمِنٰیْنَ تمام کتب فقہ و الحدیث میں یہ مسئلہ موجود ہے۔

فی محمد امانت اللہ عفی عنہ

کیا قرأتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ شرافت نسبہ معتبر و موقر ہے یا کہ شرافت کسبہ بینوا توجروا۔

## الجواب

یہ دونوں نعمت خداوندی سے ہیں اگر فقط شرافت نسبہ ہو اور شرافت کسبہ مثل علم و فضل سے خالی ہو تو اُسکے اثر شریعت میں اکثر موقع میں ظاہر نہیں ہوتے اور اگر شرافت کسبہ مثل علم و فضل کے کسی کو حاصل ہو تو شریعت نے باعتبار احکام کے اسی کو اعتبار کیا ہے مثلاً اگر ایک شریف النسب غیر عالم باحکام صلوٰۃ موجود ہو ایک شخص عالم باحکام صلوٰۃ موجود ہو بشرطیکہ اس عالم میں کوئی وجہ کراہت شرعیہ کی موجود نہ ہو پس اُس وقت عالم کو نماز میں مقدم کیا جائیگا اور اُسی کو امام بنایا جائیگا و یگانہ قال علیہ السلام یوم القوم اقرأهم فی الدار المختار والاعتق بالامامة الا علم باحکام صلوٰۃ ہاں شرافت نسبہ محض اسوجہ سے شرافت کسبہ سے بڑھ کر ہے کہ شرافت نسبہ کسی کے حاصل کرنے سے حاصل نہیں ہوتی برخلاف کسبہ کے لیکن اگر کسی میں دونوں بات موجود ہوں تو فوراً علی نور ہے فی الحدیث خیارہم فی الجاہلیۃ خیارہم فی الاسلام اذا فقیہوا واللہ اعلم کتبہ محمد اسحاق عفی عنہ مدرسہ جامع العلوم کانپور۔ نائب مدرس۔

الجواب صحیح

الجواب صحیح

محمد جمیم الدین عفی عنہ محمد رشید عفی عنہ مدرسہ جامع العلوم کانپور شرافت نسبہ بدون ایمان و عمل صالح اصلاً مفید امور آخرت نہیں اور ایمان و عمل صالح بدون شرافت مفید و منجی ہے قال سبحانه و تعالیٰ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَادُوا وَ النَّصَارَیْ وَالصَّابِئِیْنَ مِنْ اٰمِنَ بِاللّٰهِ اٰلَآئِہٖ وَاَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ رَحْمَۃُ مُحَمَّدٍ عَلَیْہِ الْغَفَّارِ کھنوی عفی عنہ

الحق لا یجتاوزہ

صح الجواب والفتیح

شبلی نعمانی

احمد علی عفی عنہ مدرسہ جامع العلوم کانپور

محبب اول کے جواب سے حق متجاوز نہیں فقہ حنفی احمد حنفی حنفی مدرسہ حافظ العلوم واقع پبلی بحیت

شرافت ذاتی عرضی سے بہتر ہے یعنی کمالات علمی و عملی صرف نسب سے بدرجہ افضل میں محدود علیٰ غنی  
 شرافت نسبہ شرافت کسبہ کے ساتھ ہو تو ٹھیک ہے ورنہ کس کام کی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ  
 قاطعہ ہرگز سے یہ فرمادیا لا اغنی عنک من اللہ شیئا رواہ البخاری تو پھر خالی کسی بادشاہ یا نواب یا  
 امیر کی اولاد ہونے سے نہ بادشاہ ہو جاتا ہے نہ نواب نہ امیر نہ انبیاء علیہم السلام وائمہ کرام کی اولاد  
 ہونے سے بنی ولی امام ہو سکتا ہے حضرت نوح علیہ السلام کے فرزند کا حال قرآن پاک میں مذکور ہے۔  
**ابو محمد عبدالحق دہلوی عفی عنہ**

شرافت کسبہ معتبر و موقر ہے جو خدا کا خوف رکھ کر اسکی تابعداری اور فرمان برداری کریگا وہی افضل ہے  
**فقیر محمد امانت اللہ عفی عنہ**

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ شریف العلم افضل و ارجح ہے  
 یا کہ شریف النسب بیستوا و اجرا۔

## الجواب

دونوں میں تفاضل جزئی ہے کوئی کسی سے افضل مطلقاً نہیں ہے ہر ایک اپنے اپنے اثر کے اعتبار سے بہتر ہے  
**کتبہ محمد اسحاق نائب مدرس مدرسہ جامع العلوم کانپور**

اصابہ اجاب

الجواب صحیح

**محمد رشید عفی عنہ مدرس مدرسہ جامع العلوم کانپور**  
**محمد جسیم الدین عفی عنہ**  
 جس شریف النسب کو علم ضروریات دینیہ کا نہو اس سے عالم و عارف امور دینیہ کا افضل و اکمل ہے و علم لازم  
**محمد عبدالغفار عفی عنہ**

جواب مجیب و قیج صحیح ہے۔ احمد علی مدرس مدرسہ جامع العلوم کانپور۔  
 شریف العلم ارجح ہے اور اگر کوئی شخص شریف العلم و النسب دونوں ہے تو اس شخص سے فضل ہوگا  
 جو کہ صرف شریف النسب ہے لیکن یہ افضلیت بھی کوئی شرعی افضلیت نہوگی۔ شبلی نعمانی۔  
 ہر گلے راز نگ و بوئے دیگر است لیکن سب سے افضل عالم باعلیٰ ہے من بطاہہ عملہ لم یسرع بہ

نسبہ الحدیث ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم الایہ محمد منصور علی مراد آبادی غنی عنہ  
 شریف النسب و شریف العلم کو بمقابلہ فقط شریف النسب کے از روئے شرع شریف کے ترجیح ہے واللہ اعلم بالصواب  
 وصی احمد حنیفی سنی حنفی مدرس مدرسہ حافظ العلوم واقع علی بھیت

شرف العلم افضل و ارجح ہے شرف النسب سے باب امامت میں اگر احکام نماز کو باعتبار صحت و فساد زیادہ  
 جاننے والا اور فوج خس ظاہر سے پرہیز کرنے والا اور مختار میں ہے الاحق بالامامۃ تقدیم اہل  
 نصبا الاعلم باحکام الصلوۃ فقط صحیح و فساد بشرط اجتنابہ للفواحش الظاہرۃ ثم الاحسن  
 تلاوة و تجوید للقراءۃ ثم الاورع ثم الاسن ثم الاحسن خلقا ثم الاحسن وجہا ثم  
 اصحہم و جماعتہم اکثرہم حسنا ثم الاشرف نسباً اتقی فمختار بقدرۃ الضرورة آو  
 شرف النسب افضل و ارجح ہے شرف العلم سے باب کفایت میں بعض کے نزدیک اور برعکس ہے  
 بعض کے نزدیک در مختار میں ہے العجی لا یكون کفو للعربیہ ولو کان العجی عالما و سلطانا و  
 هو الاصح فتح عن الینابیع و ادعی فی البحرانہ ظاہر الروایۃ لکن فی الخیران فسر الحسیب بذی  
 المنصب و الجاہ فقیر کفو للعلویۃ کما فی الینابیع و ان بالعالم کفو لان شرف العلم فوق  
 شرف النسب و المال کما جزم بہ البزازی و ارتضاہ الکمال و غیرہ و الوجه فیہ ظاہر و لذا قبل  
 ان عائشۃ افضل من فاطمۃ رضی اللہ عنہما اتقی او قاضیخان کی شرح جامع صغیر میں ہے قالوا  
 الحسیب یكون کفو للشیب حتی ان الفقیہ یكون کفو للعلوی لان شرف العلم فوق شرف  
 النسب اتقی او جامع الرموز میں ہے فلا یكون العالم ولا الوجیہ کما لسلطان کفو للعلویۃ  
 و هو الاصح کما فی المضمرة لکن فی المحيط و غیرہ ان العالم کفو للعلویۃ اذ شرف العلم فوق  
 شرف النسب و لذا قبل ان عائشۃ افضل من فاطمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اتقی و ہکذا  
 فی مجمع الاخر و الفتاوی لقاضیخان و غیرہما اور ان دونوں بابوں سے قطع نظر کر کے ہر ایک  
 دوسرے پر من وجہ فضیلت رکھتا ہے جیسا کہ احادیث فضائل علم و نسب سے ظاہر ہو سکتا ہے واللہ اعلم

وحکمہ احکم حرورہ الراجی عفور بہ الوحید ابو حامد محمد عبد الحمید عفی عنہ  
 شرافت علیہ افضل اور ارجح ہے کہا قال اللہ تعالیٰ هل یستوی الذین یعلمون الذین  
 لا یعلمون آیہ شریف میں علما سے مراد علماے باعل ہیں اور علماے بعل اگرچہ ظاہر میں علم رکھتے ہیں  
 لیکن حقیقتہ علما کے زمرہ سے خارج ہیں فی تنبیہ فقیہ ابی الیث عن ابی الدرداء قال  
 ویل للذی لا یعلم مرۃ ویل للذی یعلم ولا یعمل سبع مرۃ وفی الظہیریۃ وقیل الذی  
 یعلم ولا یفعلہ بمنزلۃ الاعمی السراج ولا یتقصد بہ اور علماے باعل اللہ تعالیٰ سے  
 ڈرتے ہیں اور آیہ انما یتخشى الله من عباده العلماء سے علماے باعل مراد ہیں واللہ اعلم  
 نفعہ محمد عبد الباقی الانصاری تجاوزا لہ سیاتہ یوم یقوم الناس لربہم الباری  
 ابن مقبول حضرت الصدوق مولانا علی محمد غفرلہ اللہ الاحد۔

شریف العلم افضل وارجح ہے نہ کہ شریف النسب کیلئے کہ انساب بنی آدم قیامت میں کچھ کام نہ آئے گا  
 فلا انساب بقیہم یومئذ ولا یتساءلون ہاں علم دنیا و آخرت میں کارآمد ہے اور انساب میں  
 بھی جو ایک دوسرے پر شرف ہے اسکا سبب کتر مال اور اعلیٰ علم ہے۔ علم کے فضائل سے قرآن  
 و احادیث و الامال میں فخر نسب کی مذمت مذکور ہے واللہ اعلم بالصواب ابو محمد عبد الحق دہلوی غفرلہ  
 شریف العلم افضل وارجح ہے تمامی کتب حدیث و فقہ و الامال ہے

فقیر محمد امانت اللہ عفی عنہ

مخفی تر ہے کہ مؤلف عفا اللہ عنہ نے ہر سہ استفتاء سے آخرہ خدمت سراپا برکت میں جناب  
 فیض آب سید العارفین امام العاشقین شیخ شیخنا سیدنا مولانا سید فضل الرحمن صاحب غم فہم  
 کے ارسال کیے تھے۔ جواباً مشرف و مفخر فرمایا گیا۔ از جناب اعلیٰ حضرت عم فیض بعد دعا سے خیر ارشاد شدہ  
 کہ از دیگر علما سے کرام پر سند مراد رہیں امور دست نیست ثم السلام والدعاء۔ داعی بالخیر محمد میان عفی عنہ  
 کیا فرماتے ہیں علما سے دین ان مسائل کے جواب میں کہ شرافت نسبہ معتبر و موقر ہے یا کہ شرافت کسبہ  
 اور شریف العلم افضل وارجح ہے یا شریف النسب اور زید صرف شریف النسب ہے لیکن اسکے اعمال



قیح ہیں اور عمر و شریف النسب نہیں ہے لیکن اُسکے اعمال صالحہ ہیں تو ان دونوں میں کون افضل ہوگا  
بینوا تو جبروا۔

## جواب

شرافت حسبی اور نسبی دونوں کا شرع شریف میں اعتبار ہے دیکھو شرافت نسبی باب کفایات اور خلافت  
کبریٰ میں معتبر ہے حدیث میں ہے الملائک فی قریش اور جو لوگ قریشی النسب ہوں انکی تعظیم و توقیر  
کرنے کی حدیث میں تاکید ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے من یرددھوان قریش اھانہ اللہ  
یعنی جو کوئی قریش کی ذلت کا قصد کرے اللہ اُسکو ذلیل کرے۔ حضرات سادات کی تعظیم و توقیر کا ثبوت  
اس حدیث سے بطریق اولیٰ نکلتا ہے کیونکہ وہ افضل قریش ہیں اور جو لوگ عربی النسب ہیں اُنکے  
ساتھ محبت اور دوستی رکھنے کا حکم ہے حدیث شریف میں ہے احبوا العرب لثلاث لانی عربی و  
القوان عربی و کلام اھل الجنة عربی علی فی القیاس بہت ساری حدیثیں ہیں جنسے شرافت  
نسبی کا معتبر ہونا ثابت ہوتا ہے لیکن شرافت حسبی راجع ہے شرافت نسبی پر۔  
فتاویٰ مشامی میں ہے العالم ینکون کفوًا للعلویۃ لان شرف الحسب ینکون اقویٰ  
من شرف النسب پس جو شخص شرافت حسبی اور نسبی دونوں رکھتا ہے وہ افضل ہے اُس شخص  
سے جو صرف شرافت حسبی یا شرافت نسبی رکھتا ہے اور اس حدیث سے خیال رکھو فی الجاہلیۃ خیال  
فی الاسلام ادا فہو اسی طسرف اشارہ ہے اور صرف شرافت حسبی رکھنے والا صرف شرافت  
رکھنے والے سے افضل ہے جیسا کہ فتاویٰ مذکور کی عبارت سے اوپر واضح ہو چکا مثلاً ایک نورباف  
عالم ہے اور ایک میر صاحب جاہل ہیں تو اس صورت میں نورباف افضل ہے میر صاحب سے یا ایک  
مجام صالح ہے اور ایک شیخ صاحب فاسق ہیں تو اس صورت میں مجام افضل ہے شیخ صاحب سے  
واللہ اعلم بالصواب کتبہ محمود احمد عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح  
محمد علی عفی عنہ

## الجواب

شرافت نسب اور شرافت کسبیدہ و وزن معتبر ہیں مگر عندالمقابلہ شرافت کسبیدہ یعنی شرافت افعال و اعمال مرجح ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم عليك بذات الدين وقال الله تعالى ان اكرمکم عند الله اتقاکم میں جسوقت کہ شریف النسب آدمی برے اعمال کرنا ہو تو وہ اُس وضع النسب سے کہ جسکے اعمال اچھے ہیں خدا کے نزدیک زیادہ مکرم ہے البتہ جو شریف النسب کہ اُسکے اعمال اچھے ہیں اُس وضع النسب سے اشرف ہے کہ جسکے اعمال ایسے ہی ہیں مگر کفارات نکاح میں شرافت نسب شرعاً معتبر ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

بندہ رشید احمد عفی عنہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ شریف العلم افضل وارجح ہے یا شریف النسب۔ مبنیاً بعبارات الكتاب توجہ وایوم الحساب۔

## ہوالموفق

شریف العلم افضل وارجح ہے شریف النسب سے باب امامت میں اگر احکام نماز کو باعتبار صحت و فساد زیادہ جانتے والا اور فواحش ظاہرہ سے پرہیز کرنا والا ہو درمختار میں ہے الاحق بالامامة لقولہ علی رضا الاعلم باحکام الصلوة فقط صحیحہ وفساد ابشروط اجتنابہ للفواحش الظاہرة ثم الاحسن تلاوة و تجوید القراءۃ ثم الاورع ثم الاسن ثم الاحسن خلقاً ثم الاحسن وجمہاً ثم اجمعہم وجمہانہم اکثرہم حسباً ثم الامشرف نسباً ثمی مختصراً بقدر الضرورة اور شریف النسب افضل وارجح ہے شریف العلم سے باب کفارات میں بعض کے نزدیک اور یہی اصح اور ظاہر روایت ہے اور برعکس ہے بعض کے نزدیک درمختار میں ہے البھی کا لیکون کفواً للعربیۃ ولو کان لیس فی عالمنا و سلطاناً و هو الاصح فتح عن الینابیع و ادعی فی البھوانہ ظاہر الروایۃ لکن فی البھوان فسر الحسب بذی المنصب و الحاجۃ فقیر کفواً للعربیۃ کما فی الینابیع وان بالعالمر نکفو لان شرف العلم فوق شرف النسب کما جزم بہ البزازی و ارتضاہ الکمال

وغیرہ والوجہ فیہ ظاہر ولذا قیل ان عالمشہ افضل من فاطمہ رضی اللہ عنہما انتہی اور قاضی نے  
 کی شرح جامع صغیر میں ہے قالوا الحسب يكون كفو النسب حتى ان الفقيه يكون كفو  
 للعلوی لان شرف العلم فوق شرف النسب انتہی اور جامع الرموز میں ہے فلا يكون العالم  
 ولا الوجیه كالسلطان كفو للعلویة وهو الاحم كما في المصنعات لكن في المحيط وغيره  
 ان العالم كفو للعلویة اذ شرف العلم فوق شرف النسب ولذا قیل ان عائشہ افضل  
 من فاطمہ رضی اللہ عنہما انتہی اور زحر رائق میں ہے افاد المصنف ان غیر العربی لا یكافی  
 العربی وان كان حسیباً او عالماً لكن ذكر قاضی خان فی جامعہ قالوا الحسب يكون كفو  
 للنسب فالعالم البعی يكون كفو للجاهل العربی والعلویة لان شرف العلم فوق شرف  
 النسب والحسب مكارم الاخلاق وفي المحيط عن صدمۃ الاسلام الحسب الذي له  
 جاہ وحنمۃ ومنصب وفي التنابیج الاحمائه ليس بكفو للعلویة واصل ما ذكره المشائخ  
 من ذلك ما روي عن ابی یوسف ان الذي اسلم بنفسه او اعتق اذا حرز من الفضائل  
 ما یقابل نسب الآخر كان كفو له كذا فی فتح القدير كله تفقها ت المشائخ وظاهر الروایة  
 ان البعی لا يكون كفو للعربیة مطلقاً انتہی اور ابن دوتون سے قطع نظر کر کے ہر ایک دوسرے  
 سے سن وجہ افضل ہے جیسا کہ احادیث فضائل علم و نسب سے واضح ہو سکتا ہے واللہ اعلم وحکیم  
 احکم حررہ التاجی عفوریہ الوحید ابوالحامد محمد عبد الحمید غفر اللہ ذلویہ و ستویہ  
 بفضلہ المزید -

صح الجواب واللہ اعلم بالصواب حررہ ابوالغنائم محمد عبد الحمید غفر اللہ الوحید

نقول فتاویٰ کے بعد یہ رسالہ اس مضمون پر ختم کیا جاتا ہے کہ جناب مولانا شمس العلماء مولوی محمد شبلی  
 صاحب نعمانی نے آنحضرت صلعم اور خلفائے راشدین و صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنہیں کی طرز مامشرقا  
 و تمدن وغیرہ پر ایک مضمون لکھا ہے جو اخبار جبریدہ روزگار مدراس نمبر ۴۴ جلد ۲۲ سے بقدر شرف

نقل کیا جاتا ہے وہ یہ ہے۔ ”معاشرت کے متعلق غیر قوموں کی رسوم و عادات کے پھیلنے کا ایک بڑا سبب یہ ہوا کہ مسلمانوں نے روم و فارس کے فتوحات کے ساتھ عیسائیوں اور یہودیوں کے ہاں رشتے ناتے شروع کر دیئے۔ مدائن کی فتح کے بعد سیکڑوں صحابہ نے عیسائی عورتوں سے شادیاں کر لیں حضرت عمر کو اطلاع ہوئی تو انھوں نے سب سے پہلے سالار کو خط لکھا اور اپنی ناراضی کا اظہار کیا انھوں نے جواب میں لکھا ”آپ کا یہ حکم آپ کی ذاتی رائے ہے یا منصب خلافت سے متعلق ہے؟“ حضرت عمر نے جواب لکھا ”اسکو منصب خلافت سے کچھ تعلق نہیں ہے بلکہ میری ذاتی رائے ہے اور اس بنا پر ہے کہ تم لوگ اپنی قوم کی عورتوں کو چھوڑ کر غیر قوموں کے نہو رہو“ چونکہ اُس وقت تمام مسلمانوں میں آزادی کا جو ہر موجود تھا لوگوں نے حضرت عمرؓ کی ذاتی رائے کی کچھ پروا نہ کی اور اپنے ارادوں پر قائم رہے رفتہ رفتہ ہزاروں عیسائی اور یہودی عورتیں مسلمانوں کے نکاح میں آگئیں اور قدرت کے قاعدہ کے مطابق انکی معاشرت اور رہنے سہنے کے طریقے مسلمانوں میں پھیل گئے، اگرچہ اس سے قومی خصوصیتوں کو کچھ نقصان پہونچا لیکن بڑا فائدہ یہ ہوا کہ رات دن کے ملنے جلنے سے اسلام کے عقیدے اُنکے دلوں میں جگہ پکڑتے گئے اور انھیں سے سیکڑوں مسلمان ہو گئیں بلکہ سچ پوچھیے تو غیر قوموں میں اسلام کے پھیلنے کا ایک بڑا سبب یہ بھی تھا۔

## خاتمہ الکتاب

خداوند اتیرا نکر کس زبان سے ادا کروں کہ تو نے مجھ عبدِ محیف کے ہاتھوں اُس رسالہ کی تالیف کو پورا کر دیا جس کا کسی زمانہ میں آغاز کیا گیا تھا اور ایسے مشکلات آ پڑے تھے کہ کسی طرح تکمیل کی امید نہیں کیا سکتی تھی خصوصاً دو بار اُس کا مسودہ جو اپنے ساتھ میرے اور ضروری کو اغذہ و اسباب کو بھی لیتا گیا مقام امانی گنج لکھنؤ سے چوری جانے کے باعث تو بالکل ہی بیری ہمت ہو گئی تھی اور ناامیدی اور ناکامی کی بھیانک صورتیں مجھے دور سے ڈرا رہی تھیں بلکہ اسی وجہ سے وہ کل مضامین جو پیشتر لکھے گئے تھے ہم پہونچ سکے تاہم تیری کار سازی سے نفس مضمون بطور صل رسالہ ادا کر دیا

مضامین ضروری و تاریخی حالات و فتاویٰ وغیرہ بشکل ضمیمہ مرتب ہو جائے سے صورت ترتیب ضرور پوری ہو گئی اور اس طرح جو کئی بار میری تمناؤں کا خون ہو چکا تھا انکا عوض ہو گیا ذرہ نواز ازا تو علیم و بصیر ہے کہ یہ دروہری میں نے محض واسطے تیرے بندوں کی فائدہ رسانی کے کی ہے پس اگر تو میری اس ناپسند خدمت کو دولت قبول سے مالا مال کر دے تو تیرے کرم سے بعید نہیں اے حمی و قیوم خدا ابنائے قوم کے مردہ دلون میں جوش شرافت کی سچی روح بچو اور انکی رگون میں غیرت و حمیت کا خون تازہ کرتا کہ وہ خواب غفلت سے چونکیں اور کھڑی ہوئی دولت شرافت کو کوشش کر کے حاصل کریں اور اس کم مایہ تالیف کی جو انکو اُس کے فرائض کی یاد دہانی کرتی ہے سچے دل سے قدر کریں تاکہ میری محنت و عسری بڑی کا مجھے بھلے اے غفور رحیم خدا اگر تو بظہیل سید انام علیہ الصلوٰۃ والسلام والہبیت کرام و اصحاب عالی مقام و صلحائے عظام مجھے ناچیز کے گناہوں کو معاف فرماوے تو تیرے انعام و عطا کے نزدیک کچھ بڑا کام نہیں انا العبد الحقیر نادر حسین عزیز النجرامی تجاؤ زائد عن حوائثہ بلطفہ السامی سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون و سلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین

### تقاریر

صورۃ مکتبہ مقرر ظا علی ہذا الرسالۃ افضل علماء زمانہ  
واکمل کملاء و رات العالم النخیر والمحدث  
الکبیر ذوالجہد النقیس مولانا مولوی الحافظ محمد درویش  
النجرامی ادامہ اللہ برکاتہ علی الشریف الحسین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الکریم ذی الفضل والتکریم الذی خلقتنا جعل الکرامۃ وتوجہا بآیات الخ



والفخامة والصلوة والسلام على اكرم الموجودات واشرف المخلوقات وعلى آله  
الطاهرين وصحبه الكاملين اجمعين اما بعد مد ظاہر ہے کہ حق تعالیٰ نے انسان کو  
شعور و عقل عطا فرما کر بظاہر و باطن ولقد کو مناجی آدم مناز فرمایا اور خلعت شرافت و نجابت  
سے فقط انبیاء کو بشارہ ان اکرمکم عند اللہ الفتکم مخرج و مفسر از فرمایا پس کرامت  
و شرافت کا مدار او پر خصائل حمیدہ و صفات سعیدہ کے ہے علی الرغم اسکے زمان حال میں  
صرف علو نسب و سمورتب کا نام شرافت رکھا گیا ہے بنا بر استیصال اس وہم کے یہ رسالہ شرافت  
تالیف کیا گیا۔ الحق کہ ہر حرف اسکا مستند و مدلل بدلائل عقلیہ و براہین نقلیہ ہے۔ جزئی اللہ  
المؤلف عن سائر المسلمين ووقعہ لما یحبہ ویرضاه وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد

واللہ وصحبہ اجمعین

بسم اللہ الرحمن الرحیم  
هو الفتح العلی

الحمد لله وحده الذي صدق وعده ونصر عبده والصلوة والسلام على من  
لا نبي بعده اما بعد اس رسالہ شرافت مؤلفہ منشی نادرجین عزیز نگرامی کو خاکسار نے اول  
سے آخر تک حرف بحرف بحشم الضاف و کچھا موافق قرآن و حدیث کے پایا۔ واقعی منشی موصوف  
نے اسکو نہایت تحقیق اور صحت سے لکھا ہے شاید مقصود کو لائی مثالی نصوص آیات قرآنیہ فاذا

نظر فی الصور فلا انساب بینہم یومئذ ولا یقتساع لون ولباس التقویٰ ذللا عن غیر  
ان اکرمکم عند اللہ الفتکم اور احادیث نبوی سے جیسا کہ ابو داؤد و ابن ابی شیبہ وغیرہ

سے مروی ہیں مزین فرمایا مضمون صدق مشحون جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل کان  
زهوقا کا جلوہ دکھایا اور دلائل عقلیہ و نقلیہ سے اسکو آئینہ حق بنا دیا صبیقل براہین قطعیہ سے

زنگ خدشات جلا کو مٹایا۔ فی الحقیقت یہ کتاب معقول ہے۔ اس میں کلام حق حق منقول ہے حق تعالیٰ  
اسکے مصنف کو جزا سے خیر عطا فرماوے اور اتباع شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قائم رکھے



آمین ثم آمین۔ کتبہ ابوالبرکات فقیر حقیر محمد یحییٰ خفی قادری نقشبندی سہروردی چشتی نگر امی عفا اللہ عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم  
ونفلی علی رسولہ الکریم

کتاب شرافت جو کہ بالکل نجات و فراست سے ملنے پر اول سے آخر تک دیکھی طبیعت کی خواہش نے اس بات پر آمادہ کیا کہ سطور چند بطور تقریظ کے لکھوں اور اس گنجینہ لاجواب کی صفت میں کچھ عرض کر دوں مگر بے بضاحت و عدم افرصتی کی وجہ سے جرات و تصیف نہ ہو سکی ورنہ اگر ہر حرف کی صفت لکھی جاوے بجا ہے کیونکہ سچا واقعہ مصنف نے ظاہر کیا ہے۔ دراصل شرافت اُسی کا نام ہے جو اس کے خلاف ہے وہ بالکل ناکام اور اُس کا خیال خام ہے۔ حدیث سیدنا ام علیہ الصلوٰۃ والسلام اُس پر دال ہے من سلک علی طریق فہو الی۔ بہر حال تفاخر بالانساب بخواہے حدیث شریف حرام ہے اور اُس پر فخر و تکبر کرنا جہل کا کام ہے ان اللہ قد اذهب عنکم عیۃ الجاہلیۃ و فخر جاہ بالاباء انما ہو مومن تقی او فاجر شقی الناس کلہم بنو ادم و ادم من قراب۔ خداوند ہم سب مسلمانوں کو زرقی اسلام اور تفاخر بالاکتساب کی ہدایت فرماوے اور مصنف کو جزاے خیر مرحمت کرے فقط

حقیقہ ممتاز احمد نگر امی عفا اللہ عنہ

ہو  
حامداً و مصلیاً

میں نے رسالہ شرافت کو سرسری طور پر دیکھا اگرچہ میرا ارادہ ہوا تھا کہ میں اس پر ایک مختصر تقریظ لکھوں لیکن افسوس ہے کہ اول تو اپنی نا لائق کی وجہ سے اپنے ارادہ کو پورا نہ کر سکا دوسرے کچھ مجھ کو لکھنا چاہیے تھا اُسے لائق مقررین نے لکھ کر اپنا کر لیا اور بصدق ۵۰ من زقرآن مقرر ہوا برداشتہ امتحان پیش سگان اندا ختم ہجے اس خدمت سے بالکل محروم کر دیا۔ لہذا میں اس امر کی ناظرین کی ہمت و انصاف پر چھوڑتا ہوں کہ خود ہی اپنے دل میں انصاف فرما کر مؤلف کی عرق ریزی و محنت کی داد دین اور خدا سے مؤلف کے ماجر ہونے کی دعا کریں اور اپنے معذور رہنے کی

ذرہ بمقدار نجف عبدالرحمن رکن الدین الشہیر بہ  
محمد احسن وحشی نگرانی

نسبت سانی مانگتا ہوں فقط

Checked

1937

صورتہ ماکتبہ مقرظا علی ہذا الرسالۃ حبامع المعقول  
والمنقول المحدث ومن العلماء الفحول ذوالخلق العظیم  
المولوی محمد عبد الحکیم النجرامی اعز شانہ اللہ الکریم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

المحمد للہ الذی وفقنا لتحصیل الکرامۃ والایمان وتکمیل الشرافۃ والایقان  
والصلوۃ والسلام علی اشرف الخلق واکرمہم وافضل الناس واشرفہم الذی  
علمنا آداب الشریعۃ الانیقۃ وادب الطریقۃ الحقیقۃ وعلی الہ الکرام وادعایہ العظام  
اما بعد کتابتہ مسکین ضعیف فویدم الطالبہ جمیز عبد الحکیم النجرامی عفی عنہ کہ بالفعل اتفاقات سے  
جندے میرا قیام لکھنؤ میں رہا عزیز سعادۃ کتاب نادرجین المتخلص بعزیز نگرانی سے اکثر ملاقات  
رہی ایک روز عند التذکرہ عزیز مذکور نے رسالہ ہذا میرے روبرو بغرض مشاہدہ پیش کیا میں نے  
اسے من اولہ الی آخرہ عمدہ طور سے بغور دیکھا تو واقعی عسری نے اس مبحث خاص کو جو موضوع  
رسالہ ہے نہایت تحقیق وتوضیح کے ساتھ مدلل بیان کیا ہے آفرین برہمت مرد اور جزا لا اللہ  
فعالی خیر الجزاء۔ اس میں انصاف پر الیہ الحافظ رکھا گیا ہے کہ تعصب واعتساف کا خیال نہیں آیا  
حق یہ ہے کہ نفس شرافت حسن عقیدت واحمال صالحہ پر مبنی ہے بعثت انبیاء کرام سیما حضرت  
سید الانام علی نبینا وعلیہم الصلوۃ والسلام اسی غرض سے حق جل وعلا نے فسرہ مایا کہ انسان  
کے عقائد و اعمال محمود و مسعود حسب تعلیم انبیاء عظام ہو جائیں اور مر اس میں جاہلیت سے علیحدہ  
نہیں کلام ربانی میں جس قدر آیات احکام و اوامر و نواہی وارد ہیں ان سب کا مال و ماخذ یہی ہے  
کہ اعمال حسنہ انسان اختیار کرے اور افعال قبیحہ سے اجتناب۔ قصص و حکایات و وعد و وعید کلام مجید

بھی آخر الامر ہی نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ اعتقاد صحیحہ و اعمال نخبہ کا اختیار انسان کو موجب نجات ہے۔ اخلاق حمیدہ و اعمال پسندیدہ کا یا بند رہنا جو ہر فسق و ملل میں مامور بہ سمجھا گیا ہے ہر شخص پر لازمی مدار تہذیب اسی پر رکھا گیا ہے۔ رب باری عز اسمہ کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے وَالْقَصْرِ  
 اِنَّ الْاِنْسَانَ لِفَتٰی خَسِرًاۙ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِحِلْفِ اِرْشَادِہٖو ا ہے کہ ہر آنہ  
 انسان نقصان میں ہے مگر جو ایمان لایا و عمل صالح اختیار کیا تو ظاہر ہے کہ ایمان و صلاح و تقویٰ ہی  
 باعث استثنائے خسران سے ہے خسران گو بھنی نقصان سے ہے مگر وہی گویا رذالت قرار پا سکتی ہے اور  
 ایمان و عمل صالح حقیقۃ شرافت۔ المختصر اس رسالہ میں مؤلف نے خود ہی ہر طرح کے دلائل و براہین  
 عقلیہ و نقلیہ مندرج کر دیے ہیں اعادہ کی کوئی حاجت نہیں ہے اب میں اس تقریر مختصر کو اس دعا پر  
 ختم کرتا ہوں کہ رب قدیر مؤلف اور ناظرین رسالہ کو توفیق حسن عمل اور جزائے نیک عطا فرماوے

آمین رب العالمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لاہلہ والصلوۃ علی اہلہا ا مابعد فقیر حقیر سکین خذیم الطلبة محمد سلیم النجراہی  
 غفرلہ الرب الرحیم بطفہ العیم کہتا ہے کہ میں نے کتاب شرافت مؤلفہ منشی نادرسین عسکر نجراہی  
 میں ابتدائے الی انتہائے نظر غور و تحقیق دیکھا واقعی مؤلف سلمہ نے کتاب مذکورہ میں مسئلہ شرافت کو  
 براہین واثقہ و مضامین راسخہ سے مضبوط کر کے نہایت عمدہ فوٹو اتما کر رکھ دیا ہے اتنی شرافت  
 کسبہ علیہ شرافت نسبتہ محضہ سے بدرجہ افضل واولیٰ ہے کلام باری تعالیٰ ان اکرمکم  
 عند اللہ اتقکم اس پر دل ہے اور نیز حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم صا جہا من سلك علی  
 طریق فہو الی اس امر پر ناظر ہے۔ میں اپنی بے بضاعتی کی وجہ سے اور کچھ زیادہ نہیں  
 کہہ سکتا ہوں بلکہ اس دعا پر ختم کرتا ہوں کہ ایزد مقدس اسمہ اسکے مؤلف کو جزائے نیک  
 اور ناظرین کو توفیق اعمال صالحہ عطا فرمائے

تقارظ مع تاریخ ریختہ کلک  
گھر سلک عالی جناب مولوی صدیق حسن صاحب  
غازی پوری سلمہ اللہ السامی

سپاس ایزدِ گر گر و گر  
بہور ہاشمی افسرِ خجست گہان  
حیہ ہور ہور تا بان نبوت  
اگر حیہ از ہمہ عالی نسب بود  
تفاخر بودش از فقر و رسالت  
با بن لفظ شرافت پنج حرف است  
ز حرف اول و ثانی شش زاد  
ننازد هیچ عاقل بر شرافت  
شرافت گر بعلم وجود باشد  
سر لفظ شرافت حرف شین است  
بدہ یک یک بہر یک یوم سالش  
رفت آئینہ انساب آباست  
بنہ پیش از حسب آئینہ دیگر  
کہ اندازد ترا کبر شرافت  
جو والا گوہر تے آب و تاب است  
در بے آب را قیمت نباشد  
پے اثبات اصل کان اثین است  
ز خاک آئینہ را حاصل صفا شد

زدانش آدمی را آبر و گر  
کز و تاب خسرو اندوخت گہان  
فروزان مہر رخشان نبوت  
بہ فقرش فخر و نازش بر حسب بود  
نہ بر جسدی و آبائی شرافت  
بہ بین مضمہ و انما صرف صرف است  
ہمہ آفت ز سہ باقیش در زاد  
کہ نکیشش بود از سستہ و آفت  
ہمہ رفت از ان مقصود باشد  
کہ ملغون علی عداوش شش ہن است  
کہ باشد بہر تو رفت مالش  
بہ بینی روسے خود این غم نیست  
نگر خود را مگر خود را تو مست گر  
زاون قصر و رخا زندامت  
در بے آب کم از قطرہ آب است  
نسب را بر حسب عزت نباشد  
نمود خاکسار پہا و لیل است  
ز خاک کے طور سہنا طوطیا شد

تقریظ مع تاریخ زنجیتہ کلک  
گہر سلک عالی جناب مولوی صدیق حسن صاحب  
غازی پوری سلمہ اللہ السامی

سیاس ایندِ گر گر و گر  
بہور ہاشمی افسرِ جغت گہان  
چہ ہور ہور تا بان نبوت  
اگر چہ از ہمہ عالی نسب بود  
تفاخر بودش از فقر و رسالت  
باین لفظ شرافت پنج حرف است  
ز حرف اول و ثانی شش زاده  
ننازد هیچ عاقل بر شرافت  
شرافت گر بعلم وجود باشد  
سر لفظ شرافت حرف شین است  
بدہ یک یک بہر یک یوم سالش  
رفت آئینہ انساب کہ است  
بنہ پیش از حسب آئینہ دیگر  
کہ انداز و تراکم بر شرافت  
جو والا گوہر ت بے آب و تاب است  
در بے آب را قیمت نباشد  
پے اثبات اصل کان اثبات  
ز خاک آئینہ را حاصل مفاہد

زدانش آدمی را آبر و گر  
کز و تاب خسرو اندوخت گہان  
فروزان مہر رخشان نبوت  
بہ فقرش فخر و نازش حسب بود  
نہ بر جسدی و آبائی شرافت  
بہ بین مضمحل و انہا صرف صرف است  
ہمہ آفت ز سہ با قبش در زاد  
کہ تر کیش بود از سستہ و آفت  
ہمہ رافت ازان مقصود باشد  
کہ ملغوی عداوتش شش و شش است  
کہ باشد بہر تو رافت مالش  
بہ بینی روسے خود این بزم حیات  
نگر خود را مگر خود را تو مست گر  
زاون قعر و رخا زندامت  
در بے آب کم از قطرہ آب است  
نسب را بر حسب عزت نباشد  
نمود خاکسار پسا دلیل است  
ز خاک کے طور سہنا طوطیا شد



قطعة تاریخ طبع من نتائج افکار عالی جناب منشی محمد عبد الحفیظ  
صاحب تخلص خستہ نگر امی سب انسپکٹر پولیس اضلاع  
شمال مغرب واودھ

حدیثون آیتون سے ہوا بدل  
بیان ان سب کا ہے امین بفضل  
تصور بندہ گیا اسکا مسلسل

ہوا طیار چھپ کر یہ رسالہ  
شرافت کیا نجابت کیا نسب کیا  
ہوئی تاریخ کی جب فکر محبو

ہدای ہاتف غیبی نے بازیب  
یہ نسخہ ہے شرافت کا مکمل  
۱۹۹۶ء

Checked  
1937

قطعة تاریخ طبع من نتائج طبع عالی جناب منشی سید محمد ناصر علی  
صاحب رئیس قصبہ نگر ام صلیح لکھنؤ ادا م بالمجد والا احترام

جسمین نہان ہیں کتر ہدایت کے بے حبیب

تیار فضل حق سے رسالہ ہوا یہ جب

تاریخ طبع خامہ جادو نگار نے  
تب از سر وقار لکھی۔ حقیر بے فریب  
۱۳۱۴ھ

قطعة تاریخ طبع من نتائج افکار عالی حافظ کلام باری جناب  
مولوی خلیل الرحمن صاحب نگر امی مدظلہ العالی

شرافت جسکو کہنا چاہیے فتنہ امیکا  
سرا شراف سے لکھو۔ رسالہ

بجدا اللہ چھپکر دوستو کو بھی پسند آیا  
تلاش سال میں تھا میں کہ ہاتف کی ندا آئی

قطعة تاریخ طبع من نتائج طبع عالی جناب  
منشی حبیب الرحمن صاحب نگر امی سلمہ اللہ السامی

بطرز جدید و عجیب و غریب

ہوئی چھپ کے تیار جب یہ کتاب

کہا طوطی طبع نے مجھے یوں

سن طبع کچھ اور مہمان حبیب  
۱۳۱۴ھ

## خاتمۃ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

سوشکافان غوامض سخن کو مزید فرحت افزا اور نقادان دارالعیار علم و فن کو نوید مسرت انتہا کہ اس  
زمان برکت اقتران میں کتاب نایاب و نسخہ لا جواب گرہ کشاے طرہ شاہ حقیقت۔ آئینہ  
عکس نماے پیرہ معرفت۔ رہنماے منازل تحقیق۔ خضر طرائق تصدیق۔ مجموعہ معارف و تحقیقات  
ذخیرہ اسرار و دقائق۔ ہادی علائق۔ رافع علائق۔ قلم نامید اکثار بشارت موسوم بہ رسالہ شرف  
تصنیف منیف و ترصیف رصیف تخلص گلشن ترزبانی۔ کدیور گلزمین رنگین بیانی۔ میزان المعقول  
و المنقول۔ منبع اغصان الفروع و الاصول۔ شمع شبستان علم و دانائی۔ فروغ دیدہ فضل و  
بینائی۔ حاوی الفضائل و الفواضل۔ عمدۃ الاجلۃ و الاماثل۔ علامی فہامی جناب منشی نادر حسین  
صاحب عزیز نگرامی عم فیضہ السامی حسین مصنف مدوح نے ہر فرقہ و ملت کے نفاق باہمی کو بہ اولہ و ثانی  
مٹایا ہے۔ آپس کے میل جول اور حسن معاشرت و اتفاق کے ثبوت میں کیا کیا زور طبع دکھایا ہے۔  
طرف تریہ کہ اپنے جملہ اقوال کو کتاب خدا اور احادیث سید الانبیاء اور دیگر کتب معتبرہ و تاریخ سے  
ثابت و مدلل فرمایا ہے بعد اجازت حضرت مصنف مطبع نامی و گرامی منشی قول کشورہ واقعہ  
میں علامہ جناب علی القاب منشی یراک تراسن صاحب دام اقبالہ مالک مطبع موصوف بہاؤ نمبر  
مطابق ماہ جمادی الآخر ۱۳۱۴ھ بار اول علیہ طبع سے آراستہ و پیراستہ ہوئی  
حق سبحانہ تعالیٰ مقبول عالم کرے آمین۔

حق تالیف اس کتاب کا از جانب مصنف مدوح حق و کشورہ پرین محفوظ و محفوظ ہے۔

